U13294 16/12--9

Title - OOD HINDI

Creator - Mirza Asad Ullah Khan Ghalib.

Publisher - Nawal Kishore (Kanpur).

Date - 1913

Pages - 184

Subjects - Makateeb Ghalib; Ghalibiyaat - Makateeb;
Ghalibiyaat - Sawaneh

عود ہندی

یعنی

مجموعۂ رقعات نایاب اردو نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان

مرحوم المتخلص بہ غالب دہلوی

جسکو

جناب میر ولایت حسین صاحب بی۔ اے آنریری منیجر نے بک ڈپو

مدرستہ العلوم علیگڈہ کی طرف سے

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

سنہ ۱۹۱۰ء
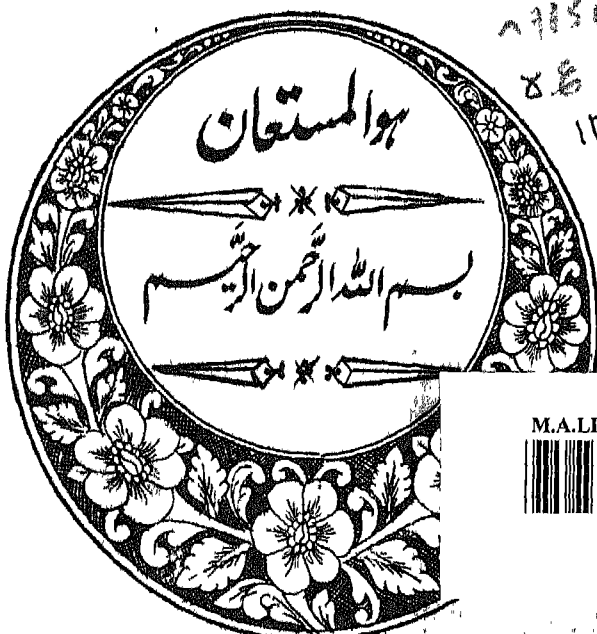
بندہ سے خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہے زبان مخلوق حمد خالق کرسکے وہم وخیال ہے نعت کا رتبہ حمد سے کم نہین جس ممدوح کا پروردگار مداح ہو اُسکی مدح کے لائق ہم نہین بندہ سراپا عصیان محمد ممتاز علیخان جب اپنے کو اس سے عاجز پاتا ہے تو حرف مطالب زبان پر لاتا ہے نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر غالب جنکی ذات باکمالات محتاج تعریف نہین مرتبہ سخن سنجی پابند توصیف نہین روز روشن مین کوئی آفتاب کی روشنی کے دلائل لاوے تو کب عقل کا مقتضا ہے چودھوین رات کو جو چاند کی تابش کی برہان بتاوے فضولی کا منشا ہے سارا ہند اُنھین جانتا ہے ایران تک اُن کی جادو بیانی کا چرچا ہے مجھے مدت سے اس کا خیال تھا کہ فارسی تصنیفین تو انکی بہت مرتب ہوئین اور چھاپی گیئن لوگون نے فیض اوٹھائے تعویذ بازو بنائے مگر کلام اُردو نے سوا سے ایک دیوان کے ترتیب نہ پائی یہ دولت ارباب شوق کے ہاتھ نہ آئی حالانکہ نثر اُردو انکی اورون کی فارسی سے ہزار درجہ بہتر ہے یہ سلاست بیان شستگی زبان روزمرہ کی صفائی اور انکی شوخی کسی کو کب یسر ہے اُسے بھی ترتیب دیجیے قدردانون پر احسان کیجیے میرے عنایت فرما اور مرزا صاحب کے شاگرد یکتا چودہری عبد الغفور صاحب سرور تخلص سے یہ ذکر آیا تو اُنھون نے جتنے خطوط مرزا صاحب کے اُنکے نام آئے تھے سب کو ایک جا کرکے اور اُسپر ایک

دیباچہ لکھ کے دہ مجموعہ عنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جا بجا سے اور تحریرین مرزا صاحب کی بہم
پہونچا ئین بڑی محنت اُٹھائی تب تمنا بر آئی اور مجموعہ مرتب ہوا آج پورا اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خان
صاحب بہادر بیخبر تخلص جو نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی کے
میر منشی اور میرے مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص با اختصاص ہین اس تلاش مین میرے
معین اور مددگار رہے بہت کچھ ذخیرہ اُنکی بدولت بہم پہونچا اِس کتاب کی دو فصل اور ایک خاتمہ ہے پہلی فصل
مین چودہری صاحب کے مرتب کئے ہوئے خطوط اور اُنکا لکھا ہوا دیباچہ دوسری فصل مین میرے جمع
کئے ہوئے رقعات اور خاتمہ مین چند نثرین ہین جو جناب غالب نے اورون کی کتابون پر تحریر فرمائی ہین۔
عود ہندی اس کتاب کا نام ہے خوشبو اسکی تمام عالم مین پھیلے اسی دعا پر ختم کلام ہے۔

پہلی فصل چودہری عبد الغفور سرور کا لکھا ہوا دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچۂ انشا کی آرایش ستایش کاتب برحق ہے کہ نہ طاقتِ قلم ہے نہ تابِ زبان اور عنوانِ املا کی نمایش حمد
املا گر مطلق ہے کہ نہ یارائے لسان ہے نہ زہرۂ بیان اس نظم گاہِ زمانہ مین صانع نے کیا کیا صنائع
اور بدایع اپنی قدرت کاملہ سے دکھائے اور کیسے کیسے نقش بنائے ظہوری کو ظہور دیا اور نظیری کو بے نظیر
کیا جامی نامی ہوئے اور نظامی خداوند شیرین کلامی غالب کو غلبۂ شیوا بیانی و ہمہ دانی و عذوبتِ معانی و
شیرین زبانی عطا فرما کر کوس یکتائی بجوایا اور حلاوت کلام سے ایک عالم کو شیرین کام فرمایا زہے کرم
کریم و خہے رحمت رحیم اور ممدوحِ کبریا کی نعت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشر سے محال
ہے ملائک کی زبانِ ناطقہ اس جگہ لال ہے وہ رسولِ مجتبیٰ مقیم مقام قاب قوسین او ادنیٰ کلیم کلام
ما ینطق عن الھویٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ کہ جس کی ہدایت زبانی پر معانی دونون جہان کے مطالب کی
کتاب ہے جو کلمہ ہے رحمت کا باب ہے جو فقرہ ہے مغفرت انتساب ہے صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ
اجمعین۔ آب شنیدن کو گوش شنوا لونیدا اور گفتن کو بزبان گویا مژدہ ہو کہ شاید سخن بصد ناز و ادا مقنعہ
رخ سے اُٹھاتا ہے اور معشوق فکرت ہزار غنج و کرشمہ جلوہ دکھاتا ہے۔ لیلی شیرین لقائے فصاحت کہ

جس کا ایک جہان مجنون ہے دیدار نما سے طالبان سخن سنج معنی رس ہوتی ہے اور عذرا سے خود آرا سے
بلاغت کہ جس کا ایک جہان وامق ہے سلک نثر مین موتی مضامین رنگین کے پروتی ہے مخفی و محتجب نہ رہے
کہ سخن آفرین نے کوئی زمانہ سخنگو اور معنی فہم سے خالی نہین رکھا اوقات ماضیہ مین نظامی سے انتظام نظم نشا
دست جامی سے ہے جام معنی پر کیا ظہوری سے نظم و نثر کو ظہور دیا عرفی سے سخن مشہور ہوا اسوقت مین عمدۃ البلغا
قدوۃ الفصحا سخنور یگانہ فردوسی زمانہ خاقانی جاہ انوری پناہ سحبان زمان خان دوران جان سخن روح معنی نظامی
نظام ظہوری ظہور نظیری نظیر فیضی فیض ضمیری ضمیر شان شان نوائی نوا فغانی فغان مخدومی استادی نجم الدولہ
دبیر الملک محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ کو وہ قدرت سخن سنجی اور معنی آفرینی عطا فرمائی کہ تمام عالم اُن کی
ہمہ دانی کا قائل اور شیوا بیانی کا مائل ہے اللہ ان کو سلامت باکرامت رکھے آمین ثم آمین نظم میں وہ پایہ
بلند کہ شعری اُنکے ہر شعر پر آئی انجم تصدق اُتارے خود بلا گردان ہو لولی سما عروس ہر مصرعہ پر دل وجان وارے
صدقہ و قربان ہو ترکیب الفاظ اور ربط قوافی و ردیف کا عجب ڈھنگ ہے کہ سخنوران مسلم الثبوت کی عقل
دنگ ہے قافیہ تنگ ہے عرفی کو کہان سے لاؤن جو اپنے کلام کی تصدیق چاہون اگر نظیری ہوتا داد سخن
دیتا اعتقاد واست امی باید بانہ ... سے ڈرتا ہون ورنہ کہتا زانو سے سبق خوانی تہ کرتا نثر مین وہ مایہ ارجمندی کہ
نثری اُس سلم کا ایک زینہ ہے دبیر فلک اُنکی خاتم کا نگینہ ہے اگر فقرات سہ نثر ظہوری شراب بیخش کے
پیالے ہین تو کلمات عبارت رنگین جناب غالب شیرینی کے نوالے ہین طاہر وحید انشا طرازی مین یکتا ہے
لیکن یہ انداز کہان ابو الفضل نثر پردازی مین بے ہمتا ہے مگر یہ برگ وساز کہان چنانچہ مہر نیمروز کی تابش اور ماہ نیم
ماہ کی نمایش اور دستنبو کی خوشبو و رنگینی قاطع برہان کے دلائل کی دل نشینی شاہد مدعا ہے سچ تو یہ ہے
سخن کی آبرو فقط آپ کی ذات باکمالات سے باقی ہمارے قول کو کلام ممدوح کافی جو کہون وہ بجا ہے
تلفظ عبارت رنگین پنج آہنگ بالحان داودی ہے کہ آہنین دلون کو موم کرتا ہے مطالعہ ہر سطر و صفحہ
کا جوہر سرمہ اصفہانی ہے کہ پتھرائی ہوئی آنکھون کو جلا بخشتا ہے الحق کہ موجد تازہ مضامین ہین اور آفرینندہ
معانی دل نشین ریختہ کا وہ انداز ریختہ خامہ سحر نگار ہے کہ میر کو زندہ کیا ہے سودا کو مول لیا ہے عبارت
اُردو باغ و بہار ہے دیکھ لو مشتے نمونہ از خروارے ہے اگر کوئی سخن چین سخن چینی کرے تو ہرزہ درائی ہے اور

عیب مبنی اُس کی عین نابینائی اب ارباب علوم کو معلوم ہو کہ بین انکسار ظہور عبد الغفور متخلص
بہ سرور مارہروی بدو شعور سے اہل سخن کا طالب اور صاحب کمال کا خواہان تھا جب کلام بلاغت
نظام رشک صائب فخر طالب جناب اسد اللہ خان صاحب غالب کا دیکھا دل کو بھایا یکتا پایا سبیل
مراسلات مین قدم بڑھایا ہر کتابت کا جواب آیا سبحان اللہ وہ زبان کہان پاؤن کہ اُن کے خلق کا
بیان لب پر لاؤن مجھسے ناچیز حقیر سر و ذرہ نوازی مہر وار فرمائی کہ میری نظر مین میسر ہی آبرو بڑھائی
کبھی جواب مراسلہ مین تساہل و درنگ اور اصلاح شعر و عبارت مین دریغ اور ننگ نہ فرمایا
جو نامہ کہ بنام میرے بعبارت اُردو تحریر کیا۔ مکتوب سادہ رویون سے دلربا تر اور ہر سطر اُس کی
سلسلہ مویون سے تاب فرسا زیادہ ہے جس آنکھ نے دیکھا وہ بینا ہے جس کان نے
سُنا وہ شنوا ہے پس تنہا مستلذ ہونا اور آپ ہی آپ مزہ اُٹھانا خلاف انصاف جانا دل
مائل تمام بشہرت عام ہوا اور ہنوز یہ قصد ناتمام تھا کہ بحسن اتفاق فخر زمان وحید دوران جناب
ممتاز علی خان صاحب متوطن میرٹھ کہ ریعان شباب مین بہ تہذیب نفس شب بیدار
تہجد گزار اور دل نرم ہنگامہ صحبت گرم اخلاق مجسم شفیق مکرم فطرت ارجمند ہمت بلند خصائل حمیدہ اوصاف
پسندیدہ پاک نہاد مستحسد با اتحاد پاکیزہ روش اخلاق منش سخن شناس انصاف اساس خوش تقریر
عدیم النظیر مین رونق افزا سے مارہرہ ہوئے اور قدوم تقدس لزوم سے اس قصبہ کو مشرف کیا ایک
روز محفل ممدوح مین ذکر مدح وائی و شیوا بیانی جناب استاذی و مخدومی درمیان آیا ارشاد کیا کہ کلام
مرزا صاحب نسیم جانفزا اور شمیم دلکشا ہے۔ فارسی کا کیا کہنا اُردو بھی یکتا ہے نظم و نثر فارسی
تو محلی بحلیہ انطباع ہوا لیکن نثر اُردو زیور طبع سے عاری رہا اگر وہ خطوط کہ بنام تمھارے آئے
اور تمنے سنائے ہین جمع کرو تو مین اُس کے انطباع کا بیڑہ اُٹھاتا ہون اس تقریر سے نسیم تاثیر
نے غنچہ دل کھلایا منشاء خاطر ظہور مین آیا وہ مکتوب کہ بنام میرے آئے تھے ترتیب وسامے
گویا جواہر بے بہا کان قلمدان سے نکال کر کشتی اوراق مین جمع کیے چونکہ محبت جناب غالب
میرے حال پر بہت غالب ہے لہذا نام اس انشا کا مہر غالب بکسر میم مناسب

سال ختم تالیف بھی اس نام سے مطابق پایا طبیعت اور بڑھی تحریر تاریخ کو دست قلم بڑھایا ؎

انشا مملو بصد مطالب لکھی
موسوم کیا جو مہر غالب سے سرور

یعنی پے دوستان طالب لکھی
تاریخ بھی اسکی مہر غالب لکھی

کوکب شعر شاعران ہند پرتو التفات غالب سے روشن اور خاک فکر بیمار یان آبیاری مکرمت ممدوح سے گلشن ہو جیو آمین ثم آمین —

چودھری عبد الغفور سرور کے نام

چودھری صاحب شفیق مکرم کی خدمت مین بعد ارسال سلام مسنون عرض کرتا ہون کہ آپ نے ذرہ پروری اور درویش نوازی کی ورنہ مین سزاوار ستایش نہین ہون ایک سپاہی زادہ ہیچمدان اور ہیچدل افسردہ وروان فرسودہ ہان ایک طبع سوزون اور فارسی زبان سے لگاؤ رکھتا ہون اور یہ بھی یاد رہے کہ فارسی کی ترکیب الفاظ اور فارسی اشعار کے معنی کے پرداز مین میرا قول اکثر خلاف جمہور پائے گا اور حق بجانب میرے ہوگا پہلے مین حضرت سے پوچھتا ہون کہ یہ صاحب جو شرحین لکھتے ہین کیا یہ سب ایزدی سروش ہین اور انکا کلام وحی ہے اپنے قیاس سے معنی پیدا کرتے ہین یہ مین نہین کہتا کہ ہر جگہہ ان کا قیاس غلط ہے مگر یہ بھی کوئی کہ نہین سکتا کہ جو کچھ یہ فرماتے ہین وہ صحیح ہے ایسی چھاپے ہین کہ جس کا آپ حوالہ دیتے ہین منکہ باقسم عقل کل الخ اس شعر کی شرح کو ملاحظہ کیجیے عبارت وہ تعقید سے لبریز کہ مقصود شارح کا سمجھا بھی نہین جاتا اور جب غور و تامل کے بعد سمجھہ لیجیے تو وہ معنی ہر گز لائق اسکے نہین ہین کہ فکر سلیم اسکو قبول کرے پھر احسان تو بشگافتہ الخ اس مصرعہ کی توجیہ کتنی بیہودہ اور بے نفع ہے عرفی کو کہان سے لاؤن جو اس سے پوچھون کہ بھائی تو نے اس شعر کے کیا معنی رکھے ہین قصہ کوتاہ نظم دیوانگی صحبت تو ؎ کامروز سلسلہ است مارا بیگانہ زتاج کردتارک ؎ آوارہ زکفش کرد پارا ؎ جیسا کہ دوسرے شعر کے مفہوم کو شارح کہتا ہے کہ

دیوانگی مین یہ حالت بعید نہین ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ منصب دیوانی سے یہ بات بعید ہی تو پھر شارح کیا جواب دیگا ہان یہ کہیگا کہ غلبۂ محبت مین پاس وضع نہ رہا اور دیوان جی صاحب کچہری سے ننگے سر اور ننگے پاؤن نکل بھاگے ہمنے مانا مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ دیوانگی کیون نہ لکھین کہ دوسرے شعر کے معنی بے تکلف منطبق ہو جائین اور توجیہات درمیان نہ آئین فقیر کے نزدیک دیوانگی محبت تو صحیح اور بے تکلف ہے اور دیوانگی و محبت تو غلط محض اور دیوانگی محبت تو تکلف محض دیوانگی اور محبت دو صفتین کیون جمع کرین غور کیجیے عطف کا واو یہ چاہتا ہے کہ یہ شخص پہلے سے دیوانہ تھا اور پھر اُسی حالت مین اسکو محبت پیدا ہوئی دیوانگی مین تاج و کفش بیجا تھی محبت پیدا ہونے کے بعد یہ حالت طاری ہوئی کیا بے مزہ توجیہ ہے ہان دیوانگی محبت یعنی وہ جنون جو فرط محبت مین بہم پہونچا اُسنے اس احوال کو پہونچایا فقیر دیوانگی محبت کہیگا اور دیوانگی و محبت کہنے کو منع کرے گا اور دیوانگی محبت کہنے کو نہ مانع آئیگا نہ تسلیم کرے گا زیادہ اس سے کیا عرض کرون یا بوری اور مہرگستری کا شکر بجالاتا ہون اور بس۔

اب یہان سے روے سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کی طرف ہے اپنے مخدوم و مطاع حضرت صاحب کی خدمت مین بندگی عرض کرتا ہون اور حیران ہون کہ اور کیا کہون یہ مدعا چودھری صاحب کی تحریر سے معلوم ہو گیا تھا اُس کا جواب لکھا گیا حضرت کے دستخط خاص کی لکھی ہوئی عبارت سے جو سمجھتا ہون اُسکا جواب لکھتا ہون اور جو کچھ مجھسے نہین پڑھا گیا وہ تعویذ بازو کر رکھتا ہون اگر بفرض محال کبھی ملاقات ہوگی تو آپ سے دریافت کرکے پاسخ گزار ہونگا ہان حضرت سچ ہے میر ابن حسن خان میرے دوست ہین اور مرزا عباس میرا بھانجا فتنہ و فساد کے زمانہ مین بلگرام مین رہا اور اب وہ فرخ آباد مین ڈپٹی کلکٹر ہے آپکی اور بھائی منشی نبی بخش صاحب کی ملاقات سے میرا دل بہت خوش ہوا یا در ہے سخن فہمی اس بزرگوار کا حق ہے اب آگرہ مین بیکار اور پنشن کے امیدوار ہین ع تا ہر چہ گفتی از تو مکرر شنودمی - شعر کی رعایت سے کہ وہ یاے مجہول ہے بمعنی بیشتر اکثر صاحب گفتی کو بھی یاے مجہول پڑھتے ہین تاکہ میگفت کے معنی پیدا ہون اس صورت مین خطاب سے بطرف غیب کے رجوع کرتے ہین اور گفتی

کی یای معروف سے صیغۂ واحد حاضر ہے از منہ ثلاثہ میں سے اشعار زمانہ ماضی رکھتا ہے اور شدن اور شود یہ سب
استقبال کے مقتضی ہیں اور معروف گفتی ماضی ہے پس اگر گفتی بیاے معروف کہیے تو اوپر کے مصرعہ میں بُدی
کہنا ہوگا بودی کا مخفف خلاصہ یہ کہ اگر وہاں بُدی کہیے تو یہاں گفتی بیاے معروف بے تکلف درست
اور بیاے مجہول غلط ہے اور اگر وہاں شدے کہیے تو یہاں گفتے بیاے مجہول کہیے غائبت اور خطاب کا
تفرقہ مٹا دیجیے گفتے بیاے مجہول میں خطاب حاضر مقرر رہتا ہے اور تو کا لفظ جو قرینہ ہے وہ اس معنی کو ہاتھ سے
جانے نہیں دیتا نظائر اسکے فارسی میں بہت ہیں رباعی کے باب کی پرسش ہرگز نہ رہی نہیں کہی زیادہ حد ادب

۲- چودھری عبد الغفور سرور کے نام

بندہ پرور مہربانی نامہ آیا سر پر کہا آنکھوں سے لگایا فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت
طبیعت کی ہے پھر تتبع کلام اہل زبان لیکن نہ اشعار قتیل و واقف و شعراے ہندوستان کہ یہ اشعار سواے
اس کے کہ انکو موزونی طبع کا نتیجہ کہیے اور کسی تعریف کے شایان نہیں ہیں نہ ترکیب فارسی نہ معنی نازک
ہاں الفاظ فرسودہ عامیانہ جو اطفال دبستان جانتے ہیں اور جو مقصدی نثر میں درج کرتے ہیں وہ الفاظ
فارسی یہ لوگ نظم میں خرچ کرتے ہیں جب رودکی و عنصری و خاقانی و رشید و وطواط اور ان کے امثال و
نظائر کا کلام بالاستیعاب دیکھا جاے اور انکی ترکیبوں سے آشنائی بہم پہونچے اور ذہن اعوجاج کی
طرف نہ لیجاے تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی یہ ہے منکہ باشم اسکی جو شرح چھاپہ میں لکھی ہے
اُسکو ملاحظہ کیجیے اور معنی میرے خاطر نشان کیجیے تو میں سلام کروں پہلے نظر یہاں لڑانی چاہیے کہ
از اوج بیان انداختہ کا فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے اگر عقل کل کو انداختہ کا مفعول اور
منکہ کے کاف کو کدامیہ ٹھہراؤ گے تو بے شبہہ انداختہ کے فاعل دو ٹھہرینگے ایک ناوک انداز
ادب اور ایک مرغ اوصاف تو ایک فعل اور دو فاعل یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہے اب فقیر سے
اس کے معنی سُنیے من انداختہ کا مفعول را مقدر منکہ کا کاف توصیفی ناوک انداز ادب آموز
یعنی اوستاد مرغ توصیف تو فاعل مجھکو کہ عقل کل کا اوستاد ہوں تیرے مرغ توصیف نے اوج بیان سے
گرا دیا عقل کل تک کہ وہ علویوں میں اعلی ہے اس کا ناوک پہونچ سکتا تھا مگر مرغ اوصاف اُس مقام پر ہے

کہ جہاں اس ناوک انداز کو ناوک پہونچانے کی گنجایش نہیں اوج بیان سے گرنا عاجز آجانا ہے
قدرت وہ کہ عقل کل سے بھی زیادہ اور عجز یہ کہ اوج بیان سے گر گیا اچھا مبالغہ ہے مدح و اوصاف کی بلندی کا
اور کیا خوب مضمون ہے اظہار عجز باوجود دعوی قدرت مصرعہ ایثار تو بر دوختہ چشم دو ہمن آز ॥ اس کے
تو معنی وہ ہی ہیں جو چھاپے میں لکھے ہیں مصرعہ ثانی کی شرح میں گمراہ ہو گیا مصرعہ احسان تو ہر قطرہ کو دریا
بشگافت ॥ تاہم بقدر حساب بنیاد ہے بیچاران اس معنی کے معنی نہیں سمجھا سیدھی بات ہے مگر
خیال میں جب آئیگی کہ اساتذہ کے مسلمات معلوم ہوں کمال ایثار و عطا میں مروارید و یاقوت و جواہر و
معدن کی کم تحقیق آتی ہے لعل و دُر کا معدوم ہوجانا اور بحر و کان کا خالی رہجانا نئی نئی طرح سے باندھا
ہے چنانچہ میں نے کسی زمانے میں اسی زمین میں ایک قصیدہ لکھ کر وزیر الدولہ والی ٹونک کو بھیجا تھا
اوس میں کے دو شعر آپ کو لکھتا ہوں نظم ناموس نگہہ داشتی از جود بگیتی ॥ جز پردگیان حرم معدن و یم را
وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار ॥ پرسند زہم منشار رسوائی ہم را ॥ پردگیان حرم معدن و یم و لعل و
گوہر وہ جو کثرت ایثار سے کوچہ و بازار میں خاک آلودہ پڑے ہوے ہیں وہ باہم گرد و مندانہ یہ گفتگو کرتے
ہیں کہ اس شخص نے سب کی حرمتیں رکھ لیں اور سب کی آبروئیں بچائیں ہمکو اسقدر بے حرمت اور
ذلیل کیوں کر رکھا ہے قطرہ دریا کا حساب کے واسطے چیرنا بے حساب ہے مقولہ عرفی کا یہ ہے کہ
جتنے موتی دریا میں ہاتھ آئے وہ بخش دیے اور بخشش کا ذوق باقی رہا چونکہ قطرہ میں بالقوہ استعداد
موتی ہوجانے کی ہے تو اس احتمال سے ہر قطرہ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر موتی ہاتھ آویں تو وہ سائلوں کو دے
جاویں پہلے مصرعہ میں حرص کا سیر کر دینا موافق مسلمات شعرا کے متبع اور اس کا مرفوع میں آنا اغراق
دوسرے مصرعہ میں باحتمال استعداد بالقوہ قطرہ کو چیر ڈالنا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرہ کو یہ اغراق سے گذر کر
تبلیغ و غلو ہے۔

یہاں سے خطاب حضرت صاحب عالم کی طرف مخدوم مکرم و مطاع معظم قبلہ دیدہ و دل کہ جو میرے
اور اپنے ملنے کو از قسم فرض محال نہیں مانتے ہیں خدا کرے ایسا ہی ہو جیسا وہ جانتے ہیں تقصیر معاف ہو
اگر دنیا میں ظہور ہر امر بحسب مساعدت اسباب ہے تو اس تمنا کا حصول مانند اعادہ شباب ہے کوئی وجہ

نہیں پاتا آپ کے یہاں تشریف لانے کی اور کوئی صورت نہیں نظر آتی میرے وہاں آنے کی اگرچہ
حیز امکان سے باہر نہیں مگر توقع میں تامل ہے اب جو بھائی منشی نبی بخش صاحب کو خط لکھونگا تو آپکا سلام
ضرور لکھ دونگا آپ نے احباب البعاض کی خیر و عافیت عموماً لکھی بالتخصیص حضرت شاہ عالم صاحب کا
سلام نہ لکھا گیا وہ وہاں نہیں ہیں اگر اور کہیں ہیں تو انکا حال مجکو لکھئے اور اگر وہاں ہیں تو میرا سلام اون کو
کہئے رباعی کے باب میں بیان مختصر یہ ہے کہ اس کا ایک وزن معین ہے عرب میں دستور نہ تھا سوا
عجم کے یہ بحر ہزج میں سے نکالا ہے مفعول مفاعلن فعولن ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور اس وزن پر فعلن
بڑھا دیا ہے مفعول مفاعلن فعولن فعلن جو زحافات ہیں بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک چوبیس ہیں اور
وہ سب جائز اور روا ہیں اور اس بحر کا نام بحر رباعی ہے رباعی سچ ہے کہ سوا اس بحر کے اور بحر میں نہیں کہی جاتی
اور یہ جو مطلع اور حسن مطلع کو رباعی کہتے ہیں اس راہ سے کہ مصرعہ چار ہیں کہو ورنہ رباعی نہیں ہے نظم ہے قدما
کو بیشتر اس کا التزام تھا کہ ہر مصرعہ میں قافیہ رکھتے تھے خاقانی برعایت صنعت ذوقافیتین کہتا ہے شعر
من بودم و آن نگار روحانی روی ؛؛ افگندہ دران دو زلف چوگانی گوی ؛؛ ثلقے بدر ایستادہ خاقانی جوی ؛؛
من در حرم وصال سبحانی گوی ؛؛ میں پانچ سات برس سے بہرا ہو گیا ہوں ایک رباعی چار قافیہ کی اس
مضمون خاص کی میں نے لکھی ہے برعایت صنعت ذوقافیتین رباعی ؛ دارم دل شاد و دیدۂ بینائی
وز کری گوشم نبود پروائی ؛؛ خوب است کہ نشنوم ز ہر خود رائی ؛؛ گلبانگ انا ربکم الاعلائی ؛؛ فقیر اس باب میں
متعصب ہے اور وزن کی دوبیت میں قافیہ والی کو رباعی نہ کہے گا نثر عاری نہ قافیہ نہ وزن نثر مسجع قافیہ
سو جو دو وزن مفقود مگر اس میں ترجیع کی رعایت ضرور ہے یعنی فقرہ میں کے الفاظ مماثل اور ملائم ہمدگر
ہوں اور اگر یہ بات نہ ہوگی اور صرف قافیہ ہوگا تو اسکو مقفی کہیں گے نہ مسجع نثر مجز وہ ہے کہ وزن ہو
اور قافیہ نہو جب آپ لالہ قنبل کے گٹھے ہوئے فقرے دیکھ چکے ہیں تو مجکو فقرہ تراشی کی تکلیف کیوں
دیتے ہیں زمانہ گذشتہ میں بھائی ضیاء الدین خان صاحب بنفس ایک مختصر سا دیوان حضرت
نظامی کا مجھکو دکھانے لائے تھے اسمیں نثر مجز لکھی ہے اس دن نواب مصطفیٰ خان حسرتی شیفتہ کو
خط لکھنا چاہتا تھا اسی وتیرہ پر خط لکھا اور وہ خط پنج آہنگ میں ہے مگر میں نے اس طرز میں بہت تھوڑا سے

شوخی طبع یہ بات کی ہے کہ ایک جگہ جو فقرے مقفی ہو گئے ہین اور وہ لفظ مجکو پسند آئے ہین تو مین نے اسکو
یون ہی رہنے دیا ہے اسکو دستور مین تصور نہ کیجیے گا وہ رقعہ یہ ہے رقعہ ہان خواجہ بے پروا من بندہ کہ
غمناکم و از غصہ جگر چاکم خواہم سخنے گفتن آن روز کہ میر فتند آن نامہ فرستادند کہ و بدیدن آن خون شد دل
تا جگر از اندہ گفتم چہ کنم غالب چون کار دگرگون شد ہمی بایدم اینک رفت تا عذر سخن خواہم چون گرد و غباری
بود رفتن نتوانستم آن روز بشام آمد لا بلکہ سیہ تر شد سر ماندہ ببالین بر چون غمزدگان خفتم ہے ہے چہ توانم خفت
آن خستہ کہ غمخوارش بر زخم نمک ریزد و دیدہ بیدارش شورابہ روان باشد چون از افق شرقی خورشید درخشندہ
ناگاہ سری بر زد آتش بجہان در زد مرغ سحری پر زد رفتم بجگر کاوی وان راز نہانی را از دل بزبان دادم
در صورت نہانی بے پردہ چو ہمرازان نی آمد و ہمدم شد چندانکہ دم اندر نی از مہر دمیدم من چون من
بنوا آمد و آن نالہ کہ بر لب بود از باطن نی سر زد آندم کہ نفس باقی تر شد گونہ کشاکش کرد یک کاغذ نوشتہ
بود دستش بستم و در چون نالہ نمودی داشت زان شعلہ کہ دودی داشت بر صفحہ نشانہا ماند گفتم مگر این صفحہ
غمنامہ رازستی فہرست نیازستی باید کہ فرو پیچم وانگہ بہ نشانمندی زی خواجہ روان سازم کوتاہ کنم گفتن
آن نامہ کہ من گفتم حجاب در والا بردند و روان کردند ہر چند در اندیشہ پیداست کہ خوش باشد با خواجگی
استغنا با اینہمہ خوش نبود پوزش نہ پذیرفتن امروز سحرگاہان روشن گہر آن نیر کش روح و روان دانم
بل خوشتر ازان دانم دیوان نظامی را آورد بسوے من زینگونہ نواہا بود در پردہ گفتارش کز ذوق بہنجارش
این زمزمہ سر کردم والا گہر اکبر خان خوشنار سلام از من۔

۳۔ چودہری عبد الغفور سرور کے نام

بندہ پرور آپکا تفقد نامہ محررہ پندرہ نومبر آج پنجشنبہ کے دن اٹھارہ نومبر کو یہان پہونچا مارہرہ کا خط دلی
چوتھے دن آیا ہے دلی کا خط مارہرہ مین کیون پہونچتا ہے تو تمہاری خوشی ہے یہ خط بیرنگ بھیجتا ہون مگر مجکو اطلاع
دیجیے گا کہ یہ کسدن پہونچا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو یہان فساد شروع ہوا مین نے اسی دن سے گھر کا دروازہ بند اور آنا جانا موقوف
کر دیا ہے بے شغل زندگی بسر نہین ہوتی اپنی سرگذشت لکھنی شروع کی جو سُنا گیا وہ بھی ضمیمہ سرگذشت کرتا گیا مگر بطریق

لزوم مالا یلزم اس کا التزام کیا ہے کہ بزبان فارسی قدیم جو دساتیر کی زبان ہے انھیں یہ نسخہ لکھا جائے
اور سوائے اسما کے کہ وہ نہیں بدلے جاتے کوئی لغت عربی اس میں نہ آوے چنانچہ ایک نسخہ آپ کی
خدمت میں بھیجتا ہوں مگر یہ نذر ہے جناب قبلہ و کعبہ حضرت صاحب عالم صاحب کی اور چونکہ وہ آپ کے
بزرگ ہیں جرأت نہ کر سکا کہ آپ کی نذر کروں اور سچ یہ ہے اُن کو مشترک رکھوں نذر انکی ہے اور فیض یابی
آپ کے مطالعہ سے ہے ہیہات یہ کاتب اساتذہ کے کلام کو کیا بگاڑ دیتے ہیں گویا مسخ کر دیتے ہیں اُن سے
بعید نہیں لیکن تم سے اور حضرت صاحب سے بعید ہے کہ سہو کاتب کا نہ سمجھ لیا ع من آن دریای آشوبم کہ
از تاثیر خاصیت ۞ دو کافوں کا علی التواتر آنا دوسری بات ہے دریا سے آشوب کیا ٹکسال باہر لفظ ہے
استعارہ بالکنایہ صحیح مگر یہ محل نہیں ہے یہاں تو دریا چاہیے بے شائبہ استعارہ و کنایہ عیاذاً باللہ عرفی
اگر ایک بڑا قدح بھنگ کا یا ایک بوتل شراب کی پیئے ہوئے ہوتا تو بھی یوں نہ لکھتا اس غریب کا مصرع یوں ہے
ع من آن دریای پرآشوبم کہ از تاثیر خاصیت ۞ دریا موصوف پرآشوب صفت دوسرے مصرعہ کا کاف صفت کی سیر
اب روئے سخن حضرت صاحب عالم صاحب کی طرف امیدوار ہوں کہ میرے ہم عمر مرشد میرے ہم فن
مخدوم میری تقصیر معاف کریں اگرچہ ستر برس کی عمر میں بہرا ہو گیا ہوں پر بینائی میں فتور نہیں عینک سے
اعانت چاہنی منظور نہیں باوجود حدت بصر بسبب نقص فہم کے دستخطی عبارت مجھ سے پڑھی نہیں جاتی آگے جو
دو بار میں نے جواب لکھا ہے صرف قرائن ملحوظ رکھے ہیں ورنہ عبارت باستیفا مجھ سے نہیں پڑھی گئی آخر چودھری صاحب
تو آپکے معتقدوں میں بمنزلہ عزیزوں کے ہیں جو آپ فرمایا کریں وہ انھیں الفاظ کو لکھ دیا کریں اب سب عبارت کا جواب
جب لکھونگا کہ کتاب کی رسید اور اس مطلب کا اعادہ بتحریر بدستخط چودھری صاحب میرے پاس آ جائیگا زیادہ حد ادب

۴۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کا عنایت نامہ اس وقت پہنچا اور یہ وقت صبح کا ہے دن بدھ کا
ربیع الثانی کی چوبیسویں اور دسمبر کی پہلی کتاب کے پارسل کی رسید معلوم ہوئی حکیم عبدالرحیم خان کوئی
نامی اور نام آور آدمی نہیں ہیں یہاں کے قاضی زادوں میں سے ایک شخص ہیں اب طبابت کرنے
لگے ہیں میرے بھی آشنا ہیں مگر صرف سلام علیک زیادہ ربط نہیں ہے سو اُن کا حال مجھ کو کچھ معلوم

نہین کہ وہ کہان ہین اور کسطرح ہین آگے حضرت صاحب کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ آپ جو کچھ لکھین وہ
بقلم چودہری صاحب لکھا جاوے حضرت نے نہ مانا اور پھر عبارت بخط خاص لکھی واللہ باللہ نہ مجھسے نہ اور
کسی سے پڑھی گئی ناچار آپکا خط پھر آپکو بھیجتا ہون حضرت سے کچھ نہ فرمایئے گا مگر اس عبارت کو اپنے ہاتھ سے
نقل کر کے مجکو بھجوائیگا ضرور اور جلد شفیق مکرم جناب چودہری صاحب غلام رسول کی خدمت مین سلام پہونچے

۵ - چودہری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودہری صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون اور شکر احسان بجا لاتا ہون۔
اور حاشا و حاش للہ کے جواب کو حوالہ اُن سطور پر رکھتا ہون کہ جواب جناب حضرت صاحب کے
ارشاد کے جواب مین لکھونگا آپکو اتنا لکھنا اور کافی ہے کہ اپنے عم والا قدر جناب چودہری غلام رسول صاحب
کو فقیر کا سلام نیاز پہونچایئے اور جناب شیخ عطا حسین صاحب عطا کو بھی سلام کیجیے۔

اب خطاب جناب حضرت صاحب عالم صاحب کی طرف ہے پیر و مرشد قلم کا کام زبان سے لینا
یعنی تحریر کے مطالب کو پڑھنا اور پڑھا دینا آسان ہے اور زبان کا کام قلم سے لینا دشوار ہے یعنی جو کچھ
کہا چاہیے اسکو کیونکر لکھا چاہیے وہ بات کہان کہ کچھ مین نے عرض کیا کچھ آپ نے فرمایا دو چار باتون
مین جھگڑے نے انجام پایا خیر دولت ہمزبانی کہان میسر آپکے حکم بجا لانے کو اپنا شرف جانتا ہون اور
عرض کرتا ہون کہ نظامی ایسا ہوا کہ جبتک فرید آباد کا کھتری دیوانی سنگھ تخلص بہ قتیل جسکو حضرت نے
مرحوم لکھا ہے اسکی تصدیق نہ کرے تب تک اسکا کلام قابل استناد نہو قتیل اساتذہ سلف کے کلام
سے قطعاً آشنا ہی نہین اُسکے علم فارسی کا ماخذ ان لوگون کی تقریر ہے کہ جو نواب سعادت علی خان کے
وقت مین ممالک مغربی کی طرف سے لکھنؤ مین آئے اور ہنگامہ آرا ہوئے بیشتر سادہ کشمیری یا کابلی و
قندھاری و مکرانی احیاناً کوئی عامہ اہل ایران مین سے بھی ہوتا نہ کہ علماے ایران مین سے بھی کوئی ہوگا
تقریر اور ہے تحریر اور ہے اگر تقریر بعینہ تحریر مین آیا کرے تو خواجہ بقراط سے اور شرف الدین علی یزدی اور
ملا حسین واعظ کاشفی اور طاہر وحید یہ سب نثر مین کیون خون جگر کہا یا کرتے وہ سب طرح کی نثرین جو لالہ
دیوانی سنگھ قتیل متوفی نے بتقلید اہل ایران لکھی ہین نہ رقم فرمایا کرتے یہ شخص مدعی ہے کہ کہ دہ کا

لفظ سواے پانچ چار اسم کے اور اسم کے ساتھ ترکیب نہین پاتا ۔ پس آرزو کدہ اور دیوکدہ اور نشترکدہ اور امثال اسکے جو ہزار جگہہ اہل زبان کے کلام مین آیا ہی وہ نادرست ہے مین اور آپ بیٹھین اور اسکے خرافات پڑھے جائین اور جو بیت عرض کرون اُسپر حضرت غور فرمائین تب معلوم ہو کہ یہ کتنا لغو اور فارسی دانی سے کتنا بیگانہ ہے آدم بر سر مدعا نثر مرجز اُسکو کہتے ہین کہ وزن ہو اور قافیہ نہو مقابل مقفّٰی کے کہ قافیہ ہو اور وزن نہو اور یہان یہ بھی سمجھا چاہیئے کہ وزن مین قید منظور نہین ہے مثلاً حضرت نظامی علیہ الرحمۃ کی نثر کا وزن یہی مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن حضرت ظہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ۔

راتیش سر وبن گلشن فتح ؛ خنجر ش ماہی دریاے ظفر ؛ یہ نثر مرجز ہے وزن اس کا فعلاتن فعلاتن فعلن کا انہون نے مقفّی کرنے کے واسطے صورت بدل دی ہے اور کچھ تصرف کیا ہے کہ نثر نہ مرجز رہی نہ مقفی چنانچہ اساتذہ فن لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ؛ اس آیت سراسر ہدایت کو نثر مرجز کہتے ہین اور اس کا وزن یہ ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ویرزق من حیث لا یحتسب اس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعول بندہ کی تحقیقات یہی ہے کہ نثر تین قسم پر ہے مقفی قافیہ ہے اور وزن نہین مرجز وزن ہے اور قافیہ نہین عاری نہ وزن ہے نہ قافیہ مسجع ہی مقفی ہے کہ دونون فقرون مین الفاظ ملائم اور متناسب ہمدگر ہون نظم مین یہ صنعت آپڑے تو اُسکو مرصع کہتے ہین اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو تو اسکو مسجع کہتے ہین اس قاعدہ کو نہ عبدالرزاق بدل سکتا ہے نہ صاحب اقلام ہفتگانہ یہ فقرہ ہی ہے سرو پا حاشا و حاش للّٰہ کلام اہل عرب مین اسی طرح سے ہے جسطرح آپ فرماتے ہین مگر پارسیون نے ازراہ تصرف کے بمعنی زنہار قرار دیا ہے یعنی تاکید اگر منفی پر آئے تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید مین کسی کلمہ کا استعمال نہین کرتا جبتک اہل زبان کے کلام مین نہین دیکھتا حیشی بیچارہ لائق اس کے نہین کہ مستند علیہ ہو پڑے مگر یہ لفظ غلط نہین لکھا ہے اُس غریب نے حضرت قبلہ فارسیون کے تصرفات اگر دیکھیے تو حیران رہجائیے مجکو اسوقت کہان یاد ہے اور کتاب کے نام تو کوئی ورق بھی لکھا ہوا میرے پاس نہین حاشا کا کوئی شعر سو کہ نفی اگر یاد آجائیگا تو آپ کو لکھا جائیگا شعر ہر زہ مشتاب و پی جادہ شناسان بردار ؛ اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت ؛ یہ مثنوی جس مین یہ

مصرعہ ہے ع حاشا للہ کہ بدہ نہیں گویم ہا۔ کلکتہ مین مین نے لکھی ہے پانچہزار آدمی فراہم تھے اور جو اعتراض بحیپر گئے تھے اس مین سے ایک اعتراض یہ تھا کہ ہمہ عالم غلط ہے یعنی ہمہ کا لفظ عالم کے لفظ کے ساتھ ربط نہین پاسکتا قتیل کا حکم یون ہے عرض کیا گیا کہ حافظ کتاہی مصرعہ ہمہ عالم گواہ عصمت اوست سعدی کہتا ہے ع عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست ۔ غرض اس تحریر سے یہ ہی کہ یہ مثنوی وہان لکھی گئی اور ایک ایک نقل مولوی کرم حسین بلگرامی اور مولوی عبد القادر رامپوری اور مولوی نعمت علی عظیم آبادی اور اُنکے امثال اور نظائر کے پاس بھیجی گئی اگر یہ لوگ جگہہ پاتے تو میری کھال اُدھیڑ ڈالتے اب ایک نسخہ ہے ابطال ضرورت اگرچہ صاحب اُسکا ہندی ہے بلکہ ہندو ہے مگر قابل اچھا ہے دیکھئے اساتذہ کیا کیا تصرفات نمایان کر گئے ہین مین نے آج تک اُردو مین انتظاری بمعنی انتظار نہ آپ لکھا نہ اپنے شاگردون کو لکھنے دیا اساتذہ مسلم الثبوت کے ہان فارسی مین موجود ہے حاشا ایسا نہین کہ انہین فارسی والون کو تامل ہو زیادہ حد ادب ۔

۶۔ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کو بعد ابلاغ سلام آپکے خط کے پہونچنے سے آگہی دیتا ہون اور یہی آپکو معلوم رہے کہ آپکے چچا صاحب کے خط کا جواب اس سے آگے بھیج چکا ہون مین نہین آسکتا یہان پنشن کا مقدمہ پیش ہے کبھی صاحب کمشنر بہادر کے پاس کبھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس جانا ہوتا ہے خود نہ جاؤن تو یہ خیال رہتا ہے کہ خدا جانے کس وقت بلا بھیجین یا کس وقت کوئی پرسش آجائے بائیس مہینے سے وہ رزق کہ جو مقوم جسم اور مفرح روح تھا مسدود ہے کیا کھاؤن اور کیونکر جیون بعد الحمد کہ گنہگار نہین ٹھہرا پنشن پاؤن گا مگر وہ پنشن گورنمنٹ کے پولیٹکل کے سررشتہ سے مقرر کی ہوئی ہے سو دہلی کی ایجنٹی کا دفتر فرد فرو لٹ گیا کوئی کاغذ باقی نہین رہا اب یہ شہر پنجاب احاطہ مین ملگیا پنجاب کا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر یہان کا صدر ٹھہرا اُس دفتر مین میری ریاست کا میری معاش کا میری عزت کا نام و نشان نہین ہے ایسے ایسے پیچ پڑ گئے ہین کچھہ نکل گئے ہین کچھہ باقی رہے ہین تا یہ بھی نکل جائینگے

ع کارہا آسان شود اما بہ صبر

یہان سے روے سخن صاحب عالم صاحب کی طرف ہے جناب رفعت مآب مولائی و مرشدی
تسلیم قبول کرین اور اس تحریر سے جواب میرے پاس بہیجی ہے مجکو شادان اور اپنے بخت اور قسمت
پرنازان تصور فرماوین سب سمجہا اور سب مطالب کا جواب لکہتا ہون پہلے اپنا ایک شعر کمال گستاخی
کو کارفرما کر لکہتا ہون اور یہ نہین لکہتا کہ یہ شعر مین نے کیون لکہا ہے۔ شعر یہ ہے شعر
مرا بغیر زیک جنس در شمار آورد • فغان کہ نیست ز پروانہ فرق تا مگسش • بہرحال حضرت کو یہ معلوم رہے
کہ مین اہل زبان کا پیرو اور ہندیون مین سواے امیر خسرو دہلوی کے سب کا منکر ہون جبتک قدما یا متاخرین
مین مثل صائب و کلیم و اسیر و حزین کے کلام مین کوئی لفظ یا ترکیب نہین دیکہ لیتا اُسکو نظم اور نثر مین نہین
لکہتا جن لوگون کے محقق ہونے پر اتفاق ہے جمہور کو اُنکا حال کیا گزارش کرون ایک اُنمین صاحب
برہان قاطع ہے اب ان دنون مین برہان قاطع دیکہ رہا ہون اور اُس کے فہم کی غلطیان نکال رہا ہون گر
زیست باقی ہے تو ان نکات کو جمع کر کے اُس نسخہ کا نام قاطع برہان رکہونگا۔ مصرعہ

کجا بود منزل کجا تاختم

شعر فردوسی مین انگبین و شہد اور شعر استاد مین حرص و آز واقعی بادی النظر مین زائد
معلوم ہوتا ہے شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص و آز کو کیا کیجیے گا مین عرض کرتا ہون کہ وہان بھی
خشم و آز ہے ہرگز حرص و آز نہین ہے حکما اور صوفیہ قوت غضبی اور قوت شہوی کی تعدیل مین
محنتین کرتے ہین قوت غضبی کی اصلاح سے فضیلت شجاعت اور قوت شہوی کی اصلاح
سے فضیلت عفت حاصل ہے اور یہ مسئلہ علم اخلاق مین مُبرہن ہے دیدہ کہ من حرص و آز بے معنی
محض اُستاد کو بدنام کیا ایک اسم سے دو معنی تراشے واحد حقیقی کا تثنیہ اس سے علاوہ مرد عارف حکیم
نے قوت شہوی کی اصلاح کا ذکر کیا اور قوت غضبی کا مذکور ہی نہ کیا مین نے خود خشم و آز دیکہا ہے
اور یہی بجا ہے شہد کی جگہہ شیر اور حرص کی جگہہ خشم درست میری راے آپکی راے کے مطابق
مگر گوگرد سرخ اور پیل سفید مین ساکت ہون یہ تقریر کہ گوگرد سرخ کمیاب اور پیل سفید نایاب ہے
بہت سے دلنشین نہوئی کبریت احمر اور کیمیا اور عنقا ان سب کا ایک حکم ہے نظر اس قاعدے پر

پر لعل سپید بہتر ہے اور کبریت احمر اور پیل سپید بے جوڑ ہے جیسے امیر خسرو کی انگلیان ایک قاعدہ اور بھی
عرض کرتا ہون کم کا لفظ اہل فارسی کی منطق مین کہین فائدہ معنی سلب کلی بھی کرتا ہے جیسے کم آزار یعنی
بیآزار نہ وہ نہ یہ کہ کم آزار نہ وہ کم ہمتا یعنی بے ہمتا بلکہ اندک کا لفظ بھی اس طرح آتا ہے جیسا کہ میرا خداوند
نعمت نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے شعر پس و پیش چون آفتاب یکسست ؛ فروغم فراوان فریب اندکی ست
یعنی فریب بالکل نہین نہ یہ کہ کچھ ہے پس کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے نظامی نے لعل سپید کہا ہے
کسی صاحب طبع نے اسکو غلط سمجھ کر پیل سپید بنا دیا ہے انگبین و شہد ناب شاید مثل غم و اندوہ مسرت
و فرحت ہو یا نہو شیر ناب ہی ہو بلکہ شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص و آز تو کسی طرح درست نہین عارف کا دعوی
ناقص اور لغو رہا جاتا ہے اگر یہ قباحت لازم نہ آتی تو بھی ہم حرص و آز کو مسلم نہ رکھتے کسواسطے کہ غلام کا
شبہہ بکمال وضوح غم و اندوہ و عدل و داد کا نظیر نہین ہو سکتا ہان انگبین و شہد کے جواز مین ہم مضائقہ
نہ کرینگے مگر شیر ناب کو اُس سے اچھا سمجھینگے شہد میوہ کی حلاوت کے واسطے اور شیر افزایش لطافت
کے واسطے حاشا و حاش للہ کا جواب آغاز تحریر مین لکھ چکا آپکی اس نظیر لکھنے سے اس کے جواز پر میرا
یقین نہ بڑھا او کشف الغطاء ، از دوست یقیناً نثر مرجز کے باب مین پیر و مرشد کو اتنا تامل کیون ہے یہ جو
نثرین آپ نے لکھی ہین سوا اُس نثر کے کہ جسکو آگے لکھونگا یہ تو سب مسجع ہین یعنی پہلے فقرہ کا ہر لفظ
وزن مین موافق ہو دوسرے فقرے کے لفظ سے نظم مین یہ صنعت آپڑے تو نظم کو مرصع کہینگے اور نثر مین
واقع ہو تو نثر کو مسجع کہینگے جو حضرت کہ اس نثر کو مرجز کہتے ہین وہ نثر مسجع کی مثال ہمکو دین زنہار زنہار یہ نثر
مرجز نہین مسجع ہے ہان یہ نثر مرجز ہے صاحبا شفقا شفیق دلی زید الطافکم الی الابد بعد تبلیغ
بندگی و نیاز بر ضمیر منیر روشن باد + اگر وہ نثر کہ جسکو مین نے مسجع کہا ہے مرجز ہے تو اس کمبخت نثر کا
کیا نام ہے نہین وہ مسجع ہے اور یہ مرجز ہے مین تو بہت مختصر مقتضب لکھ چکا ہون آپ نہ مانین تو
کیا کرون وزن ہو قافیہ ہو وہ مقفی وزن ہو قافیہ نہو وہ مرجز ہے الفاظ فقرتین وزن مین برابر ہون
وہ مسجع اس صنعت کو بیشتر نثر مقفی مین صرف کرتے ہین اور جہان قافیہ کا التزام نہ کرو پھر نگہ اقسام
ثلثہ نثر یہی ہے حضرات نے نثر مسجع کو مرجز کہا ہے جواب وہی ہے کہ اگر مرجز یہ ہے تو مسجع کس نثر کو

کہتے ہیں اس سے زیادہ مجکو علم نہ یارا ہے کلام قتیل لکھنوی اور غیاث الدین ملا ہے مکتبی رامپوری کی قسمت کہاں سے لاؤں کہ تم جیسا شخص ہمارا معتقد ہو اور ہمارے قول کو معتمد سمجھے بعد اتمام خط کے تحریر کے خیال آیا کہ شاید کسی بات کا جواب رہ گیا ہو میں نے آپ کے خط کو دیکھا اور ایک بات دستور شگرف کی عبارت میں نظر آئی ہر جزو کلام است منثور کہ وزن دارد و سجع ندارد اس تعریف کو دیکھیے اور نمونہ نثر کو دیکھیے وہ موزون کہاں ہے جو وزن دارد اسپر صادق آسکے وزن یعنی تقطیع شعر مفقود سجع ندارد خدا جانے یہ بزرگ سجع کسکو کہتا ہے سجع ہموزن ہونا دو لفظوں کا فقرتین میں یا مصرعین میں سو اس نثر میں موجود ہے موجود کو مفقود اور مفقود کو موجود لکھا ہے اور پھر کلام اس کا مقبول ہے اللہ اللہ اللہ ملا غیاث الدین لکھتا ہے پس ہر جزو نثری باشد کہ کلمات فقرتین اکثر جا باہمہ ہموزن باشند در تقابل یکدیگر بدون رعایت سجع خدا کے واسطے سجع تو اسی کو کہتے ہیں کہ کلمات فقرتین یا مصرعین ہموزن یکدیگر ہوں سو اس نثر میں موجود ہے کہ بدون رعایت سجع کے کیا معنی مگر یہ دونوں صاحب وزن کو برابر ہونا کلمات کا سمجھتے ہیں اور سجع تقطیع شعر کو کہتے ہیں اس عقدہ کی رکاکت اظہر من الشمس ہے صاحب دستور شگرف کا کلام نص اور مولوی غیاث الدین کا کلام حدیث نہیں ہے آپ بھی غور فرمائیے اور انصاف کیجیے۔

۷ - صاحب عالم کے نام

سیکنم عرض گو مکرر باش - پیر و مرشد آج ہی ایک خط چودھری عبد الغفور صاحب کے نام کا روانہ کیا ہے اور اس خیال سے کہ وہ گرمی ہنگامہ شادی میں اس خط کا آپکی نظر سے گذرانا بھول نہ جائیں یہ خط جداگانہ آپکو آج ہی بھیجتا ہوں اصحاب ثلثہ کی عبارت نثر ہر جزو کے باب میں اتنی ہے کہ وزن دارد و سجع ندارد خدا کے واسطے وزن تقطیع شعر کو کہتے ہیں وہ مثال کی نثر میں کہاں ہے سجع اسکو کہتے ہیں کہ کلمات فقرتین وزن میں برابر ہوں یہ صنعت مثال کی نثر میں موجود ہے جو ہے اس کا سلب جو نہیں اسکا ثبوت کیونکر مانوں کیا آپکی یہ مرضی ہے کہ الفاظ کے ہموزن ہونے کو وزن تقطیع شعر کو

صحیح مانتے ہون تو نہ مانونگا آپ کو اختیار ہے یہ کلام معصوم کا نہین کہ اسکے مسلم نہ رکھنے سے
آدمی کافر ہوجائے زبان فارسی مردے کا مال ہے عرب کے ہاتھ بطریق ہبہ آیا ہے جس طرح چاہین صرف
کرین خواجہ نصیر الدین طوسی آٹھ حرف کا زبان فارسی مین نہ آنا لکھتے ہین اور ذال نقطہ دار کا ذکر نہین
کرتے الا کوئی لغت فارسی ایسا بتایئے کہ جسمین ذال آئی ہو گزاشتن و گذاشتن و پذیرفتن سب تازی ہے
کاغذ دال مہملہ سے ہے اسکا ذال سے لکھنا اور کاغذ کو اسکی جمع قرار دینا تعریب ہے بہ تحقیق اور اسم
آتش بدال ابجد ہے نہ بذال تخذ کوئی لفظ متحد المخرج فارسی مین نہین بلکہ قریب المخرج بھی نہین ثے
سے طوے نہین سین سے ثے نہین اور صاد نہین ہاے ہوز سے حاے حطی نہین ہیا تنا کہ قاف
نہین اس راہ سے کہ غین متحد المخرج بلکہ قریب المخرج ہے رے کے ہوتے ذال کیونکر + وہ میان حسینا
ہانسی کے رہنے والے بہت چوڑے چکلے جناب عبد الواسع فرماتے ہین کہ بے مراد صحیح اور
نامراد غلط ارسے تیر استبانا مس جاسے بے مراد اور نامراد مین وہ فرق ہے جو زمین و آسمان مین ہے نامراد
وہ کہ جسکی کوئی مراد کوئی خواہش کوئی آرزو بر آوے بے مراد وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوش مدعا سے سادہ ہو از
قسم بے مدعا بے غرض و بے مطلب حسبۃ للہ ان دونون امرون مین کتنا فرق ہے ناپروا اور ناکام
اور نادرست اور ناچار کہ یہ مخفف ناچارہ اور ناہار کہ یہ مخفف نہ آہار ہے اور نامراد اور ناانصاف
یہ سب درست ہین ہان کہان گئے ہانسی والے معلم + قافیۂ شایگان کہ جسکو عرب ایطا کہتا ہے وہ
دو طرح پر ہے خفی و جلی اہل خرد نے خاک اڑائی ہے اور بات بنائی ہے خفی اور جلی کی تفسیر مین کچھ لکھا
ہے کہ صاحب طبع سلیم کبھی اسکو نہ سمجھے چہ جائے آنکہ مانے اصل یہ ہے کہ ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف
ایک صورت کے ہون جیسے الف فاعل گویا و بینا و شنوا شعر اسیر اے دہانہ تسبیح خیالت دل ما
سر حلقۂ رستان رخت دیدۂ بینا + اور نون دال مضارع کا جیسا اوستاد کے اس مطلع مین ہے شعر
دل شیشہ و چشمان تو ہر گوشہ برندش + مست ست مبادا کہ بناگہ شکنندش
اور ایسا ہی ہے الف نون جمع کا مثل چراغان و جوانان اور ایسا ہی ہے الف نون حالیہ مانند گریان و
خندان پس اگر یہ مطلع مین آپڑے تو ایطاے جلی ہے اگر غزل یا قصیدہ مین بطریق تکرار قافیہ آپڑے

تو ایسا سے خفی ہے ایمہ فن نے وہ کچھ لکھا ہے کہ سمجھ مین نہین آتا اگر قائل تحقیق ہو تو میرے بیان پر غور کرو اور جو عبدالواسع اور غیاث الدین اور عبدالرزاق ان ناموں کی شوکت نظر مین ہے تو تم جانو ایک شخص بھیک مانگتا ہے باپ نے اُسکا نام میر بادشاہ رکھ دیا ہے اصل فارسی کو اس کھتری بچہ قتیل علیہ ما علیہ نے تباہ کیا رہا سہا غیاث الدین رامپوری نے کھو دیا انکی سی قسمت کہان سے لاؤن جو صاحب عالم کی نظر مین اعتبار پاؤن خالصًا للہ غور کرو کہ وہ خران نامشخص کیا کہتے ہین اور مین خستہ و دردمند کیا بکتا ہون واللہ نہ قتیل فارسی شعر کہتا ہے اور نہ غیاث الدین فارسی جانتا ہے میرا یہ حفا پڑھو یہ نہین کہتا کہ خواہی نخواہی پڑھو قوت ممیزہ سے کام لو ان غولون پر لعنت کرو سیدھی راہ پر آجاؤ اگر نہین آتے تو تم جانو تمہاری بزرگی پر اور میرزا تفتہ کی نسبت پر نظر کر کے لکھا ہے نہین کہتا کہ خواہی نخواہی میری تحریر کو مانو مگر اُس کھتری بچہ سے اور اس معلم سے مجاؤ کمتر نہ جانو عربی کا حرف اور ہے اور فارسی کا قاعدہ اور ہے سمجھو یا نہ سمجھو تم کو اختیار ہے عقل کو کام فرماؤ غور کرو سمجھو عبدالواسع پیغمبر نہ تھا قتیل پرچھا نہ تھا واقف غوث الاعظم نہ تھا مین یزید نہین ہون شمر نہین ہون مانتے ہو مانو نہ مانو تم جانو۔

۸۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب عالی آج آپ کا نفوذ نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق پنجم مارچ بقید روز دوشنبہ پہونچا پہلے تو ان تاریخون کے حساب کے تطابق نے مین اُلجھا پھر خط کے جلد پہنچنے سے بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہے خاک ہے خیر ادھر پڑھا ادھر جواب لکھا خدا کرے یہ میرا خط جلد پہونچے ورنہ آپ کو خیال ہوگا کہ غالب نے ہمارے خط کا جواب نہ لکھا حقیقت میری بھلا یہ ہے کہ راہ و رسم مراسلت حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہو گئی ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بھیجا تھا اُنکا خط فارسی مشعر تحسین عبارت و قبول صدق ارادت و مودت بسبیل ڈاک آ گیا پھر قصیدہ کہ بہاریہ تہنیت و مدحت مین بھیجا گیا اُسکی بھی رسید آ گئی وہ یہ ہے خان صاحب

بسیار مہربان و دستان القاب اور کاغذ افشانی از ان بعد ایک قصیدہ جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب کی مدح مین بتوسط صاحب کمشنر بہادر دہلی گیا اُسکے جواب مین بھی خوشنودی نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجکو آگیا پنشن ابھی تک مجکو نہین ملی جب ملے گی حضرت کو اطلاع دیجائے گی پیر و مرشد عالم ہین اور مین جاہل ہون اُنکے تسلیم کرنے کو مین نے تسلیم کیا اور پھر تسلیم بجالایا آسے

حضرت جناب مخدوم مکرم چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت مین انھین الفاظ مین رسم مبارکباد ادا کی گئی تھی نہ عبارت آرائی نہ طبع آزمائی کچھ عجب نہین کہ وہ خط بھی انہی دنون مین آپکو پہونچ جائیگا آپکا بھی تو مارچ کا خط مجکو اب آخر اپریل مین پہونچا ہے جناب شیخ صاحب کیون مجکو محجوب کرتے ہین۔ اس باب مین اس سے زیادہ عرض نہین کرسکتا کہ افادہ مشترک ہو قصیدہ و مثنوی بھیجا کیجئے لطف اُٹھاؤنگا اور جو کچھ میرے خیال مین آئیگا بے تکلف عرض کرونگا میرا سلام کہئے اور مثنوی و قصیدہ اُن سے لیکر جلد بھیجا کیجئے اپنے عم عالی مقدار کی خدمت مین میرا سلام پہونچائیے اور کہئے کہ حضرت خلاصہ مکتوب سابق یہ ہے الفاظ ہندی تھے شاید کچھ تغیر بالمرادف ہو تو ہو یہ شادی بصد ہزار مسرت آپکو مبارک ہو اور اُنکی اولاد کی بھی اور اسی طرح اُنکی شادی کرنی نصیب ہو فیض علی خان صاحب کو میرا سلام پہونچے مین بھی آپکی ملاقات کا مشتاق اور آپکا مداح رہونگا خط کا لفافہ اس خط مین ملفوف کرکے بھیجتا ہون یہ آج پہونچا اور آج ہی مین نے اس کا جواب لکھا کاتب وہی ہے جو لفافہ ملفوفہ کا مکتوب الیہ ہے۔

۹- چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب کی یادآوری اور مہرگستری کا شکر بجالاتا ہون آپکا خط مع قصیدہ و مثنوی پہونچا مثنوی کو جداگانہ بطریق بک پاکٹ بھیجتا ہون اور یہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہون لفافہ اُسکا بھی آپکے نام کا ہے آپکے خواب کا ماجرا اور صبح کو ادھر کا قصد اور پھر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر تا بستان پر اس عزم کا ملتوی رکھنا معلوم ہوا آپکے چچا صاحب نے کرامت کی کہ جو آپکو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر آپ اس شہر مین میرے مکان تک آجاتے تو ممکن تھا مگر رہنا شہر مین بے حصول اجازت حاکم احتمال ضرر رکھتا ہے اگر نہ خبر ہو تو نہو اور اگر خبر ہو جائے تو البتہ قباحت ہے زنہار

کبھی یہ گمان نہ کیجیے گا کہ دلّی کی عملداری میرٹھ اور آگرہ اور بلاد شرقیہ کے مثل ہے پنجاب احاطہ میں
شامل ہے نہ قانون نہ آئین جس حاکم کی جو رائے میں آوے وہ ویسا ہی کرے بہرحال مدعا ای زمہجوری
دیدار و دگر ہیچ ؛ انشاء اللہ العظیم دو تین مہینے میں یہاں بھی صورت امن و امان کی ہو جائیگی مگر میری آرزو
باستیفا اُس صورت میں بھی نہ برآئیگی میں یہ تاکے ہو رہے ہوں کہ میری اور تمہاری ملاقات اس طرح ہو کہ ہم تم
ہوں اور حضرت صاحب عالم صاحب ہوں اور باہم حرف و حکایت کریں اگر زمانہ میری خواہش کے موافق
نقش قبول کرتا ہے تو میں مارہرہ کو آتا ہوں حضرت پیر و مرشد کا اشتیاق اور اسی جلسہ میں تمھارے دیدار
کا شوق ایسا نہیں ہے کہ مجھکو آرام سے بیٹھا رہنے دیگا صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہو گئی ہے
اس بزرگوار کے جگر میں کیا کیا گھاؤ پڑے ہونگے تب یہ تراوش خونناب ظہور میں آئی ہوگی غرض یہ ہے کہ عنوان بیان سے
حق بجانب انھیں کی معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کار میری نظر میں نہیں اور حقیقت حال مجھ پر مجہول ہے اسواسطے انجام
و آغاز اندازہ و انداز کچھ نہیں سمجھا حک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماویں میں نے حسب دستور اپنے
ہر جگہ بہنجار اصلاح کہدیا ہے میر شیخ صاحب سے سلام کہیے گا کہ کیا کروں دور ہوں معذور ہوں مدد نہیں کر سکتا
اعانت کے مراسم تقدیم کچھ نہیں پہونچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام۔

۱۰۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپکے تلطف نامہ کے ورود کی مسرت اور پارسل کے نہ پہونچنے کی حیرت
باعث اسکی ہوئی کہ آپکو پھر تکلیف دوں اور باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھوں بندہ پرور میں نے
پارسل کی رسید لے لی تھی اب آپکا خط کو پڑھکر کاربرداران ڈاک کے پاس وہ رسید بھجوائی انھوں نے
کتاب دیکھکر میرے آدمی سے کہدیا کہ سکندرہ راؤ کی رسید یہ موجود ہے اب اس پارسل کی جوابدہی وہاں والوں
کے ذمہ ہے یہ سنکر میں نے یوں مناسب جانا کہ وہ رسید آپکے پاس بھیجدوں آپ سکندرہ راؤ کی ڈاکگھر میں
بھجوا کر ان سے پارسل منگوا لیں اور اب اس رسید کا میری طرف راجع ہونا کسی صورت میں ضرور نہیں والسلام

۱۱۔ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادۂ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعا درویشانہ قبول فرماویں آپکا مع الخیر وہاں

پہونچنا اور بزرگون کے قدمبوس اور بھائیون کے ہم آغوش ہونا آپکو مبارک ہو مصرعہ یوسف از مصر
بکنعان آمد + تفرقہ اوقات و سفر رامپور و شدت تموز مقتضی اسکی ہوئی کہ ہنوز تمہارے مسودات نہین دیکھے
گئے تا نزول باران رحمت الٰہی اور بھی چپکے بیٹھے رہو اپنے ماموں صاحب کو نیاز معتقدانہ اور اپنے
بھائیون کو سلام مخلصانہ کہئے گا اور اپنے والد ماجد یعنی میرے مرشد ہم عمر و ہم فن کو وہ سلام جس سے
محبت ٹپکے اور آشنائی برسے پہونچائیگا اور عرض کیجئے گا کہ آرزوے دیدار حد سے گذر گئی یارب جبتک
حضرت صاحب عالم کو مارہرہ مین اور انوار الدولہ کو کالپی مین نہ دیکھ لون اور اُنسے ہمکلام نہو لون میری
روح کے قبض کا حکم نہو لیکن ۱۲۷۷ھ مین دو مہینے باقی ہین اب کی محرم سے اُس ذوالحجہ تک میرا مدعا حاصل
ہوجائے شفیقی مکرمی چودھری عبد الغفور صاحب کو میرا سلام شوق کہیے گا اور یہ پیام پہونچائیے گا کہ
حضرت صاحب عالم کی تمناے دیدار بقید مارہرہ کنایہ اِس سے ہے کہ اور کسی کا بھی دیدار مطلوب ہے ع
خواہش دل مقدر ہے جو مذکور نہین + اُنکے اِس خط کا جواب جو پرسون مجھکو پہونچا ہے موم جامہ مین
لپیٹ کر پہونچیگا انشاء اللہ العزیز ہان جناب شاہ عالم صاحب پھر رو سخن آپکی طرف ہے جناب
میر وزیر علی خان صاحب بلگرامی یہان تشریف لائے اور میرے مسکن سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ
پر چاندنی چوک مین حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین اُترے ہین مرفی صاحب کا کام اُنکے سپرد ہوا
ہے یعنی ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہین اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بھی کرتے ہین
لیکن ہنوز قائم مقام ہین وہ صاحب جنکا نام لکھ آیا ہون بطریق رخصت سیالکوٹ گیا ہے ایک
دن فقیر بھی اُنکے مکان پر چلا گیا تھا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اُنمین جمع ہین آنکھین اُنکے
حسن صورت سے روشن ہوگئین اور دل اُنکے حسن سیرت سے خوش ہوگیا واہ خاک پاک بلگرام
مین نے وہان کے جس بزرگوار کو دیکھا بہت اچھا پایا۔

۱۲ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

شفیق مکرم مظہر لطف و کرم جناب چودھری صاحب کی خدمت عالی مین بعد سلام یہ عرض کرتا
ہون کہ آپکا مہربانی نامہ آیا میرا رنج و تشویش مٹایا میری خدمت مقبول ہوئی خوشی حصول ہوئی

میر امداد علی شاہ کو میری دعا کہنا انکا باپ میرا بڑا یار تھا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجیے گا کہ اب سبیل
ابھی نکل آئی ہے چودھری صاحب کے ذریعہ جو کچھ مجھکو بھیجنا ہوگا بھجواؤنگا جناب چودھری صاحب آج
کا میرا خط کاسہ گدائی ہے یعنی تمسے کچھ مانگتا ہون تفصیل یہ کہ مولوی محمد باقر دہلوی کے مطبع مین سے
ایک اخبار ہر مہینے مین چار بار نکلا کرتا تھا مسمی بہ دہلی اردو اخبار بعض اشخاص سنین ماضیہ کے اخبار
جمع کر رکھا کرتے ہین اگر احیاناً آپ کے یہان یا کسی آپکے دوست کے یہان جمع ہوتے چلے آئے ہون
تو اکتوبر ۱۸۳۷ع سے دو چار مہینے کے آگے کے اوراق دیکھے جائین جسمین بہادر شاہ کی تخت نشینی کا ذکر
اور میان ذوق کے دو سکے اسکے نام کے کہکر نذر کرنے کا ذکر مندرج ہو بے تکلف وہ اخبار چھاپہ کا اصل
بجنسہ میرے پاس بھیج دیجیے آپکو معلوم رہے کہ اکتوبر کی ساتوین آٹھوین تاریخ ۱۸۳۷ع مین یہ تخت
پر بیٹھے ہین اور ذوق نے انھی مہینے مین یا دو ایک مہینے کے بعد سکے کہکر گذرانے ہین احتیاطاً پانچ
چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لیے جائین یہان تک میری طرف سے ابرام ہے کہ اگر یہ شکل کسی اور شہر مین کوئی
آپکا دوست جامع ہو اور آپکو اسکا علم ہو تو وہان سے منگوا کر بھیجیے والسلام مع الاکرام۔

۱۳۔ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

شفیق میرے عنایت فرما میرے تمھاری مہربانی کا شکر بجا لاتا ہون نہایت سعی یہ تھی کہ آپ کی
طرف سے ظہور مین آئی مین نے کلکتہ مین مہتمم مطبع جام جہان نما کو لکھ بھیجا ہے اور ترک سعی کیا ہے آپ بھی
اب فکر نہ کیجیے اگر کہین سے آپ کے پاس آ جائے تو مجکو بھیج دیجیے میرے پاس آئیگا تو مین تم کو اطلاع
دے دونگا عنایت الٰہی کا کون شخص مشتاق نہوگا اسکی پرسش زائد مین خدمتگزاری کو حاضر ہون وہ
جب چاہین اپنا کلام بھیجدین میرا سلام اور یہ پیام کہدیجیے گا صاحب تمنے ہمارے پیر و مرشد کو بہت
خفا کر دیا بھلا وہ خط نہ لکھین نہ لکھین کبھی تمکو تو فرما دین کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا بہر حال میرا
سلام نیاز عرض کیجیے اور انکے مزاج مبارک کی خیر و عافیت لکھیے اور یہ بھی لکھیے کہ اگر خدا نخواستہ
وہ مجھسے ناخوش ہین تو ناخوشی کی وجہ کیا ہے اپنے چچا صاحب کی خدمت مین سلام نیاز پہونچا دیگا
اور مولانا عود کو سلام شوق کہیے گا۔

۱۴۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

میرے شفیق ولی چودھری عبدالغفور صاحب کو خدا سلامت رکھے دیکھو میرے حواس کا اب یہ عالم ہو گیا ہے کہ تمہارے نام کی جگہ تمہارے چچا صاحب کا نام لکھتا تھا اسی طریق سابق کے خط میں سرنامہ پر لکھ گیا ہونگا بیت: بہار پیشہ جوانی کہ غالبش نامند ⁂ کنون ہمین کہ چہ خون بچکد ز ہر نفسش ⁂ جو خطوط ڈاک آپ کے خطوط کے جواب میں آئے ہیں اُنکے بھیجنے کی کیا حاجت تھی آپکی سعی اور اپنی ناکامی پہلے سے میرے دلنشین اور خاطر نشان ہے جیسا کہ کوئی اوستاد کہتا ہے بیت: تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ⁂ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را ⁂ وہ اخبار نہ کہیں سے ہاتھ آیا اور نہ آئیگا میں اپنے خدا سے امیدوار ہوں کہ میرا کام بغیر اُسکے نکل جائیگا بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اردو کیا فارسی کبھی کسی عہد میں میرے پاس فراہم نہیں ہوا دو چار دوستوں کو اس کا التزام تھا کہ وہ مسودات مجھسے لیکر جمع کر لیا کرتے تھے سو اُنکے لاکھوں روپیہ کے گھر لٹ گئے جن میں ہزاروں روپیہ کے کتب خانہ بھی گئے اُنہیں وہ مجموعہ ہائے پریشان بھی غارت ہوئے میں خود اُس مثنوی کے واسطے خون جگر ہوں ہائے کیا چیز تھی پارسل میں جو خطوط بھیجنے محل اندیشہ ہے خدا نے بچایا چونکہ اب وہ خط آپکے کچھ کام کے نہ سمجھا از راہ احتیاط پارسل میں سے نکال لئے۔

۱۵۔ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادہ عالیشان مقدس دودمان حضرت شاہ عالم اسن و امان عز و شان و علم و عمر سے برخوردار رہیں ہمارے حضرت ہمکو بھول گئے ہاں سچ ہے اُنکا لطف چودھری عبدالغفور صاحب کے جوہر مہر و محبت کا عرض تھا جب جوہر نہ رہا تو عرض کہاں بہر حال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہونچ جائے اور یہ سطریں اُن کی نظر سے گذر جائیں چودھری عبدالغفور صاحب کو سلام کہیئے گا اور یہ پوچھیئے گا کہ قصیدہ کا بعد اصلاح کے نہ بھیجنا میرا گناہ ہے یا اُسکے سوا اور کوئی قصور ہے اگر وہی جرم ہے تو معاف کیجیے اور اگر کوئی اور جرم بھی ہے تو مجھے اطلاع دیجیے ان دو پیام کی تبلیغ کے بعد پھر روئے سخن آپکی طرف ہے آپکا خط میرے نام کا اور اُسکے ساتھ ایک خط بیٹی میر وزیر علی صاحب کے نام کا پہونچا وہ پڑھا

وہ بھجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تھا دو بار جواب مانگنے کو گیا پہلی بار حکم ہوا کہ کل آئیو دوسری بار حضرت
نہ ملے مین نے اُس کے جواب سے قطع نظر کی اپنی خدمتگزاری کی آپ کو اطلاع دی دی کی یاے تحتانی
لکھ چکا تھا کہ ایک چپراسی آیا اور اُسنے خط تمھارے نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نے
سلام کہا ہے اور یہ خط دیا ہے اب مین یہ خط اپنا مع اُنکے خط کے ڈاک گھر مین بھیجتا ہون صبح کا وقت
یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵ اگست کی ہے ڈپٹی صاحب چاندنی چوک حافظ قطب الدین سوداگر کی
حویلی مین رہتے ہین باقی انکے حالات اُنکے خط سے معلوم ہو جاینگے اپنے ماموں صاحب کی خدمت
مین سلام نیاز اور اپنے بھائی صاحبون کی خدمت مین فقیر کی دعا پہونچا دیجئے گا والسلام ۔

۱۴ چودھری عبد الغفور کے نام

جناب عالی چھاپا چھاپا ترجمہ ہندی ایک بار چھاپا کفایت کرتا ہے انواع انواع ہماری آپکی اول اول
مین ہے لیکن تحریر مین درست نہین چمن با پُر فضا چمن پر فزا اے ہوز سے کیون لکھا خطاب واحد غائب
فقط شین ہے نہ اش ہان اگر آخر لفظ مبنی ہاے انتہائی حرکت پر ہو مثل غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ تو اسکو یون
لکھتے ہین چشمہ اش غمزہ اش خانہ اش دانہ اش اور باقی اور سب الفاظ کا حرف آخر شین سے
ملجاتا ہے خطاب واحد حاضر خطاب واحد غائب خطاب متکلم ت ش م ہے الف کو یہان کیا دخل
اور وہ جو دکہنی لو ہرہ یعنی جامع برہان قاطع است اش ام لکھتا ہے غلط کرتا ہے جہان تمنے بعد اپنے
نام کے یہ اشعار لکھے ہین ع پریشان تر ز خویشم داستانی است ‡ الخ وہان ربط کلام جاتا رہا تھا
ایک جملہ فاضل کر دیا ہے یعنی بدین اشعار مزمہ سر است یہ خبر اس کاف توصیفی کی ہے اور آگے
تو نثر ہے اُس کا فاعل وہی مصنف ہے حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کی خدمت عالی مین میرا سلام
مسنون عرض کیجئے گا اور یہ عرض کیجئے گا کہ آپکے دو خطوط کا جواب بانفراد آپکی خدمت
مین پہونچیگا ۔

۱۶ | ۱۷ - صاحب عالم کے نام

پیر و مرشد اس مطلع و حسن مطلع کو کیا سمجھون اور اسکا شکر کیونکر بجالاؤن خدا کی بندہ نوازیان

ہین کہ مجھ ننگ آفرینش کو اپنے خاصان درگاہ سے بھلا کہواتا ہے ظاہرا میرے مقدر مین یہ
سعادت عظمی تھی کہ مین اس وبا سے عام مین جیتا بچ رہا اللہ اللہ ایسے کشتنی و سوختنی کو یون بچایا
اور پھر اس رتبہ کو پہونچایا کبھی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا ہون اور کبھی بہشت کو اپنا پایین باغ تصور
کرتا ہون واسطے خدا کے اور اشعار نہ فرمایئے گا ورنہ بندہ دعوی خدائی کرنے مین محابا نہ کرے گا
کتاب افادت مآب پنج آہنگ نسخہ لطیفہ تالیف شریف اس کے آگے غلام سے کچھ نہ پڑھا
گیا مگر چودھری صاحب اور حضرت سید شاہ داسیر صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب یہ تین اسم
معلوم ہوے پھر بھی دوسرے اسم مین متردد ہون کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہے یا نہین ہان چودھری
صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب ان دونامون مین تردد باقی نہین معہذا یہ نہ سمجھا کہ مقصود کیا
ہے اگر پنج آہنگ مطلوب ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ میرا ایک بھتیجا بھائی ہے نواب ضیاء الدین
خان سلمہ اللہ تعالی وہ میری نظم و نثر کو فراہم کرتا رہتا تھا چنانچہ پنج نثرین اور کلیات نظم فارسی اور
کلیات نظم اردو سب نسخے اس کے کتب خانہ مین تھے وہ کتاب خانہ کہ ڈرکر عرض کرتا ہون
بیس ہزار روپیہ کی مالیت کا ہوگا لٹ گیا ایک ورق نہین رہا ہان چھاپے کی پنج آہنگین اب
بھی بکتی ہین اور معیوب بدو عیب ہین ایک تو یہ کہ جو بعد الطباع از قسم نثر تحریر ہوا ہے وہ اسمین
نہین دوسرے یہ کہ کاپی نویس نے وہ اصلاح میری نثر کو دی ہے کہ میرا جی جانتا ہے اگر کہون
کوئی سطر غلطی سے خالی نہین تو [illegible] ہے بے مبالغہ یہ ہے کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہین
بہرحال اگر فرمایئے تو لیکر بھیجدون تحفہ دم نزدہ اسے والا تبار مین پہلا نام سمجھ مین نہین آیا مگر پہلے
ان کی خدمت مین اور پھر حضرت سید مقبول عالم کی خدمت مین سلام مسنون اور اشتیاق روز
افزون عرض کرتا ہون ۔

١٧	١٨ — چودھری عبدالغفور کے نام	١٧

میرے مشفق کو سلام پہونچے دونون مخمس بعد اصلاح پہونچتے ہین انشاء اصلاح سمجھ
لیجیے سید عالی نسب و سرور والا حسب یہ افتتاح کلام اور ابتداے خطاب کے درخور تھا مصرعہ

ثالث اسکی جگہ رکھہ دیا گیا دوسرے بند کی دو طرح پر تخمیس ہے دونون سبب عیب اہین اور فرد بے لطف کسی مین نہین ہین مصرعون کو چاہو رہنے دو گذشت از افلاک و زافلاک گذشت ایک فارسی رہا اور ایک ہندی حضرت نے دونون فارسی مین لکھے تھے ندامت فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے ترجمہ اسکا پشیمانی حضرت یوسف کو ندامت کیون ہو مگر خجالت اُس کا ترجمہ شرمندگی آپ غور کیجیے کہ ندامت اور خجالت مین کتنا فرق ہے جہان آپنے عرق ریز ندامت لکھا وہ محل خجالت کا تھا آپ نے ندامت کیون لکھا بہر حال وہ مصرعہ تو بدل گیا لیکن اطلاع ضرور تھی طرح بفتح اول و سکون ثانی بمعنی فریب ہے اور تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہین اور بمعنی آسایش دُنیا بھی مجاز ہے مرادف طرز روش بھی طرح ہے بفتحتین اسکا تفرقہ منظور رہا کرے نسیم تخلص اچھا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ نسیم مونث ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جرأت اور وحشت اور ایسے بہت تخلص ہین کہ وہ مونث ہین با اینہمہ اگر بدلا چاہیے تو اُس کا ہموزن سلام و سلیم اور خیال بھی ہے ایسی سے جو پسند آئے آپ کے عم عالی مقدار اور آپ کے بزرگ آموزگار کو میرا سلام پہونچے ۔

یہان سے روے سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم کی طرف ہے پیر و مرشد کی خدمت مین سلام اور مرشد زادون کی جناب مین دعاے طول عمر و دوام دولت پہونچا کر یہ عرض کرتا ہون کہ واقعی حضرت شاہ عالم کا عنایت نامہ آیا تھا اور مین اُسکا جواب بھیج چکا ہون عجب ہے کہ حضرت کی تحریر مین جہان اُنکے خط کا ذکر تھا وہان میرے خط کا مذکور نہ تھا اور ان سطور کی تحریر کے بعد اپنے خط کا پہونچنا گمان نہین کرسکتا مین اُسمین اُنکو یہان کا حال لکھہ چکا ہون پنج آہنگ آپ نے لی دیوان فارسی آپ کے پاس ہے مگر یون سمجھیے کہ یہ دونون ناتمام ہین اور اب کہین سے اسکا اتمام ممکن نہین خیر جو کچھہ ہے غنیمت ہے دستنبو مین نے نذر کی ہے مہر نیم روز معلوم نہین آپ کے پاس ہے یا نہین خلاصہ یہ کہ شعر کو مجھسے اور مجکو شعر سے ہرگز نسبت باقی نہین رہی اس فتنہ و فساد کے بعد ایک قصیدہ ہے جو دستنبو مین ہے اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی مدح مین اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی مدح مین اور دو بیت کا ایک قطعہ اور ایک رباعی اس نظم کے سوا اگر کچھہ لکھا ہو

تو مجھے تسمیہ بھیجیے قطعہ با دم زن ابشیطان طوق لعنت ٭ سپرد ندازرہ تکریم و تذلیل ٭ ولیکن بر اسیری طوق آدم
گران تر آمد از طوق عزازیل ٭ رباعی دنیا ہیچ ست و شادی و غم ہیچ ست ٭ ہنگامہ سور و بزم ماتم ہیچ است
رو دل بیکے دہ کہ دو عالم ہیچ ست ٭ این نیز فرو گذار کاین ہم ہیچ ست ٭ اس درماندگی کے دنون مین
چھاپہ کی برہان قاطع میرے پاس تھی اسکو مین دیکھا کرتا تھا ہزارہا لغت غلط ہزارہا بیان لغو عبارت
پوچ اشارات بادر ہوا ہین نے سو دو سو لغت کے اغلاط لکھ کر ایک مجموعہ بنایا ہے اور قاطع برہان
اس کا نام رکھا ہے چھپوانے کا مقدور نہ تھا مسودہ کاتب سے صاف کروالیا ہے اگر کہو تو بہ سبیل
استعارہ بھیجدون تم اور چودھری صاحب اور جو اور سخن شناس اور منصف ہون وہ اسکو دیکھین اور
پھر میری کتاب میرے پاس پہونچ جائے۔

۱۸ ۔ ۱۹۔ چودھری عبد الغفور کے نام

میرے کرمفرما میرے شفیق شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ٭ اے تو غائب ز نظر مہر
تو ایمان منست ٭ آپکے اس خط کا جواب بعد لکھنے اس شعر کے منحصر اس التماس پر ہے کہ میری طرف سے
تحریر جواب خط مین کبھی تقصیر نہوگی لیکن اغلب اور اکثر ابتدا بہ تحریر نہوگی یہ خط ناچار از روے اضطرار
واپس بھیجتا ہون واسطے خدا کے میرے پیر و مرشد کے ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنے ہاتھ سے
نقل کر کر جلد بھیجیے تاکہ مجھ بدنصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نے کیا لکھا ہے جناب چودھری صاحب
غلام رسول کی خدمت مین سلام نیاز و استاد شیخ عطا حسین صاحب کی جناب مین سلام۔

۱۹ ۔ ۲۰۔ چودھری عبد الغفور کے نام

میرے شفیق دلی کو میرا سلام پہونچے کل انشا کا پارسل پہونچا اور آج خط انشا کا نام بہارستان
اور اب آپ کا تخلص سرور بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہارستان سرور اچھا نام ہے
قطعہ کا وعدہ نہین کرتا کسواسطے کہ اگر بے وعدہ پہونچ جائیگا تو لطف زیادہ دیگا اور اگر نہ پہونچیگا
تو محل شکایت نہ ہوگا رفع فتنہ و فساد اور بلاد مین مسلمانان کو کسی طرح آسائش نہین
ہے اہل دہلی عموماً برے ٹھہر گئے یہ داغ اُن کی جبین حال سے مٹ نہین سکتا مین اموات

میں مردہ شعر کیا کہیگا غزل کا ڈھنگ بھول گیا معشوق کسکو قرار دوں جو غزل کی روش ضمیر میں آوے رہا قصیدہ ممدوح کون ہے ہائے انوری گویا میری زبان سے کہتا ہے شعر

اے دریغا نیست ممدوحی سزاوار مدیح ٭ اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل ٭ گورنمنٹ کے دربار میں ہمیشہ سے میری طرف سے قصیدہ نذر گذرتا ہے اشرفیاں نہیں اور خلعت ریاست دو دمانی کا ساتپارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالائے مروارید مجھکو ملا کرتا ہے اب نواب گورنر جنرل بہادر یہاں آتے ہیں دربار میں بلائے جانیکی توقع نہیں پھر کس دل سے قصیدہ لکھوں صناعت شعر اعضاء و جوارح کا کام نہیں دل چاہیے دماغ چاہیے ذوق چاہیے امنگ چاہیے یہ سامان کہاں سے لاؤں جو شعر کہوں ٹھنڈیاں کیوں کہوں چونسٹھ برس کی عمر ولولۂ شباب کہاں رعایت فن اسکے اسباب کہاں انا للہ وانا الیہ راجعون پیر و مرشد کو سلام نیاز پہنچے کف الخضیب صور جنوبی میں سے ایک صورت ہے اسکے طلوع کا حال مجھکو کچھ معلوم نہیں اختر شناسان ہند کو اس کا کچھ حال معلوم نہیں اور انکی زبان میں اسکا نام بھی یقین ہے کہ ہوگا قبول دعا وقت طلوع منجملہ مضامین شعری ہے جیسے کتان کا پرتو ماہ میں پھٹ جانا اور زمرد سے افعی کا اندھا ہو جانا آصف الدولہ نے افعی تلاش کر کر منگوایا اور قطعات زمرد اسکے محاذی چشم رکھے کچھ اثر ظاہر نہوا ایران و روم و فرنگ سے انواع کپڑے منگائے چاندنی میں پھیلائے مسکا بھی نہیں تحویل آفتاب بہ حمل کے باب میں موٹی بات یہ ہے کہ ۲۲ مارچ کو واقع ہوتی ہے کبھی ۲۱ کبھی ۲۳ کبھی آپڑتی ہے اس سے تجاوز نہیں رہا جائے وقت تحویل درست کرنا بے کتب فن و بے علم ممکن نہیں میرے پاس یہ دونوں باتیں نہیں ۔ بیت ندانم کہ گیتی چسان میرود ٭ چہ نیک و چہ بد در جہان میرود ٭ تو آپ روز و شب اس فکر میں ہوں کہ زندگی تو یوں گذری اب دیکھئے موت کیسی ہو شعر

عمر بھر دیکھا کئے مرنے کی راہ ٭ مر گئے پر دیکھئے دکھلائیں کیا ٭ میرا یہ شعر بہت اور میرے ہی حسب حال ہے اسکا وارث تو مجھ ایسا چلا جیسے کوئی چھپرا پایا کوئی گزرا ایسا کس سے کہوں ان کا سکو گواہ لاؤں یہ دونوں شعر ایک وقت میں کہے گئے ہیں جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو ذوق نے

یہ دو سکے کہکر گزرانے پادشاہ نے پسند کئے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین مین تھے انھون نے
دلی اُردو اخبار مین یہ دونون سکے چھاپے اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہین کہ جنھون نے
اُس زمانہ مرشد آباد اور کلکتہ مین یہ سکے سُنے ہین اور اُنکو یاد ہین اب یہ دونون سکے سرکار کے نزدیک
میرے کہے ہوئے اور گزرانے ہوئے ثابت ہوئے ہین ہرچند قلمرو ہند مین دلی اُردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈھا
کہین ہاتھ نہ آیا یہ دھبا مجھپر رہا پنشن بھی گئی اور وہ ریاست کا نام و نشان خلعت و دربار بھی مٹا خیر
جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضا الٰہی کے ہے اسکا گلہ کیا ﴿شعر﴾ چون جنبش سپہر بفرمان داور ست ٭ بیداد نبود
آنچہ بما آسمان دہد ٭ یہ تحریر بطریق حکایت ہے نہ بسبیل شکایت گویند از ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ
علیہ پرسش رفت کہ چہ حال داری فرمود کدام حال خواہد بود کسی را کہ خدا از روے قرض طلبد
و پیمبر سنت و زن نان خواہد و ملک الموت جان قصہ مختصر اب زیست بامید مرگ ہے قاطع برہان
چودھری صاحب کی نذر کے اجزا کے ساتھ بھیجا جائیگا مقابلہ برہان قاطع منطبعہ دیکھا جاے
اور بے حیف و بے میل از راہ انصاف دیکھا جاے مرشد زادون کو سلام مسنون اور دعا ے
افزونی عمر و دولت پہونچے ۔۔

۲۰	۲۱ چودھری عبد الغفور کے نام	

میرے شفیق آپکا خط آیا اور اُسکے آنے نے تمھاری رنجش کا وسوسہ میرے دل سے مٹایا
ایک قاعدہ آپ کو بتاتا ہون اگر اسکو منظور کیجیگا تو خطوط کے نہ پہونچنے کا احتمال اُٹھ جائیگا اور رجسٹری کا
درد سر جاتا رہیگا آدہ آنہ نہ سہی ایک آنہ سہی خط بیرنگ بھیجا کیجیے اور مین بھی بیرنگ بھیجا کرون اسٹامپ
پیڈ خطوط تلف بھی ہوتے ہین اس قاعدہ کا جیسا کہ مین واضع ہوا ہون بادی بھی ہوا اور یہ خط بیرنگ
بھیجا پنشن جاری ہو گئی تین برس کا چڑھا ہوا روپیہ ملگیا لیجا دادے قرض بعد ۱۱ عہ بچے اب
ماہ بماہ روپیہ ملتا ہے مگر ہی تین مہینے ستمبر اکتوبر نومبر ملین گے دسمبر ۱۸۶۰ء سے تنخواہ ششماہی
ہو جاے گی اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ چار روپیہ سیکڑا سالانہ عموماً وضع ہوا کرے گا اُس
حساب سے میرے حصہ مین اڑھائی روپیہ مہینا آیا ۸ ۵ کے ساتھ رہینگے کچھ امید نہ

ماہ بماہ آتا ہے یہ دونون آمدنی ملکر خوش و ناخوش گزارا ہوجاتا ہے یہان شہر ڈھ رہا ہے بڑے بڑے
بازار نامی خاص بازار اور اُردو بازار اور خانم کا بازار کہ ہر ایک بجاے خود ایک قصبہ تھا اب
پتا بھی نہین صاحب امکنہ اور دُکانین نہین بتا سکتے کہ ہمارا مکان کہان تھا اور دُکان کہان تھی
برسات بھر مینہ نہین برسا آب تیشہ و کلند کی طغیانی سے مکانات گر گئے غلہ گران ہے موت
ارزان ہے میوہ کے مول اناج بکتا ہے ماش کی دال ۸ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہون ۱۳ سیر چنہ ۱۶ سیر
گھی ا سیر ترکاری مہنگی ان سب باتون سے بڑھکر یہ بات ہے کہ ؟ زار کا مہینا جسے جاڑے کا دُوار
کہتے ہین پانی گرم دھوپ تیز رو زلون چلتی ہے جیٹھ اساڑھ کی سی گرمی پڑتی ہے حضرت
رفعت درجت جناب صاحب عالم کی خدمت مین دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی با نکسار تمام
عرض کرتا ہون حضرت کو کس راہ سے میرے آنے کا انتظار ہے مین نے مرشد زادہ کے خط مین
کب اپنا عزم لکھا یا کسی نے آپ سے میری زبانی کہا کہ آپ روز روانگی کے تقرر سے اطلاع چاہتے
ہین ہان آپکی قدمبوسی کی تمنا اور انوار الدولہ کے دیدار کی آرزو حد سے زیادہ ہے اور ایسا جانتا ہون
کہ یہ آرزو گور مین لیجاؤنگا تنخواہ کے اجرا کا حال اور مستقبل مین اُسکے وصول کی صورت اُن سطرون
سے جو آغاز مکتوب مین چودھری عبد الغفور صاحب کی خدمت مین لکھی گئی ہین معلوم ہو جاویگی
معلوم کر لیجئے گا لالہ گوبند پرشاد صاحب ہنوز میرے پاس نہین آئے ہین دنیادار نہین فقیر خاکسار
ہون تواضع میری خو ہے انجاح مقاصد خلق مین حتی الوسع کمی کرون تو ایمان نصیب نہو انشاء اللہ
العزیز وہ فقیر سے راضی و خوشنود رہین گے جناب مستطاب حضرت محمد امیر صاحب کی
خدمت مین بعد سلام نیاز یہ گزارش ہے کہ میرے پاس حضرت کا سلام پیام سواے اب
کی بار کے کبھی نہین پہونچا اب ان سطور کو اپنا ذریعۂ افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے
بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی اور گریز پائی اور بے اطمینانی کا آپ کو مجھپر گمان اور اُسکا رنج ہے
یہ کسی نے خلاف واقع آپ سے کہا ہے مین مع زن و فرزند ہر وقت اسی شہر مین
قلمرو قلم خون کا شناور رہا ہون دروازہ سے باہر قدم نہین رکھا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا نہ قید ہوا

نہ مارا گیا کیا عرض کرون کہ میرے خدا نے مجھپر عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ بخشا جان و مال و آبرو
مین کسی طرح کا فرق نہین آیا تنخواہ جسکو حضرت نے لوپیہ لقب دیا ہے اُس کا حال اوپر کی تحریر
سے دریافت ہوگا فقیر کو اپنا دوست و معتقد اور مشتاق تصور فرماتے رہیئے گا مرشد زادہ مرتضوی و
دودمان سید شاہ عالم کو سلام و دعا ڈپٹی صاحب سے مجھسے ملاقات کثرت سے نہین ہے اُن کو
کثرت اشغال سے فرصت نہین مجھکو افراط ضعف سے طاقت نہین اگر بسبب اتفاق کہین ملاقات
ہوگئی تو آپ کا سلام کہدونگا آپ اپنے اخوان عالیشان کو میرا سلام پہونچا دیجئے گا۔

مصرعہ بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما

۲۱ ۲۳ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے مشفق چودھری عبدالغفور صاحب اپنے خط اور قصیدہ بھیجنے کا مجھکو شکرگزار اور
قصیدۂ سابق کی اب تک اصلاح نہ پانے سے شرمسار تصور فرمائین اور ان دونون قصیدون کے
باہم پہونچنے کا انتظار کرین شعر

نوید وصل دہم سید بہ ستارہ شناس	کہ سر ز رشک نگاہے مگر در اختر من

تحقیق کر اب روے سخن جناب فیض مآب جامع مدارج الجمع بزم وحدت کے فروزندہ شمع
مستغرق مشاہدہ شاہد ذات حضرت صاحب عالم صاحب قدسی صفات کی طرف ہے اور یہ شعر افتتاح
کلام ہے پہلے کچھ باتین کہ بادی النظر مین خارج بحث معلوم ہونگی لکھی جاتی ہین مین پانچ برس کا تھا کہ میرا
باپ مرا نو برس کا تھا کہ چچا مرا اُسکی جاگیر کے عوض میرے اور میرے شرکا حقیقی کے واسطے شامل
جاگیر نواب احمد بخش خان دس ہزار روپے سال مقرر ہوئے اُنھون نے نہ دیے مگر تین ہزار
روپیہ سال اُسمین سے خاص میری ذات کا حصہ ساڑھے سات سو روپیہ سال [illegible]
سرکار انگریزی مین یہ غبن ظاہر کیا کولبرک صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی اور اسٹرلنگ صاحب [illegible]
بہادر [illegible] گورنمنٹ کلکتہ متفق ہوئے میرا حق دلانے پر رزیڈنٹ معزول ہو گئے [illegible]
ناگاہ مر گئے بعد ایک زمانے کے بادشاہ دہلی نے پچاس روپے مہینا مقرر کیا [illegible]

ولیعہد نے چار سو روپیہ سال ولیعہد اس تقرر کے دو برس کے بعد مر گئے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی سرکار سے بصلۂ مدح گستری پانسو روپیہ سال مقرر ہوئے وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ جیئے یعنی اگرچہ ابتک جیتے ہین مگر سلطنت جاتی رہی اور تباہی سلطنت دوہی برس مین ہوئی دہلی کی سلطنت کچھ سخت جان تھی سات برس مجکو روٹی دیکر بگڑی ایسے مربی گش اور محسن سوز کہان پیدا ہوتے ہین اب مین جو والی دکن کی طرف رجوع کرون یادرہے کہ متوسط یا مرجائے گا یا معزول ہوجائے گا اور اگر یہ دونون امر واقع نہوے تو کوشش اُس کی ضائع جائے گی اور والی شہر مجکو کچھہ نہ دے گا اور احیاناً اگر اُسنے سلوک کیا تو ریاست خاک مین ملجائے گی اور ملک مین گدھے کے ہل پھر جائین گے اے خداوند بندہ پرور یہ سب باتین وقوعی اور واقعی ہین اگر ان سے قطع نظر کرکے قصیدہ کا قصد کرون قصد تو کرسکتا ہون تمام کون کرے گا سوا ایک ملکہ کے وہ پچاس پچپن برس کی مشق کا نتیجہ ہے کوئی قوت باقی نہین رہی کبھی جو سابق کی اپنی نظم ونثر دیکھتا ہون تو یہ جانتا ہون کہ یہ تحریر میری ہے مگر حیران رہتا ہون کہ مین نے یہ نثر کیونکر لکھی تھی اور کیونکر یہ شعر کہے تھے عبد القادر بیدل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سے ہے۔ مصرعہ

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ؛؛ پایان عمر ہے دل ودماغ جواب دے چکے ہین سو روپیے رامپور کے ساٹھ روپیے پنشن کے روٹی کھانے کو بہت ہین گرانی اور ارزانی امور عامہ سے ہے دنیا کے کام خوش وناخوش چلے جاتے ہین قافلہ کے قافلے آمادۂ رحیل ہین دیکھو منشی نبی بخش جیسے عمر مین چھوٹے تھے ماہ گذشتہ مین گذر گئے مجھ مین قصیدہ کے لکھنے کی قدرت کہان اگر ارادہ کرون تو فرصت کہان قصیدہ لکھون آپکے پاس بھیجون آپ دکن کو بھیجین متوسط کب پیش کرنے کا موقع پائے پیش ہو کر کیا پیش آئے ان مراحل کے طے ہونے تک مین کیون جیون گا انا للہ وانا الیہ راجعون لا الہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ ولا موجود الا اللہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئاً واللہ الآن کما کان۔

	۳۴ صاحب عالم کے نام	مورخہ

بعد حمد خداوند ونعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے قبلۂ روح وروان جناب صاحب

عالم صاحب کو بندگی اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کرون کہ میرا کیا حال ہے اضمحلال قوی کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جس سے تکلف کی ملاقات ہو آجائے تو اٹھ بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون جو کچھ لکھنا ہوتا ہے وہ بھی اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہون آج دوپہر کو میر عبدالعزیز صاحب آئے ہین بے گلاہ و پیرہن پلنگ پر لیٹا ہوا تھا ان کو دیکھکر اٹھا مصافحہ کیا اُنھون نے جناب شاہ عالم کا خط مع مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسون جاونگا عرض کیا گیا کہ کل آخر روز آپ تشریف لاوین خط کا جواب اور اصلاحی مسودہ لیجائین وہ تشریف لیگئے مین لیٹ رہا دن کے سونے کی عادت نہین ہے جی مین کہا آو بیکار کیون رہو خط کا جواب آج لکھ رکھو اُٹھے کون کس کھوے کون لڑکون کی دوات قلم ڈھونڈ ہے پر پلنگ کے پاس رکھلی ادب مقتضی اس کا ہوا کہ آغاز نامہ بنام اقدس ہو حضرت نسخۂ قاطع برہان تیسری چوتھی نظر مین مکمل ہوکر مسودات ایک کاتب کے حوالہ ہوئے آٹھ جزو لکھے گئے کم و بیش دو جزو باقی ہین پرسون تک آجائین گے بعد اسکے اسکے انطباع کی فکر ہوگی جب وہ عزیمت امضا پذیر ہوجائیگی حضرت کی نظر سے بھی گذرے گی حضرت سید عالم کو نیاز خورشید عالم کو سلام چودھری صاحب کو نہ نیاز نہ سلام صرف یہ پیام کہ ہم تمھارے خط کو مفرح روح سمجھتے تھے باتون کا مزہ ملتا تھا خیر و عافیت معلوم ہوجاتی تھی وہ وظیفہ روحانی منقطع کیون ہوا صاحب یہ روش اچھی نہین گاہ گاہ ارسال رسائل کا طور رہنا رہے۔

۲۴ چودھری عبدالغفور کے نام

حضرت چودھری صاحب عنایت نامۂ سابق بیت تھا تو خط پر نہ تھا جواب طلب نہ تھا کوئی اسکا جواب کیا لکھتا آج دوپہر کو یہ خط پہونچا آج ہی آخر روز جواب لکھ کر رکھ چھوڑتا ہون کل صبح کو بشرط حیات ڈاک مین بھجوا دون گا قاطع برہان کے مجلدات جو بموجب توقیع خریداری میری ملک ہین وہ اول جولائی مین میرے پاس اور انھین سے دو مجلد آخر جولائی مین آپ کے پاس پہونچین گے ایک آپ رہنے دینگے اور ایک پیر و مرشد کی نذر کرینگے انشاء اللہ العلی العظیم شعر حبذا

فیض تعلق سبحہ کلکش نگر ٭ گرد وصد سالہ رہ پیش نظر باشد ہمان ٭ یہ شعر مولانا نورالدین ظہوری رحمۃ اللہ
علیہ کا ممدوح کی خوشنویسی کی تعریف مین ہے مبالغہ سرحد تبلیغ اور غلو کو پہونچ گیا ہے خلاصہ یہ
اُس کا لکھا ہوا قطعہ یا کوئی عبارت سو برس کی راہ سے آدمی کو نظر آتا ہے وجہ اس کی یہ کہ حرف
بہت روشن اور صاف جلی ہین اور چونکہ یہ امر خلاف عادت و عقل ممتنع ہے اس رو سے اس کو
سبحۂ قلم کہا اور چونکہ سبحہ خرق عادت ہے اور خرق عادت ایک امر ہے مسلمات جمہور مین سے
پس منکر کو گنجایش انکار نہین رہی یہان یہ خیال آئیگا کہ فیض تعلق بیکار رہتا ہے مین کہتا ہون کہ وہ حسن
الہام ہے یعنی نگاہ کو ازبسکہ باصرہ مشتاق حسن ہے اُس خط سے وہ تعلق بہم پہونچا ہے کہ اگر وہ خط
سو برس کی راہ پر ہو تو بھی نگاہ اُس سے متعلق رہتی ہے جیسے طائر کو اپنا آشیانہ اور مسافر کو اپنا
وطن اور عاشق کو معشوق کا خانہ و خیال مسافت بعید سے پیش نظر رہتا ہے چاہو ایک معلول کی
دو علت سمجھو فیض تعلق مذکور اور حسن خط مفرد چاہو فیض تعلق کو ادعا کہو اور حسن خط جو تقریر مین ہے
اُس کو سبب سمجھو تعلق کا اور سوکہ چاہو ادعا کا سند و دعوی کے واسطے دلیل موضوع ہے ادعا کو
دلیل ضرور نہین ہے ہان ادعا پر تاکید طریقہ بلاغت ہے یہ لطافت معنوی خاص اس
بزرگ کے حصہ مین آئی ہین جانتا ہون مشتری اور عطارد نے ملکر ایک صورت پکڑی تھی اسکا
اسم نورالدین اور تخلص ظہوری ہے اللہ اللہ فرماتا ہے شعر دیتا کر و شہوار ہو بیر بام و در لازم تو شمعی
باشد چراغی خانہا ٭ پادشاہان را ظہوری کا ممدوح اور معشوق ایک ہے یعنی سلطان جلیل القدر
ابراہیم عادل شاہ بادشاہون کے منظر بلند ہوتے ہین اور کیا بعید ہے کہ رعایا ملازمین کچھ لوگ زیر
قصر رہتے ہون اسواسطے بادشاہ دن کو اُس منظر بلند پر نہین چڑھتا کہ مبادا رعیت یا ملازمون کی جورو
بیٹیان نظر آئین رات کو اُنکے گھر تاریک ہوتے ہین اگر کوئی بلند مکان پر چڑھا تو کچھ نظر نہ آئیگا یہ طرح
ہوئی عفت کی اور عفت ایک فضیلت ہے فضائل بادشاہین سے اب ایہام کو سوچیے ممدوح نے
راتون کو کوٹھے پر چڑھنا اپنے اوپر لازم کیا ہے اسواسطے کہ اُنکے گھرون مین چراغ نہین اگر کسی کو کسی کچھ
مین پیوند لگانا یا کوئی چیز [illegible] کی چیز کا ڈھونڈھنی یا کسی مریض کا اُٹھنا حال منظور ہو تو وہ گھر اس ممدوح کے

پرتو جمال سے روشن ہو جائے چراغ کی حاجت باقی نہ رہے جو کام جو شخص چاہے وہ کرے
مروت کے لفظ کا مزہ وجدانی ہے سوا اس لفظ کے کوئی لفظ بیان کا کام نہیں آتا اگر حفظ ناموس
رعایا ہے تو مروت ہے اور اگر مفلسوں کی کاربرآری ہے تو مروت ہے قالب معنی کی جان ہے ظہوری
ناطقہ کی سرافرازی کا نشان ہے ظہوری زیادہ کیا لکھوں

سوم ۲۵ چودھری عبد الغفور کے نام

جناب چودھری صاحب کو سلام پہونچے آپ نے اپنے مزاج کی ناسازی کا حال کچھ نہ لکھا اگر
پیر و مرشد بھی نہ لکھتے تو میں کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نہ پاتا تو حصول صحت کی دعا کیونکر مانگتا کل
سے وقت خاص میں یہی دعا مانگ رہا ہوں یقین ہے کہ پہلے تم تندرست ہو جاؤ گے ازاں بعد یہ
خط پاؤ گے اکثر صاحب اطراف و جوانب سے ماہ نیم ماہ کے بھیجنے کا حکم بھیجتے ہیں اور میں جی میں کہتا
ہوں کہ جب مہر نیمروز کی عبارت کو نہیں سمجھے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کریں گے صاحب مہر نیمروز کے دیباچہ
میں میں نے لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کا نام پرتوستان ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں پہلی جلد میں ابتداء آفرینش
عالم سے ہمایوں کی سلطنت تک کا ذکر دوسرے حصہ میں اکبر سے بہادر شاہ تک کی سلطنت کا بیان پہلے حصہ
کا نام مہر نیمروز دوسرے حصہ کا اسم ماہ نیم ماہ بارے پہلا حصہ تمام ہوا چھاپا گیا جا بجا پہونچا قصد تھا
جلال الدین اکبر کے حالات کے لکھنے کا کہ امیر تیمور تک کا نام و نشان مٹ گیا آن دفتر را گاؤ خورد و
گاؤ را قصاب برد و قصاب در راہ مرد جو کتاب میں نے لکھی ہی نہ وہ بھیجوں کہاں سے پیر و مرشد کو
میری بندگی اور صاحبزادوں کو دعا خداوند ہمیشہ مارہرہ بلاتے ہیں اور میرا قصد بھی یاد دلاتے ہیں
ان دنوں میں کہ دل بھی تھا اور طاقت بھی تھی شیخ شمس الدین مرحوم سے بطریق تمنا کہا گیا تھا کہ
جی یوں چاہتا ہے کہ برسات میں مارہرہ جاؤں اور دل کھول کر اور پیٹ بھر کر آم کھاؤں اب وہ
دل کہاں سے لاؤں طاقت کہاں سے پاؤں آموں کی طرف وہ رغبت نہ معدہ میں اتنی
آموں کی گنجائش نہار منہ میں آم نہ کھاتا تھا کھانے کے بعد میں آم نہ کھاتا تھا رات کو کچھ کھاتا ہی
نہیں جو کہوں بین السطرین آخر روز بعد ہضم معدی آم کھانے بیٹھ جاتا تھا بے تکلف

عرض کرتا ہون اتنے آم کھاتا تھا پیٹ اپھر جاتا تھا اور دم پیٹ مین نہ سماتا تھا اب بھی اُسی
وقت ہون مگر دس بارہ اگر پیوندی آم بڑے بڑے ہوئے تو پانچ سات بہت دریغا کہ عہد جوانی گذشت
جوانی بگو زندگانی گذشت ٭ اسکے واسطے کیا سفر کرون مگر حضرت کا دیکھنا اُسکے واسطے متحمل
رنج سفر ہون تو جاڑے مین نہ برسات مین مصرعہ اے وائے ز محرومی دیدار دگر ہیچ ٭

۳۶ - چودھری عبدالغفور کے نام

مہر ۔۔۔

بندہ پرور بہت دن کے بعد پرسون آپکا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور سے اور نام آپکا پایا دستخط
دیکھکر مفہوم ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمھارے دشمن بعارضۂ تپ و لرزہ رنجور ہین اللہ اللہ
ضعف کی یہ شدت کہ خط کے لکھنے سے معذور ہین خدا وہ دن دکھائے کہ تمھارا خط تمھارے
دستخطی آئے سرنامہ دیکھکر دل کو فرحت ہو خط پڑھکر دونی مسرت ہو جب تک ایسا خط نہ آئیگا دل سودازدہ
آرام نہ پائیگا قاصد ڈاک کی راہ دیکھتا رہونگا جناب ایزدی مین سرگرم دعا رہونگا آپکے عم عالی
مقدار اور بزرگ آموزگار کو میرا سلام مع صنوف اشتیاق و الوف احترام جناب چودھری صاحب
آؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کے پاس چلین اور اپنی آنکھین اُنکے کف پائے مبارک سے ملین
مین سلام کرونگا تم معرف ہونا کہ غالب یہی ہے اہل دہلی مین آپکے دیدار کا طالب یہی ہے بیعت سے
عزم قدمبوسی کیا پیر و مرشد نے مجھے گلے لگا لیا فرماتے ہین کہ غالب تو اچھا ہے عرض کرتا ہون
کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہے ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری تعریف بہت
کرتے رہتے ہین جناب یہ اُنکی خوبیان ہین ایسا نہین ہون جیسا وہ کہتے ہین کاش وہ میری
رنجوری کا حال کہتے ضعف قوی و اضمحلال کہتے تاکہ مین اُنکے کلام کی تصدیق کرتا اُن کی
غمخواری اور درد مند نوازی کا دم بھرتا ہے شعر در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن ٭ اینکہ من نمی
میرم ہم ز ناتوانیہا ست ٭ حضرت نے میری گرفتاری کا نیا رنگ نکالا بوستان خیال کے
دیکھنے کا دانہ ڈالا مجھ مین اتنی طاقت پرواز کہان کہ بلا سے اگر پھنس جاؤن دام پر گرکے دانہ زمین
پر سے اُٹھاؤن حضرت سچ تو یون ہے کہ غمہائے روزگار نے مجکو گھیر لیا ہے سانس نہین لے سکتا

اتنا تنگ کر دیا ہے ہر بات سو طرح سے خیال میں آئی پر دل نے کسی طرح تسلی نہ پائی اب دو باتیں سوچا ہوں ایک تو یہ کہ جبتک جیتا ہوں یوں ہی رویا کرونگا دوسری یہ کہ آخر ایک نہ ایک دن مرونگا یہ صغری اور کبری دلنشین ہے نتیجہ اسکا تسکین ہے حیات شعر منحصر مرنے پر ہو جسکی امید ہو نا امیدی اُسکی دیکھا چاہیے ہائے اجی حضرت شاہ عالم صاحب میرا سلام لیجیے کاغذ باقی نہیں رہا اپنے سب بھائیوں کو مع وزیر علی صاحب سب سلام کہدیجیے۔

۲۷	۲۷ چودھری عبدالغفور کے نام	

جناب چودھری صاحب سیاہی پھیکی کاغذ پتلا پیر و مرشد کی عبارت یا اسطرف آپ کی تحریر بھی مغشوش ہو گئی گھبرا ہو گیا ہوں مگر حضرت البصر ہنوز باقی ہے تمھاری عبارت کا جو لفظ پڑھ لیا قرینہ سے محاورہ بھی معلوم ہو گیا حضرت کی تحریر کا ایک لفظ سوا سعادت توام شاہ عالم کے اگر پڑھا گیا ہو تو بدے سے پہوٹیں ایمان نصیب نہ وہ خدا بدستور آپکے پاس واپس بھیجتا ہوں اور لی سفید کاغذ پر حرف بحرف اس کی نقل کر کے پھر مجھے بھیجدیجیے تا کہ اُسکے جواب لکھنے میں سعادت حاصل کروں لیکن بہت جلد بہت جلد آپکی نگارش سے اتنا دریافت ہو گیا کہ اب آپ اچھے ہیں الحمد للہ جناب ممتاز علی خان صاحب کہاں اور مارہرہ کہاں بہرحال میرا سلام۔

۳۶	۲۸ چودھری عبدالغفور کے نام	

چودھری صاحب مشفق مکرم کو میرا سلام آپکا خط کہ سوا ے چند سطر کے جو تمنے لکھی تھیں سراسر حضرت صاحب کا دستخطی تھا پہونچا سبحان اللہ حضرت کو کسقدر محبت ہے تمھارے ساتھ تمھاری ناسازی مزاج کا کیسا ملال اور تمھارے نہ دیکھنے کا کیسا رنج ہے سچ یوں ہے کہ تم خوبان روزگار میں سے ہو توفیق قبول اہل نظر کا حاصل ہونا آسان نہیں ہے سلامت رہو خوش رہو مختصر مصرعہ

کارت بجہان جملہ جہان باد کہ خواہی

اب روے سخن حضرت صاحب عالم کی طرف ہے خدمت خدام مخدوم خادم نواز میں بعد تسلیم معروض ہے تفقد نامہ نامی میں صورت عز و شرف نظر آئی اللہ اللہ تم نے میری نظر میں میری

آبرو بڑھائی حضرت کی قدردانی کی کیا بات ہے آپکا التفات موجب مباہات ہے یہ بات بطریق
سے لسان زبان پر آئی ہے ورنہ قدردانی کیسی یہ قدر افزائی ہے نظیری علیہ الرحمۃ کا ایک شعر کاغذ پر
لکھکر میرے گلے میں ڈالدیجیے اور زمرۂ شعرا میں سے مجھکو نکال دیجیے شعر یہ ہے شعر
جوہر تیغ بس ورنہ زنگار بجا ماند ؛ آنکہ آئینہ من ساخت نپرداخت دریغ ؛ دعوی اور چیز ہے اور کمال
اور ہے علم عربی اور شئے ہے اور فارسی کی حقیقت حال اور ہے جلالا ے طبا طبائی رحمۃ اللہ علیہ نے شیدا
ہندی کو ایک رقعہ لکھا عبارت اسوقت یاد نہیں آتی مگر یہ مضمون اسکا ہے کہ ایک دن مولانا سے عرفی
علیہ الرحمۃ اور ابو الفضل میں مباحثہ ہوا شیخ نے عرفی سے کہا کہ ہمنے تحقیق کو بسرحد افراد پہونچا دیا اور
فارسی میں خوب کمال پیدا کیا عرفی نے کہا کہ اسکو کیا کروگے کہ ہمنے جب سے ہوش سنبھالا ہے گھر
کے بڈھیوں سے اور بڑھیوں سے جو بات سنی فارسی میں سنی شیخ گفت ما فارسی از انوری و خاقانی فرا
گرفتہ ایم و شما از پیرزالان آموختہ اید عرفی فرمود انوری و خاقانی نیز از پیرزنان آموختہ بالجملہ غالب
کہتا ہے کہ ہندوستان کے سخنوروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کے سوا کوئی استاد
مسلم الثبوت نہیں ہوا خسرو کشور قلمرو سخن طرازی ہے یا ہمچشم نظامی گنجوی و ہمطرح سعدی شیرازی
ہے خیر فیضی بھی نغز گوئی میں مشہور ہے کلام اسکا پسندیدۂ جمہور ہے دیکھو عبدالقادر کیا لکھتا ہے
رہے سپاہی فالبتہ آرزو فقیر اور شیدا اور بہار وغیرہم انھیں میں آگئے ناصر علی اور بیدل اور غنیمت
ان کی فارسی کیا ہر ایک کا کلام بنظر انصاف دیکھیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے منت اور مکین اور واقف
اور قتیل یہ تو اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیجیے ان حضرات میں عالم علوم عربیہ کے شخص ہیں
خیر ہوں فاضل کہلائیں کلام میں انکے مزا کہاں ایرانیوں کی سی ادا کہاں فارسی کی قاعدہ
دانی میں اگر کلام ہے اسمیں پیروی قیاس ایک بلا ے عام ہے وارستہ سیالکوٹی نے خان آرزو کی
تحقیق پر سو جگہہ اعتراض کیا ہے اور ہر اعتراض بجا ہے باینہمہ وہ بھی جہاں اپنے قیاس پر جاتا ہے
منہہ کی کھاتا ہے مولوی احسان اللہ ممتاز کو صنائع لفظی میں دستگاہ اچھی تھی اس شیوہ و روش کو خوب
برت گئے فارسی وہ کیا جانیں قاضی محمد صادق اختر عالم ہونگے شاعری سے ان کو کیا علاقہ [illegible]

بات حضرت کو اور معلوم رہے کہ ہندی فارسی والوں نے کمال کو وہم میں منحصر رکھا ہے کالپی کے نواب زادوں
میں سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُنکے نام دیکھا ہے کہ
قتیل اُنکو لکھتا ہے کہ جامہ گذاشتن بمعنی مردن مسلم لیکن بہت احتیاط کیا کرو موقعہ دیکھ لیا کرو جب لکھا کرو
میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا فلان مرد بہمان جامہ گذاشت پھر وہ کہتا ہے کہ گرہ کے سوا سے
پانچ سات لفظ کے اور لفظ کو ترکیب نہ دو پھر فرماتا ہے کہ ہمہ کے لفظ کو جمع کے ساتھ لاؤ مفرد سے نہ ملاؤ
نقل میں نے دستنبو میں لکھا ہے کہ ہمہ کس داند ایک شخص نے کہ وہ بھی مولوی کہلاتا ہے میری
غیبت میں کہا کہ ہمہ کس داند کیا ترکیب ہے ایک لڑکا میرا شاگرد وہان موجود تھا اُسنے کہا کہ یہ ترکیب
بعینہ صائب کی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے شعر ہمہ کس طالب آن سرو روان ست اینجا ٭ آب حیوان نفس
سوختگان ست اینجا ٭ اُسنے کہا کہ تمہارا اُستاد حاش للہ کو ماقبل کلمہ نفی لایا ہے اور یہ جائز نہیں مصرعہ
حاش للہ کہ بد نمیگویم ٭ میرے شاگرد نے کہا کہ یہ ترکیب انوری کی ہے ع حاش للہ مرا بلکہ ملک را
نبود ٭ با سگ کوی تو این زہرہ و یارا و مجال ٭ مولوی ہدایت علی تمکین کا آج تک میں نے نام نہیں
سنا تھا چھپے ہوئے رستم ہیں صائب اگرچہ اصفہانی نژاد تھا مگر وارد شاہجہان آباد تھا انتقام کشیدن
و انتقام گرفتن دونوں بول گیا مولوی صاحب ہیچ فارسی بولتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کلیم بروزن
فعیل صیغہ اسم فاعل ہے مثل کریم و رحیم و بشیر و سمیع و بصیر و کلیم اسماے الٰہی ہیں کلیم اگر بمعنی ہمکلام
لیجیے تو اسم الٰہی اسکو کیونکر قرار دیجیے حضرت کا مصرعہ مصرعہ ہست کلامی نہ کلام کلیم ٭
مخدوش البتہ ہے یعنی یا کلمہ از کلام کلیم یا کلامی از کلمات کلیم چاہیے کلامی از کلام مفرد میں سے
مفرد کو نکالا چاہیے گو جائز ہو گو باش و گو باشد ہرگز محل تردد نہیں اوہام و وسواس قواعد میں پیش
نہیں جاتے مصرعہ اسے کہیے کہ از خزانۂ غیب ۔ ہرگز یاے معروف نہیں ہے یاے مجہول ہے
یاے معروف یہاں نامقبول ہے مصرعہ خدائی کہ بالا و پست آفرید ٭ ایسا خدا ایسا کریم اس تحتانی
کو یاے وحدت کہو یاے توصیف کہو یاے تعظیم کہو جس طرح کہو مجہول آئیگی ۔

٢٩ ۔ چودھری عبدالغفور کے نام

٢٧

بندہ پرور پرسون تمھارا خط آیا آج لکھ رکھتا ہون کل ڈاک مین بھیجوا دون گا میرا اجمال کیونکر
پوچھو اپنے کو دیکھو جو تمہارا ڈھنگ ہے وہ ہی میرا رنگ ہے شور دوام مرض خاص اور رنج عام
یہ ایک اجمال دوسرا اجمال سنو کہ مہینہ بھر سے صاحب فراش ہون صبح سے شام تک شام سے
صبح تک پلنگ پر پڑا رہتا ہون محل سرا سے اگرچہ دیوانخانہ کے بہت قریب ہے پر کیا امکان جو جا سکون
صبح کو بچے کھانا یہین آجاتا ہے پلنگ پر سے کسل پڑا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوے کلی
کی پلنگ پر جا پڑا پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے اٹھا اور حاجتی مین پیشاب کیا اور
پڑ رہا ان دنون سے یہ مرض ہے کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے اس صاحب فراش ہونے کو دیکھو اور
دمبدم تقاضاے بول کو دیکھو پاخانے اگرچہ دن رات مین ایکبار جاتا ہون مگر صعوبت کو تصور کرو
ایک پھوڑا داہنے پہونچے مین جسکو ساعد کہتے ہین دو پھوڑے بائین پہونچے مین یہ سہل ہین بائین
پاؤن مین کف پا و پشت پا سے لیکر آدھی پنڈلی تک ورم اور ورم بھی سخت قالات ورادعات سے
کچھ نہوا اب تجویز ہے کہ نیب کا بھرتا باندھیے جب پکے پھوٹے نشتر بھی لگائیے کہو جب کف پا مین
جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہان ٹھکانا یہ حال جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون مجمل اور جز ہے - میرا
قیاس اس کا مقتضی ہے کہ پیر و مرشد صاحب عالم مجھ سے آزردہ ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مین نے ممتاز
واختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا اس رقعہ مین ایک میزان عرض کرتا ہون حضرت صاحب ان
صاحبون کے کلام کو یعنی ہندیون کے اشعار کو قتیل و واقف سے لیکر بیدل و ناصر علی تک اس
میزان مین تولیے میزان یہ ہے رودکی و فردوسی سے لیکر خاقانی و سنائی و انوری وغیرہم تک ایک گروہ
ان حضرات کا کلام تھوڑے تھوڑے تفاوت سے ایک وضع پر ہے پھر حضرت سعدی طرز خاص کے
موجد ہوے سعدی و جامی و ہلالی یہ اشخاص معدود نہین فغانی اور ایک شیوۂ خاص کا مبدع ہوا خیالہاے
نازک و معانی بلند اس شیوہ کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی بھی سبحان اللہ قالب سخن مین
جان پڑگئی اس روش کو لیے اسکے صاحبان طبع نے سلاست کا چرچا دیا صائب و کلیم
و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اسی زمرہ مین ہین رودکی و اسدی و فردوسی یہ شیوہ سعدی کے وقت

میں ترک ہوا اور سعدی کی طرز نے بسبب سہل ممتنع ہونے کے رواج نہ پایا فغانی کا انداز پھیلا
اور اسمیں نئے نئے رنگ پیدا ہوتے گئے تو اب طرزیں تین ٹھہریں خاقانی اُس کے اقران
ظہوری اُسکے امثال صائب اُسکے نظائر حاشا للہ ممتاز و اختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزوں میں
سے کس طرز پر ہے بے شبہ فرماؤ گے کہ یہ طرز اور ہی ہے پس تو نے جانا کہ یہ طرز چوتھی ہے کہا کہنا ہے خوب
طرز ہے اچھی طرز ہے مگر فارسی نہیں ہے ہندی ہے دار الضرب شاہی کا سکہ نہیں ہے ٹکسال باہر ہے وادداد
انصاف انصاف قطعہ اگرچہ شاعرانِ نغز گفتار ❊ زیک جام اندر بزم سخن مست ❊ ولے با بادہ
بعضے حریفان ❊ خمارِ چشم ساقی نیز پیوست ❊ مشو منکر کہ در اشعار این قوم ❊ ورائے شاعری
چیزے دگر ہست ❊ وہ چیز اگر حصے میں پارسیوں کے آئی ہے ہاں اُردو زبان میں اہل ہند نے وہ چیز
پائی ہے میر تقی علیہ الرحمۃ جیتے بدنام ہو گئے جانے بھی دو امتحان کو ❊ رکھیگا کون تمسے عزیز اپنی
جان کو ❊ سودا بیت دکھلائے لیجا کے تجھے مصر کا بازار ❊ خواہاں نہیں لیکن کوئی واں جنس گراں کا ❊
تاہم ؎ اب تجھسے طلب بوسے کی کیونکر مانگوں ❊ ہے تو نادان مگر اتنا بھی بد آموز نہیں ❊ مومن خان
شعر تم میرے پاس ہوتے ہو گویا ❊ جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا ❊ ناسخ کے ہاں کمتر آتش کے ہاں بیشتر
یہ تیر و نشتر ہیں مگر مجھے آپ کا کوئی شعر اسوقت یاد نہیں آتا یاد کیا آوے لیٹا ہوا ہوں دم بدم پاؤں کے
ورم کی ٹیس ہوش اڑائے دیتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۰ چودھری عبدالغفور کے نام ۲۸

ایک عبارت لکھتا ہوں چونکہ لفافہ جناب چودھری عبدالغفور صاحب کے نام کا ہوگا پہلے
وہ پڑھیں پھر میرے پیر و مرشد کی نظر سے گذرانیں پھر مرشد زادہ شاہ عالم صاحب کو دکھائیں بیس
دن سے فساد خون کے عوارض میں مبتلا ہوں بثور و اورام میں مبتلا رہا ہوں بیس دن میں اوجاع
سہتے سہتے روح تحلیل ہو گئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پھوڑے تو خیر مگر دونوں پنڈلیوں
میں ہڈیوں کے قریب دو پھوڑے ہیں کھڑا ہوا اور پنڈلیوں کی ہڈیاں چرانے لگیں اور رگیں پھٹنے
لگیں بائیں پاؤں پر ورم کف پا سے جہاں وہ پھوڑا ہے پنڈلی تک ورم ہے رات دن

پڑا رہتا ہون پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے کھسل پڑا بعد رفع حاجت پھر لیٹ رہا اسی صورت سے
روٹی کھاتا ہون اشعار کی اصلاح یکقلم موقوف خطوط ضروری لیٹے لیٹے لکھتا ہون دو خط چودھری
صاحب کے آ گئے اور ایک شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے آئے جواب نہ لکھ سکا آج
اپنے کو ٹھیلنے دیکر بٹھا دیا جب یہ عبارت لکھی چودھری صاحب کو سلام شاہ عالم صاحب کو حضرت صاحب کو بندگی

۱۳۹ | ۳۱ چودھری عبد الغفور کے نام

اہاہا جناب منشی ممتاز علی خان صاحب مارہرہ پہونچے صاحب یہ تو باغ گیتی نوردی تھی مخدوم
جہانیان جہان گرد ہین بہرحال آپ نے دیباچہ بہت اچھا لکھا ہے کتاب کو اس سے رونق ہو جائیگی
نظم مین وہ پایہ بلند کہ شعری اُنکے شعر پر لآلی انجم نثار کرے خود بلا گردان ہو لولی سما ہر مصرعہ پر دل و جان
وارے صدقہ قربان ہو وار کرے (یعنی حملہ کرے سے ہے) اور وہ جو آپ کا مقصود ہے اُن
معنون مین وارنا اور وارے آیا ہے نہ وار کرنا اور وار کرے آپکو یاد ہوگا کہ چند سطرین مین نے
ہزار دشواری لکھکر تمھین بھیجی تھین خواہش یہ تھی کہ یہی سطرین میرے مخدوم اور مخدوم زادہ کی
نظر سے گزر جائین آج ایک خط مین نے پیر و مرشد کا اور پایا وہ ابھی نہین پڑھا مگر شاہ عالم صاحب
اُس خط کی پشت پر لکھتے ہین کہ تو نے میرے خط کا جواب نہین لکھا حالانکہ مین اُن سطرون مین یہ
لکھ چکا ہون کہ نہ مجھے تحریر کی طاقت نہ اصلاح کی ہوش ایک بات کو دس دس بار کیا لکھون
اب میرا انجام کار دو طرح پر متصور ہے یا صحت یا مرگ پہلی صورت مین خود اطلاع دونگا دوسری صورت
مین سب احباب خارج سے سن لین گے یہ سطرین لیٹے لیٹے لکھی ہین

دوسری فصل

۱۳ | ۳۲ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

قبلہ حاجات قصیدہ دوبارہ پہونچا چونکہ پیشانی پر دستخط کی جگہہ نہ تھی ناچار اُسکو ایک اور دو
ورقے پر لکھوایا اور حضور مین گذرانا اور اپنی تمناے دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص مشتمل اظہار
خوشنودی طبع اقدس پر ہو گئے احترام الدولہ بہادر میرے مہربان اور آپ کے ثناخوان رہے

گویا اس امر خاص میں وہ شریک غالب ہیں ہم بطریق کسرۂ اضافی اور وہ ہم بسبیل کسرۂ توصیفی
پروردگار اس بزرگوار کو سلامت رکھے قدردان کمال بلا ہیچ و پوچ ہے کہ خیر محض ہے عنایت اللہ
ایک نام ہو فر اور معز تیسے الفر یہ خواہ مخواہ مرد آدمی آپ جانتے بھی ہیں کہ یہ کون ہے ایک معلم فرومایہ
رامپور کا رہنے والا فارسی سے نا آشنا محض اور صرف و نحو میں ناتمام انشا خلیفہ و منشآت مادھو رام
کا پڑھانے والا چنانچہ دیباچہ میں اپنا ماخذ بھی اُسنے خلیفہ شاہ محمد و مادھو رام و غنیمت و قتیل کے
کلام کو لکھا ہے یہ لوگ راہ سخن کے غول ہیں آدمی کے گمراہ کرنے والے یہ فارسی کو کیا جانیں ہاں
طبع موزون رکھتے تھے شعر کہتے تھے شعر ہرزہ مشتاب پی جادہ شناسان بردار ہا ۔ اسے کہ در راہ سخن
چون تو ہزار آمد و رفت ۔ میرا دل جانتا ہے کہ آپ کے دیکھنے کا میں کسقدر آرزومند ہوں میرا ایک بھائی
ماموں کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقی خالہ کا بیٹا ہوتا تھا اور مسند نشین حال کا چچا تھا اور وہ
میرا ہمشیر بھی تھا یعنی میں نے اپنی ممانی کا اور اُسنے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تھا وہ باعث ہوا تھا
میرے باندا او نذیل لکھنؤ آنے کا میں نے سب سامان سفر کر لیا ڈاک میں روپیہ ڈاک
کا دیدیا قصد یہ تھا کہ فتحپور تک ڈاک میں جاؤنگا وہاں سے نواب علی بہادر کے یہاں کی
سواری میں باندے جاؤں ہفتہ بھر رہ کر کالپی ہوتا ہوا آپ کے قدم دیکھتا ہوا پھر ڈاک دلی
چلا آؤنگا ناگاہ حضور والا بیمار ہو گئے اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت سے فعل میں
نہ آیا اور پھر مرزا اور نگ خان میرا بھائی مر گیا مصرعہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ۔ والسعدہ
سفر اگرچہ بھائی کی استدعا سے تھا مگر میں نتیجہ اس شکل کا آپ کے دیدار کو سمجھا ہوا تھا ہرزہ سرائی کا
جرم معاف کیجئے گا میرا جی آپ کے ساتھ باتیں کرنے کو چاہا اسواسطے جو دل میں تھا وہ اس عبارت
سے زبان پر لایا ۔

	۳۳ ۔ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام	رصد

پیر و مرشد اگر میں نے امیدگاہ از راہ شکوہ لکھا تو کیا گناہ نہ خط کا جواب نہ قصیدے کی رسید بیت
در رہ خستگی پوزش از رہ جو ۔ بود بندہ نافرستہ گستاخ گوے ۔ اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ ان

سوانح کے سبب سے مین قصیدے کی تحسین نہین لکھ سکا بندہ بے ادب نہین تحسین طلب نہین ایسے
مجمع مین محشور ہون کہ سواے احترام الدولہ کے کوئی سخندان نہین مین جو اپنا کلام آپ کے
پاس بھیجتا ہون گویا آپ اپنے پر احسان کرتا ہون مصرعہ واے برجان سخن گر بہ سخندان نرسد
افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر مین نہین ورنہ آپ جانین کہ اس بجھے ہوئے دل اور
اس ٹوٹے ہوئے دل اور مرے ہوئے دل پر کیا کر رہا ہون نواب صاحب ایسے دل مین وہ طاقت
نہ قلم مین وہ زور سخن گستری کا ایک ملکہ باقی ہے بے تامل اور بے تفکر جو خیال مین آجاے وہ لکھ لون
ورنہ فکر کی صعوبت کا متحمل نہین ہو سکتا بقول مرزا عبد القادر شعر جہد با در ضعیف توانا نیست ٭ ضعف
یکسر فراغ میخواہد ٭ مہر کا حال معلوم ہوا پہلے آپ لکھ بھیجے کہ کیا کھودا جائیگا مہدی حسین خان
مہدی حسین خان بہادر لکھ رہا ہون صرف یاد پر لکھ رہا ہون ورنہ خدا جانے کون سے کھودیا یاد پڑتا ہے
کہ نگینہ وہان سے بھیجنے کو آپ نے لکھا سو اب مین مکرر خواہان ہون کہ یہ معلوم ہوجاے کہ نگینہ
بھیجیےگا یا یہان خریدا جائیگا اور نقش نگین کیا ہوگا تا کہ شمار حروف کا مجکو یاد رہے ۔ اب جب آپ
مجکو لکھین گے تب مین اُس کا جواب لکھونگا حافظ صاحب کا بھیجنا تقریباً معلوم ہوا یعنی انکی
طرف سے آپ نے مجکو سلام لکھا ہے سو مین بھی اُن کی خدمت مین بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان
صاحب کی جناب مین سلام عرض کرتا ہون زیادہ حد ادب ۔

۴۳ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد حضور کا توقیع خاص اور آپ کا نوازشنامہ یہ دونون حرز بازو ایک دن اور ایک وقت
پہونچے توقیع کا جواب دو چار دن مین لکھونگا ناسازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی
اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مرض باقی نہین مگر ضعف لیکن تسکین خاطر منحصر اسمین ہے
کہ آپ بعد اس تحریر کے ملاحظہ فرمانے کے اپنے مزاج کا حال پھر لکھین [illegible] روپیہ کی
ہنڈوی پہونچی اس کا بھی حال سابق کی ہنڈوی کا سا ہے یعنی ساہوکار کہتا ہے کہ ابھی ہمکو کالپی کے
ساہوکار کی اجازت نہین آئی جو ہم روپیہ دین اگر سرکار کے کارپرداز وہان کے ساہوکار سے

مگر اجازت لکھوا بھیجیں تو مناسب ہے صہبائی کے تذکرہ کی ایک جلد میری ملک میں سے میرے
پاس تھی وہ میں اپنی طرف سے بسبیل ارمغان آپ کو بھیجتا ہوں نذر قبول ہو اب میں حضرت سے
باتیں کر چکا خط کو سرنامہ لکھ کر کہار کو دیتا ہوں کہ ڈاک میں دے آوے بارہ پر دو بجے کتاب کا پارسل
بطریق بیرنگ روانہ کرونگا پیشگاہ وزارت میں میری بندگی پہونچے عرضداشت بعد اس کے
پہونچیگی جناب میر صاحب قبلہ میر امجد علی صاحب کو سلام نیاز اور جناب منشی نادر حسین خان
صاحب کو سلام ۔

۳۳ | ۵۳ ۔ نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب مزاج مقدس میرا جو حال آپ نے پوچھا اس پرسش کا شکر بجا لاتا ہوں
اور عرض کرتا ہوں کہ آپ کا بندہ ستر درم خریدہ اچھی طرح سے ایک فصد بائیس منضج چار مسہل
کہان تک آدمی کو ضعیف نکرے بارے آفتاب عقرب میں آگیا پانی برف آب ہو گیا ہے کابل
کشمش کا میوہ بکنے لگا ہے ضعف بضعف قسمت ازلیہ ہے ایسے امور کو زائل نکر سکیں
غزلوں کو سو سو بار پڑھ رہا ہوں اور وجد کر رہا ہوں خوشامد میرا شیوہ نہیں ہے جو ان غزلوں کی حقیقت
میری نظر میں ہے وہ مجھ سے سن لیجیے اور میرے داد دینے کی داد دیجیے مولانا قلق نے متقدمین
یعنی امیر خسرو و سعدی و جامی کی روش کو سر حد کمال کو پہونچایا ہے اور میرے قبلہ و کعبہ مولانا شفق
اور مولانا ہاشمی اور مولانا عسکری متاخرین یعنی صائب و کلیم و قدسی کے انداز کو آسمان پر پہنچاتے
ہیں اور تکلف اور تملق سے کہتا ہوں تو مجھکو ایمان نصیب نہو یہ جو آپ اپنے کلام کے حک و
اصلاح کے واسطے مجھ سے فرماتے ہیں یہ آپ میری آبرو بڑھاتے ہیں کوئی بات بیجا ہو یا کوئی لفظ
ناروا ہو تو بحسب حکم بجا لاؤں زیادہ حد ادب ۔

۳۴ | ۵۴ ۔ نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

قبلہ و کعبہ کیا لکھوں امور نفسانی میں اضداد کا جمع ہونا محالات عادیہ میں سے ہے کیونکر
ہو سکے کہ ایک وقت خاص میں ایک امر خاص موجب انشراح کا بھی ہو اور باعث انقباض کا بھی ہو

یہ بات مین نے آپ کے اس خط مین پائی کہ اسکو پڑھ کر خوش بھی ہوا اور غمگین بھی ہوا سبحان اللہ اکثر
امور مین تم کو اپنا ہم طالع پاتا ہون عزیزون کی ستم کشی اور رشتہ دارون سے ناخوشی میرا ہمقوم تو
سراسر قلمرو ہند مین نہین سمرقند مین دو چار یا دشت خفچاق مین سو دو سو ہونگے مگر ہان اقربا سے
پانچ برس کی عمر سے اُن کے دام مین اسیر ہون اکسٹھ برس ستم اُٹھائے ہین شعر گر دہم شرح
ستمہاے عزیزان غالب ۞ رسم امید ہمانا زجہان برخیزد ۞ نہ تم میری خبر لے سکتے ہو نہ مین
تم کو مدد دے سکتا ہون اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہون ساحل نزدیک ہے دو ہاتھ لگائے
اور بیڑا پار ہے بیت عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ ۞ مر گئے پر دیکھیے دکھلائین کیا ۞ یہ بھی تو پوچھو کہ
آپ کے خط کا جواب اتنی جلد کیون لکھا یعنی کم و بیش مہینا بھر کے بعد کیا کرون شاہ اسرار الحق
کو آپکا اور حافظ نظام الدین صاحب کا خط بھجوا دیا ہفتہ بھر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب بھیجتا ہون
دس بارہ دن ہوئے کہ حضرت خود تشریف لائے جواب آپ کے اور حافظ جی کے خط کا مانگا کہا کہ
کل بھیجدونگا اس واقعہ کو آج قریب دو ہفتہ کے عرصہ ہوا ناچار اُنکے جواب سے قطع نظر کر کے
آپکو یہ چند سطرین لکھین شعر از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ۞ اِنّی رَأیتُ دَھراً فی ھجرک القیامۃ
حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہیئے گا اور یہ خط اُنکو پڑھوا دیجئے گا جناب منشی نادر حسین خان
صاحب کو میرا سلام پہونچے اگرچہ آپ مبتلاے رنج و الم ہین مگر یہ شرف کیا کم ہے کہ انور الدولہ کے
ہمدرد ہو مورد ستمہاے روزگار رہونا شرافت والے کی دلیل ہے ساطع اور برہان ہے قاطع
حضرت بہت دن سے جناب میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین اُنکے تخلص نے مجکو
حیران کر رکھا ہے یعنی قلق مین مبتلا ہون آپ اُن کا حال لکھئے خواجہ اسمٰعیل خان صاحب کہان
ہین اور کسطرح ہین سُنیئے قبلہ من ہین تو آپ سے شاہ انوار الحق کے خط کے جواب کا طالب نہین ہون کہ
آپ اُنکے خط کے حاصل ہونیکے انتظار مین مجکو خط نہ لکھ سکین منتظر ہون تاکہ اپنے خط کا جواب جلد پاؤن

۳۳ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

ناوکِ بیدادِ نگاہِ حسرت پیرِ خرفت یعنی غالب آداب بجا لاتا ہے نوازشنامہ کو دیکھ کر جانا کہ میں نے
کرے چند کے شعر پر خطِ بطلان کھینچ دیا ہے تو کوئی گمان نہ کرے گا کہ میں کمربند نہیں جانتا معہذا
وہاں پہلے مصرعہ میں اگر معنی کمربند فرض کیجیے تو بھی تو شعر کاٹ ڈالنے کے قابل نہیں قصد
کرکے بیٹھا تھا کہ اس شعر پر صاد کر دوں گا خدا جانے قلم سے خط کیونکر کھنچ گیا اب حواس بجا نہیں حافظہ
رہا نہیں اکثر الفاظ بے قصد لکھ جاتا ہوں ستر برس کی عمر ہوئی کہاں تک خرافت نہ آئے اس شعر
کا گنہگار اور حضرت سے شرمسار ہوں معاف کیجئے زیادہ حدِ ادب ۔

۳۳۶ ۸۳۔ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

کیونکر کہوں میں دیوانہ نہیں ہوں ہاں اتنے ہوش باقی ہیں کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا
ہوں واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلۂ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہوں نہ القاب نہ آداب نہ بندگی نہ
تسلیم بس غالب ہم سمجھے کہتے ہیں بہت سا صحبت نشیں آئی ایاز قدرِ خود بشناس مانا کہ تو نے
اکہتر برس کے بعد رات کو دو لون حسینا کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کر رہا ہوں مگر یہ تحریر
کی کیا روش ہے پہلے القاب لکھ پھر بندگی عرض کر پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھ پھر عنایت نامہ کے
آنے کا شکر ادا کر اور یہ لکھ کہ جو میں تصور کر رہا تھا وہ ہوا یعنی جس دن صبح کو میں نے خط بھیجا اسی
دن آخر روز حضور کا فرمان پہنچا معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیگی
موسم اچھا آگیا ہے شعر گرمی از آب برون رفت و حرارت ز ہوا ؎ محمل مہر جہانتاب بمیزان آمد
اگر صرف تبرید و تعدیل سے کام نکل جائے تو کیا کہنا ورنہ بحسب رائے طبیب تنقیہ کرائیے مجکو بھی
آج دسواں منضج ہے پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا شب کو ناگاہ ایک زمین نئی خیال میں
آئی طبیعت نے راہ دی غزل تمام کی اسی وقت سے یہ خیال میں تھا کہ کب صبح ہو اور
کب یہ غزل نواب صاحب کو بھیجوں تاکہ آپ پسند کریں اور میرے قبلہ جناب میر امجد علی صاحب
کو سنادیں اور میرے شفیق منشی نادر حسین خان صاحب اور انکے بھائی صاحب اسکو پڑھیں پروردگارا
اس مجمع کو سلامت رکھیو ۔ غزل ۔ ذوقی بنوآئینی بازم بخروش آمد ۔ خونابۂ شبخونی بر بنگہ ہوش آمد

گر خود بچکید از سر از دیدہ فرو بارش ۞ دل خون کن و آن خون را در سینہ بجوش آور ۞ تا ہمدم فرزانہ
دانی رہ ویرانہ ۞ شمعی کہ نخواہد شد از باد خموش آور ۞ شورابہ این وادی تلخ ست اگر آیی ۞ از شہر
بسوی من سرچشمۂ نوش آور ۞ دانم کہ ز ری داری ہر جا گذری داری ۞ می گیر ز سلطان از بادہ
فروش آور ۞ گر می بکدو ریزد بر کف نہ و راہی شو ۞ ور شہ بسبو بخشد بردار و بدوش آور ۞ ریحان و دراز
مینا رامش چکد از قلقل ۞ آن ہمرہ چشم افگن وین از پے گوش آور ۞ گاہی بسکہ مستی زان بادۂ
زخونشیم برشو گاہے بسبہ مستی از نغمہ بہوش آور ۞ غالب کہ بقا بیش باد ہم پاے اگر ناید ۞ بارے غزلی
فردے زان موئنہ پوش آور ۞ -

۳۹- نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

للہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت ہے پہلے نوازشنامہ کا جواب باآنکہ وہ
مشتمل ایک سوال پر تھا ہنوز نہین لکھنے پایا کہ کل ایک اور مکرمت نامہ آیا بندہ عرض کر چکا ہے کہ
مسہل مین ہون چنانچہ کل میرا مسہل ہوگا اس سبب سے اس توقیع کا پاسخ نگار نہو سکا تھا اور لکھتا بھی
تو یہی لکھتا جو آپ نے لکھا ہے ارنی کی رے کی حرکت و سکون کے باب مین قول فیصل یہی ہے جو حضرت
نے لکھا ہے اگر تقطیع شعر مساعدت کرے اور ارنی بروزن ہمی گنجایش پائے تو نعم الاتفاق ورنہ
قاعدہ تصرف مقتضی جواز ہے مرزا عبدالقادر بیدل شعر چو رمی بطور ہمت ارنی مگو و بگذر ۞ نیرزد این تمنا
بجواب لن ترانی ۞ اسد اللہ بیگ غالب شعر رفت آنکہ باز حسن مدارا طلب کنیم ۞ سر رشتہ در کف
ارنی گوے طور بود ۞ زوائد سے فارغ ہو کر عرض کرتا ہون کہ ہاے کیا غزل لکھی ہے قبلہ آپ فارسی
کیون نہین کہا کرتے کیا پاکیزہ زبان ہے اور کیا طرز بیان کیا مین سخن ناشناس اور نا انصاف
ہون کہ ایسے کلام کی حک و اصلاح پر جرأت کرون ع چہ حاجت ست مشاطہ روی زیبا را ۞ ہان ایک
جگہ آپ تحریر مین سہو کر گئے ہین مصرعہ اے مطرب جادو فن بازم رہ ہوش زن ۞ دو میم آ پڑے
ہین ایک میم محض بیکار ہے دیگر کی جگہ آپ بازم لکھ گئے ہین ع اے مطرب جادو فن دیگر رہ
ہوش زن ۞ اب دیکھیے اور صاحبون کی غزلین کب آتی ہین انشاء اللہ عنایت فرمائیے گا کہ

ہر صاحب کے تخلص کے ساتھ اُن کا اسم مبارک اور کچھ حال رقم کیجیے گا زیادہ حد ادب

۳۷ | ۴۰ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد یہ خط لکھنا نہیں ہے باتیں کرنی ہیں اور یہی سبب ہے کہ میں القاب و آداب نہیں لکھتا خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر میں بدر الدین علی خان کا نظیر نہیں پس مہر اور کون کھود سکیگا ناچار میں نے آپکا نوازشنامہ جو میرے نام تھا وہ اُن کے پاس بھیجدیا اُنھوں نے رقعہ میرے نام کا آج بھیجا مسودہ رقعہ حضرت کی خدمت میں بھیجتا ہوں میں نہیں سمجھتا کہ قسم دوم کیھراج کی کیا ہے آپ اسکو سمجھے ہیں اور نگین باحتیاط ارسال فرمادیں روپیہ کے بھیجنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے جب میں عرض کروں تب بھیجیے گا تعجب ہے کہ جناب میر امجد علی صاحب قلق کا اس خط میں سلام نہ تھا متوقع ہوں کہ چھاپہ کے قصیدے اُنکو سنائے جاویں اور میری بندگی کہی جاوے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام بصدق ہزار اشتیاق پہونچے۔

۳۸ | ۴۱ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

قبلہ و کعبہ وہ عنایت نامہ جس میں حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی تھی پڑھ کر بے چین ہو گیا ہوں اور عرض کر چکا ہوں کہ مزاج کا حال مفصل لکھیے چونکہ آپ نے کچھ لکھا تو اور زیادہ مشوش ہوں نسخہ رفع تشویش یعنی شفقت نامہ جلد بھیجیے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں حضرت میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں متوقع ہوں کہ ان دونوں صاحبوں کی خدمت میں میرا سلام پہونچے اور آپ اُنکی خیر و عافیت لکھیں کبوتروں کا نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا بجنسہ ارسال کرتا ہوں آپکو معلوم ہوگا کہ میرن صاحب نے انتقال کیا یہ چھوٹے بھائی تھے مجتہد العصر لکھنؤ کے نام اُنکا سید حسین اور خطاب سید العلما نقش نگین میر حسین ابن علی میں نے انکی رحلت کی ایک تاریخ پائی اسمیں پانچ بڑھتے تھے یعنی ۱۲۷۸ ہوتے تھے تخرجہ بھی روش کا میرے خیال میں آیا میں تو جانتا ہوں اچھا ہے دیکھوں آپ پسند فرماتے ہیں یا نہیں قطعہ حسین ابن علی آبروئے علم و عمل ٭ کہ سید العلما نقش خاتمش لبودی

نماند و ماندی اگر زندہ پنج سال دگر ۔ غم حسین علی سال ماتمش بودی ۔ زیادہ حد ادب۔

۴۲ - نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد معاف کیجیے گا ۔ میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال ۔ یہاں کبھی کسی نے اس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہیں کی کہ جس سے استبعاد اور استعجاب پایا جائے ۔ پرسش کے بعد بھی کوئی نئی بات نہیں سنی ۔ سنیے تو سہی موسم کیا ہے گرمی جاڑا برسات میں فصلیں اگلی ۔ تگرگ باری علاوہ ایک بحر روان کی حقیقت متغیر ہو جائے تو محل استعجاب کیوں ہو ۔ اور یہ بات کہ دلی میں تغیر ہوا اور پورب میں ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں جمنا بانفراد بہ رہی ہے اور وہاں کہیں کوئی اور ندی کہیں گنگا باہم مل گئی ہیں مجمع البحار ہے ۔ حضرت نے خوب وکالت کی مولانا تغلق سے تقصیر میری معاف نہ کروائی کہہ دو گے کہ گناہ معاف ہو گیا میں بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانوں گا ۔ یہ دن مجھ پر ایسے گزرتے ہیں میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے پانی پینے والے جانوروں کا خصوصاً اس موسم میں کہ غم و ہم کا ہجوم ہے ۔ شعر ۔ آتش دوزخ میں یہ گرمی کہاں ۔ سوز غمہائے نہانی اور ہے ۔

۴۳ - نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

حضرت پیر و مرشد اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہاں فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو میں کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجا لاؤ ۔ خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انورالدولہ کا خط لایا ۔ مصرعہ ۔ اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ۔ منہ پیٹتا ہوں اور سر پٹکتا ہوں کہ جو کچھ لکھنا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا ہوں ۔ الٰہی حیات جاودانی نہیں مانگتا ۔ پہلے انورالدولہ سے ملکر سرگذشت بیان کروں پھر اسکے بعد مروں ۔ روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب تلف المال خلف العمر عمر فزا ہے ۔ جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اسکو عمر کی قیمت جانئے اور ثبات ذات و بقائے عرض و ناموس کو غنیمت جانئے ۔ اللہ تعالیٰ حضرت وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تا قیامت رکھے ۔ میں نے گیارھویں مئی ۱۸۵۷ء سے اکتیسویں جولائی ۱۸۵۸ء تک کی روداد نثر میں بعبارت فارسی نا آمیختہ بعربی لکھی ہے اور وہ پندرہ سطر کے سطرے

چار جز کی کتاب آگرہ کے مطبع مفید الاخلاق مین چھپنے کو گئی ہے دستنبو اسکا نام رکھا ہے اور اسمین صرف اپنی سرگذشت اور اپنے مشاہدہ کے بیان سے کام رکھا ہے بعد چھپ جانے کے وہ نسخہ حضرت کی نظر سے گزرانونگا اور اسکے بہم پہنچنے اور بہر بانی جانونگا جناب سید احمد علی صاحب کا جو آپ کے خط مین ذکر نہین آیا ہے تو اس خیرخواہ احباب کا دل گھبرایا ہے اب کے خط لکھئے تو اُن کی خیر و عافیت بہر نمط لکھیے ہم انکو بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام لکھے

۲۱	۴۴ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام	

پیر و مرشد ایک نوازشنامہ آیا اور دستنبو کے پہنچنے کا مژدہ پایا اسکا جواب یہی ہے کہ کارپردازان ڈاک کا احسان مانو اور اپنی محنت کا رائگان نہ جانا یقین جانو چند روز کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہونچا گویا ساغر التفات کا دوسرا دور پہونچا اب ضرور آ پڑا کہ کچھ حال اس ستارۂ دُم دار کا لکھون چنانچہ جسوقت سے وہ خط پڑھا ہے سوچ رہا ہون کہ کیا لکھون چونکہ بسبب فقدان رسایل یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہین کہا جاتا ہے ناچار مرزا صائب کا مصرعہ زبان پر آ جاتا ہے مصرعہ ازین ستارۂ دنبالہ دار است ہم ؎ یہ مطلع ہے اور پہلا یہ مصرعہ ہے ع زخال گوشۂ ابروی یار میترسم کیا آپ مجکو بے ہنری اور بے خبری مین صاحبِ کمال نہین جانتے اور اس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہین جانتے بیتش بلا طبیب و بیتش طبیب بلا بیتش ہیچ ہر دو بیتش ہر دو ہیچ آرائش مضامین شعر کے واسطے کچھ تصوف کچھ نجوم لگا رکھا ہے ورنہ سوا سے موزونی طبع کے یہان اور کیا رکھا ہے بہر حال علم نجوم کے قاعدہ کے موافق جب زمانہ کے مزاج مین فساد کی صورتین پیدا ہوتی ہین تب سطح فلک پر یہ شکلین دکھائی دیتی ہین جس برج مین یہ نظر آئے اسکا درجہ و دقیقہ دیکھتے ہین پھر دور زمانہ کا طور اور طریقہ دیکھتے ہین ہر طرح کی چال ڈال لیتے ہین تب ایک حکم نکال لیتے ہین شاہجہان آباد مین بعد غروب آفتاب اُفق غربی شہر پر نظر آتا تھا اور چونکہ اُن دنون مین آفتاب اول میزان مین تھا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت عقرب مین ہے درجہ اور دقیقہ کی حقیقت نامعلوم تھی بیستادن شہر مین اس ستارہ کی دھوم رہی اب دس بارہ دن سے نظر نہین آتا وہان شاید

اب نظر آیا ہے جو آپ نے اسکا حال پوچھا ہے پس مین اتنا جانتا ہون کہ یہ صورتین قہر الٰہی کی
ہین اور دلیلین ملک کی تباہی کی قران النحسین پھر کسوف پھر خسوف پھر یہ صورت پر کدورت نعوذ باللہ
پناہ بخدا ایمان پہلی نومبر کو بدھ کے دن حسب الحکم حکّام کوچہ و بازار مین روشنی ہوئی اور سب کو کمپنی
کا ٹھیکہ ٹوٹ جانا اور قلمرو ہند کا پادشاہی عمل مین آنا سنایا گیا نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر
کو ملکۂ معظمۂ انگلستان نے فرزند ارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سے نائب اور ہندوستان
کا حاکم کیا مین تو قصیدہ اس تہنیت مین پہلے ہی لکھ چکا ہون چنانچہ بشمول
دستنبو نظر انور سے گزرا ہوگا شعر تا نہال دوستی کے بر دہد ❊ حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم
اللہ اللہ اللہ۔

۴۳

۴۵ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب تتمۂ غلطنامۂ قاطع برہان کو بھیجے ہوئے تین دن اور آپ کی خیر و عافیت
مولوی حافظ عزیز الدین کی زبانی سُنے ہوئے دو دن ہوئے تھے کہ کل آپکا نوازشنامہ پہونچا قاطع
برہان کے پہونچنے سے اطلاع پائی معتقدان برہان قاطع برچھیان اور تلوارین پکڑ پکڑ کے اُٹھ
کھڑے ہوئے ہین ہنوز دو اعتراض مجھہ تک پہونچے ہین ایک تو یہ کہ قاطع برہان غلط ہے یعنی یہ ترکیب
خلاف قاعدہ ہے کلام قطع کیا جاتا ہے برہان قاطع نہین ہوسکتی لو صاحب برہان قاطع صحیح اور
قاطع برہان غلط مگر برہان قاطع کی فاعل ہوسکتی ہے اور قطع کا فعل آپ نہین قبول کرتی قاطع برہان
مین جو برہان کا لفظ ہے یہ مخفف برہان قاطع ہے برہان قاطع کی رد کو قطع سمجھ کر قاطع برہان نام رکھا
تو کیا گناہ ہوا دوسرا ایراد یہ ہے کہ مصرعہ با انگلستان ستیز بیجا ❊ انگلش کا نون تلفظ مین نہین
آتا مین پوچھتا ہون کہ خدا کے واسطے انگلس اور انگریز کا نون با علان کسان ہے اور اگر
ہے بھی تو ضرورت شعر کے واسطے لغات عربی مین سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہین اور اگر انگلس
کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا وہ ورق چھاپے کا جو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اُسکو
غلطنامہ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بند ہوا لیجیے گا حضرت کیون آپ نے مراسلہ اور میرے مکتوب کا

حال پوچھا مصرعہ اینہم کہ جوابی ننوشیند جواب است سمجھ لو اور چپ رہو میں نے مانا جسکو تمنے لکھا ہے وہ لکھیگا کہ میں نے مختار سے پوچھا اُسنے یوں کہا پھر میں نے یوں کہا اب یہ بات قرار پائی ہے تو اس تقریر کو حضرت ہی یاد رکھینگے فقیر کبھی نہ مانیگا ایک حکایت سنو امجد علی شاہ کی سلطنت کے آغاز میں ایک صاحب میرے ہم آشنا یعنی خدا جانے کہاں کے رہنے والے کسی زمانہ میں وارد اکبرآباد ہوئے تھے کبھی کبھی میں کے تحصیلدار بھی ہو گئے تھے زبان آور اور چالاک اکبرآباد میں نوکری کی جستجو کی کہیں کچھ نہوا میرے یہاں دو ایک بار آئے تھے پھر وہ خدا جانے کہاں گئے کہیں - دلّی آرہا کم و بیش بیس برس گئے ہونگے امجد علی شاہ کے عہد میں اُنکا خط ناگاہ مجکو بسبیل ڈاک آیا چونکہ اُن دنوں میں دماغ تندرست اور حافظہ برقرار تھا میں جانا کہ یہ وہی بزرگ ہیں خط میں مجکو پہلے یہ مصرعہ لکھا مصرعہ -
از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ٭ آپ سے جدا ہو کر بیس برس آوارہ پھرا اپنے پورب میں نوکر ہو گیا وہاں سے دو برس کے بعد کہاں گیا اور کیا کیا اب لکھنؤ میں آیا ہوں وزیر سے ملا ہوں بہت عنایت کرتے ہیں بادشاہ کی ملازمت انھیں کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے بادشاہ نے خانی اور بہادری کا خطاب دیا ہے صاحبوں میں نام لکھا ہے مشاہرہ ابھی قرار نہیں پایا وزیر کو میں نے آپکا بہت مشتاق کیا ہے اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح میں اور عرضی یا خط جو مناسب جانیں وزیر کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجدیجئے گا تو بیشک بادشاہ آپ کو بلائیں گے اور وزیر کا خط فرمان طلب آپ کو پہونچیگا میں نے اسی عرصے میں ایک قصیدہ لکھا تھا جسکی بیت اسم یہ ہے -
آغاز قصیدہ - امجد علی شہ آنکہ بذوق دعاے او ٭ صدرہ نماز صبح قضا کرد روزگار ٭ الخ
متردد تھا کہ کسکی معرفت بھیجوں توکلت علی اللہ بھیج دیا رسید آگئی صرف پھر دو ہفتہ کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر تک پہونچا وزیر پڑھ کر بہت خوش ہوا آیا میں شایستہ پیش کرنے کا وعدہ کیا میں متوقع ہوں کہ میاں بدرالدین مہرکن سے میری مہر خطابی کہدوا کر بھیجدیجئے چاندی کا نگینہ مربع اور قلم جلی فقیر نے سرانجام کرکے بھیجدیا رسید آئی اور قصیدہ کی بادشاہ تک گزرنے کی نوید بھی پھر دو مہینے تک اُدھر سے کوئی خط نہ آیا میں نے جو خط بھیجا اُلٹا پھر آیا ڈاک کا یہ توقیع کہ مکتوب الیہ

خیر اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جاے باسی کڑھی مین اُبال کیون آے بندگی بیچارگی پانچ
لشکر کا حملہ پے بہ پے اس شہر پہ ہوا پہلا باغیون کا لشکر اُسمین اہل شہر کا اعتبار لٹا دوسرا لشکر خاکیون
کا اُسمین جان و مال و ناموس و مکان و مکین و آسمان و زمین و آثار ہستی سراسر لٹ گئے تیسرا لشکر کال
کا اُسمین ہزارہا آدمی بھوکے مرے چوتھا لشکر ہیضہ کا اُسمین بہت سے پیٹ بھرے مرے پانچوان
لشکر تپ کا اُسمین تاب و طاقت عموماً لٹ گئی مرے آدمی کم لیکن جسکو تپ آئی اُسنے اعضا مین
طاقت نہ پائی ابتک اس لشکر نے شہر سے کوچ نہین کیا میرے گھر مین دو آدمی تپ مین مبتلا ہین
ایک بڑا لڑکا اور ایک میرا داروغہ خدا ان دونون کو جلد صحت دے برسات یہان بھی اچھی ہوئی
ہے لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس مین زمیندار خوش کھیتیان تیار ہو مین خریف کا بیڑا پار
ہے ربیع کے واسطے پوہ ماہ مین مینھ درکار ہے کتاب کا پارسل پرسون ارسال کیا جائیگا آہا ہا ہا جناب
حافظ محمد بخش صاحب میری بندگی مغل علی خان غدر سے کچھ دن پہلے مستسقی ہو کر مر گئے
سہے ہے کیونکر لکھون حکیم رضی الدین خان کو قتل عام مین ایک خاکی نے گولی ماردی اور احمد حسین
خان چھوٹے بھائی بھی اُسی دن مارے گئے طالع یار خان کے دونون بیٹے ٹونک سے رخصت
آئے تھے غدر کے سبب جا نہ سکے یہین رہے بعد فتح دہلی دونون بے گناہون کو پھانسی ملی
طالع یار خان ٹونک مین ہین زندہ ہین پر یقین ہے کہ مردہ سے بدتر ہونگے میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی
حال صاحبزادہ میان نظام الدین کا یہ ہے کہ جہان سب کا بر شہر کے بھاگے تھے وہان وہ بھی بھاگ
گئے تھے بڑودہ مین رہے اورنگ آباد مین رہے حیدرآباد مین رہے سال گذشتہ یعنی جاڑون مین
یہان آئے سرکار سے اُنکی صفائی ہوگئی لیکن صرف جان بخشی روس الدولہ کا مدرسہ عقب کوتوالی
چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جس مین مغل علی خان مرحوم رہتے تھے وہ اور خواجہ صاحب
کی حویلی یہ املاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد میان نظام الدین
کی قرار پاکر ضبط ہوئی اور نیلام ہو کر روپیہ سرکار مین داخل ہوگیا ہان قاسم جان کی حویلی جسکے
کاغذ میان نظام الدین کی والدہ کے نام ہین وہ اُن کو یعنی میان نظام الدین کی والدہ کو ملگئی

ہے فی الحال میان نظام الدین پاک پٹن گئے ہین شاید بہاولپور بھی جاوینگے ۔

۴۴ | ۴۷ نواب انوار الدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

خداوند نعمت اشرف انور نامہ پہونچا شاہ اسرار الحق کے نام کا مکتوب اُنکی خدمت مین بھیج
دیا گیا جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہین اگر جواب بھجوا دینگے تو جناب مین
ارسال کیا جائیگا قصیدہ کو بار ہا دیکھا اور غور کی جس طور پر ہے اسمین گنجایش اصلاح کی نہ پائی
یعنی لفظ کی جگہہ لفظ مرادف بالمعنی لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہے ورنہ کوئی لفظ ایسا مہمل اور بے موقع
نہین کوئی ترکیب فارسی ٹکسال باہر نہین مگر ہان طرز گفتار کا بدلنا اُس کے واسطے چاہیئے
دوسرا قصیدہ اس زمین مین ایک اور لکھنا اور وہ تکلف بارد ہے بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور بھی
نہو پس شرم کم خدمتی سے دل ریش اور فرط خجالت سے سر درپیش ہوکر قصیدہ کو اس لفافہ مین
بھیجتا ہون خدا کرے مورد عتاب نہون غلہ کی گرانی آفت آسمانی امراض دموی بلاے جانی
انواع و اقسام کے اورام و بثور شایع چارہ ناسود مند اور سعی ضایع مین نہین جانتا کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ع
کو پہر دن چڑھے وہ فوج باغی میرٹھ سے دلی آئی تھی یا خود قہر الٰہی کا پے درپے نزول ہوا تھا بلکہ
خصوصیت دلی ممتاز ہے ورنہ سرتاسر قلمرو ہند مین فتنہ و بلا کا دروازہ باز ہے انا لصمد و انا الیہ راجعون
جناب میر مجد علی صاحب کو بندگی جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام ۔

۴۵ | ۴۸ نواب انوار الدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیرو مرشد مین آپکا فرمان پذیر اور آپکا حکم بطیب خاطر بجا لانے والا ہون مگر سمجہہ تو لون کہ کیا
لکھون وہ مکتوب کہان بھیجون آپکے پاس بھیج دون یا اُنھین منشی صاحب کے پاس بھیج دون اور
وسیم الدین و ظہیر الدین کو منشی میر شیخ خواجہ کیا کرکے لکھون دو حاکم کی راے کے شمول کا قیدی
اور اس زمانہ مین سیکڑون جزیرہ نشین رہائی پاکر اپنے اپنے گہر آگئے یا انہنہ منشی کو کیا اختیار ہے کہ
وہ چہوڑ دے یہ آپکی تحریر سے معلوم نہین ہوتا کہ اب حکم منحصر اس مین ہے کہ قیدی دریاے شور کو
نجاوے اور یہ ہمین محبوس رہے یا یہ منظور ہے کہ جزیرہ کو بھی نہ جاوے اور یہان کی قید سے بھی

رہائی پائی خواہش کیا ہے اور کارپردازی کس طرح کی اعانت چاہوں پہلے تو یہ سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں پھر جو کچھ لکھوں اسکو کہاں بھیجوں طریق تو یہ ہے کہ میاں امیرالدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب کے پاس جائیں اور بذریعہ اس خط کے روشناس ہوں مین کیا جانوں کہ امیرالدین کا مسکن کہاں ہے منشی صاحب کو خط بھیجدوں اُنکے نزدیک احمق ہوں کہ کس امر موہوم مجہول مین مجکو لکھا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اُس خط کو پڑھکر تفحص کریں کہ امیرالدین کون ہے اور کہاں ہے اور کیا چاہتا ہے بہرحال اس خط کے ساتھ ایک اور لفافہ آپ کے نام کا روانہ کرتا ہوں اس میں صرف ایک خط موسومۂ منشی صاحب ہے کھلا ہوا اُسکو پڑھکر میاں امیرالدین کے پاس بھیجدیجیے گا اگر گوند لگا کر اور یہ منظور ہو تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کے خط کا مسودہ لکھکر میرے پاس بھیجیے اور لکھ بھیجیے کہ اُس مسودہ کو صاف کرکے کہاں بھیجوں۔

۴۹ - نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد شب رفتہ کو مینہ خوب برسا ہوا مین فرط برودت سے گزند پیدا ہو گیا اب صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی بے گزند چل رہی ہے ابر تنک محیط ہے آفتاب نکلا ہے پر نظر نہین آتا ہے مین عالم تصور مین آپ کو مسند عز و جاہ پر جانشین اور منشی نادر حسین خان صاحب کو آپکا جلیس مشاہدہ کرکے آپ کی جناب مین کورنش بجالاتا ہوں اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہوں کافر نعمت ہو جاؤں اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤں حضرت نے اور منشی صاحب نے میری خاطر سے کیا زحمت اٹھائی ہے بھائی صاحب بہت خوشنود ہوکے منت پذیری مین میری شریک غالب این فی الحال بتوسط میرے سلام نیاز عرض کرتے ہین اغلب ہے کہ نامہ جداگانہ بھی ارسال کرین حضرت آپ غالب کی شرارتین دیکھتے ہین سب کچھ کہے جاتا ہے اور اس اصل کا جسپر یہ مراتب متفرع ہوں ذکر نہین کرتا فقیر کو تو یہ طرز پسند نہ آئی مطلب اصلی کو مقدر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے یوں لکھنا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ اور اُسکے ساتھ نسب نامۂ خاندان مجد و علا کا پارسل پہونچا مین ممنون ہوا نواب ضیاءالدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئے

جناب عالی مین تو غالب ہرزہ سرا کا معتقد نہ رہا آپ نے اُسکو صاحب ہنر کہا ہے اس سے اسکا دماغ چل گیا ہے قبلہ وکعبہ کیا جناب مولانا قلق کہین حضرت شفیق سے جو غالب کی شفاعت کی تھی وہ مقبول ہوئی اب جناب ہاشمی کو اپنا ہمزبان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہین آپکی بات اس باب مین کبھی نہ مانون گا جبتک سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ بھجوا دیجئے گا اس سارٹیفکٹ کے حصول مین رشوت دینے کو بھی مین موجود ہون والسلام۔

۴۷ | ۵۰ - نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد کورنش مزاج اقدس الحمد للہ تو اچھا ہے حضرت دعا کرتا ہون پرسون آپ کا خط مع سارٹیفکٹ کے پہونچا آپ کو مبدا فیاض سے اشرف الوکلا خطاب ملا تہنیت نامہ بھیجتا نہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیئے ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے محلہ کے خطوط پہونچاتا ہے ان دنون مین ایسا بنیا پڑھا لکھا حرف شناس کوئی فلان ناتھ یا ڈھمک داس ہین بالا خانے پر رہتا ہون حویلی مین آکر اُسنے داروغہ کو خط دیا اور اُسنے خط دیکر مجھسے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو آپ کو جیسا کہ دلی کے بادشاہ نے نوابی کا خطاب دیا تھا اب کالپی سے خطاب کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہے سرنامہ کو غور سے دیکھا کہین قبل از اسم مخدوم نیاز کیشان لکھا تھا اُس قرم ساق نے اور الفاظ سے قطع نظر کر کے کیشان کو کپتان پڑھا بھائی ضیاء الدین خان صاحب شملہ گئے ہوئے ہین شاید آخر ماہ حال یعنی جولائی یا اول ماہ آیندہ یعنی اگست یہان آجائین آپ کو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہون آپ نواب صاحب سے کتاب کیون مانگین اور زحمت کیون اُٹھائین جسقدر کہ علم اُنکو اس خاندان مسیحا نشان کے حال پر حاصل ہو گیا ہے کافی ہے مولانا قلق کے نام سے عرضی اُنکو پہونچا دیجئے گا اور جناب نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام فرما دیجئے گا۔

۴۹ | ۵۱ - مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام

بھائی تم کیا فرماتے ہو جان بوجھکر انجان بنے جاتے ہو واقعی غدر مین میرا گھر نہین

لٹا مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا ہان بھائی ضیاء الدین خان صاحب اور ناظر حسین مرزا صاحب ہندی اور فارسی نظم اور نثر کے مسودات مجھسے لیکر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے سو اُن دونون گھرون پر جھاڑو پھر گئی نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا پھر اب مین اپنا کلام کہان سے لاؤن ہان تمکو اطلاع دیتا ہون کہ مئی کی گیارھوین ۱۸۵۷ء سے جولائی کی اکتسوین ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا اپنا حال مین نے نثر مین لکھا ہے اور وہ نثر فارسی زبان قدیم مین ہے کہ جسمین کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک قصیدہ فارسی متعارف عربی اور فارسی ملی ہوئی زبان مین حضرت فلک رفعت جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی ستایش مین اُس نثر کے ساتھ شامل ہے یہ کتاب مطبع مفید خلایق آگرے مین منشی نبی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ مہر اور منشی ہرگوپال تفتہ کے اہتمام مین چھاپی گئی ہے فی الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا اسکے سوا اور کہین نہین اگر جناب منشی امیر علی خان صاحب میرے کلام کے مشتاق ہین تو یہ نسخہ موسوم بہ دستنبو مطبع مفید خلائق مین سے منگالین اور ملاحظہ فرمائین -

۵۰	۵۲ - مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام	

میان کل زین العابدین فوق کا خط مع اشعار کے ٹکٹ دار لفافہ کے اندر رکھکر بسبیل ڈاک بھجوا دیا ہے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو مین نے جواب لکھا تیسرے پہر کو روانہ کیا موتیون کا جھمکا البتہ بہت مناسب ہے خیر موتیون کا تو الجھی سہی حافظ کے شعر کی حقیقت جب سمجھوگے جب قواعد مقررۂ اہل سخن دریافت کرلوگے قاعدہ یہ ہے کہ اگر مطلع مین یا اور اشعار مین قصیدہ کی احتیاط آپڑے اور اُسکی اطلاع ایک شعر مین کردین تو وہ عیب جاتا رہتا ہے جیسا کہ اُستاد کا قطعہ ہے اُسمین لب جو و غیرہ لب جو کا لب جو قافیہ ہے اور شعر اخیر قطعہ کا یہ ہے شعر غلط کردم درین معنی کہ گفتم زنخدان نگار خویش را سیب ہو حالانکہ صحیح سیب ہے بہا ہے موجدہ شاعر نے اطلاع دی کہ مین نے غلط کیا جو سیب ہو لکھا اسی طرح حافظ فرماتا ہے مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا حاصل اس کا یہ کہ دیکھ کتنا تفاوت ہے ایک جگہ حرف روی ساکن اور ایک جگہ

متحرک مگر یہان ابھی معترض کو گنجایش ہے کہ وہ یہ کہے کہ ہان تفاوت کو ہم بھی جانتے ہین سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت تمنے کیون رکھا اسکا جواب پہلا مصرعہ ہے مصرع صلاح کار کجا و من خراب کجا یعنی حافظ فرماتا ہے کہ مین عاشق زار و دیوانہ ہون صلاح کار سے مجکو کیا کام پورب کے ملک مین جہانتک چلے جاؤ گے تذکیر و تانیث کا جھگڑا بہت پاؤ گے سانس میرے نزدیک مذکر ہے لیکن اگر کوئی مؤنث بولے گا تو مین اسکو منع نہین کرسکتا خود سانس کو مؤنث نہ کہونگا سپھ کو عدوکش کہو اور کمند کو عدو بند سپھ عدو بند نہین ہوسکتی تمکو کہتا ہون کہ تم تلوار کو عدو بند نہ کہو کوئی اور اگر کہے تو اُس سے نہ لڑو زلف کو شبرنگ اور شبگون کہتے ہین شبگیر زلف کی صفت ہرگز نہین ہوسکتی شبگیر اُس سفر کو کہتے ہین کہ پہر چھہ گھڑی رات رہے چلدین نالہ شبگیر آہ و زاری آخر شب کو کہتے ہین زلف شبگیر نہ مسموع نہ معقول سخن کا قافیہ بن بھی درست ہے اور تن بھی جائز ہے یعنی سخن کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے اور اسپر متقدمین اور متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اتفاق ہے قبہ خشخاش پوست کے ڈوڈے کو کہتے ہین اسمین کچھہ تامل نہ چاہیئے تم اپنی تکمیل کی فکر مین رہا کرو زنہار کسی بات پر اعتراض نہ کیا کرو والدعا ۔

۵۳ ۔ میر مہدی کے نام

برخوردار تمھارا خط آیا حال معلوم ہوا مین اس خیال مین تھا کہ اول کچھہ حال معلوم کر لون اور کپتان الگزنڈر کا خط آئے اور مین اُسکو میر سرفراز حسین کے مقدمہ مین لکھہ لون تو اُسوقت تمھارے خط کا جواب لکھون چونکہ آجتک اُنکا خط نہ آیا مین سوچا کہ اگر اسی انتظار مین رہونگا اور خط کا جواب نہ بھیجونگا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھہ الور کا حال سُنا ہے وہ اور کچھہ اپنا حال لکھتا ہون ہرچند مین نے دریافت کرنا چاہا مگر حکیم میر محمود علی کا وہان پہونچنا اور یہ کہ وہان پہونچنے کے بعد کیا طور قرار پایا کچھہ معلوم نہین ہوا صرف خبر واحد ہے کہ اُنکو راؤ راجہ نے صاحب اجنبٹ سے اجازت لیکر بلا لیا ہے کہتے ہین کہ صاحب ایجنٹ الور نے راجہ کے بالغ اور عاقل ہونے کی رپورٹ صدر کو بھیجی ہے کیا عجب ہے کہ ان کا راج اُنکو ملجائے کہتے ہین کہ

رائو راجہ نے اہل خطہ کے فراق کی شکایت حاکم سے کی تھی جواب پایا کہ وہ لوگ مفسد اور بدمعاش ہیں اور تمھاری برادری کے لوگ اُنسے ناخوش ہیں اُنکے آنے میں فساد کا احتمال ہے وہ نہ آنے پائینگے مولانا غالب علیہ الرحمۃ ان دنوں میں بہت خوش ہیں پچاس ساٹھ جزو کی کتاب امیر حمزہ کی داستان اور اسی قدر حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی آگئی ہے سترہ بوتلیں بادۂ ناب کی توشک خانہ میں موجود ہیں دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہیں رات بھر شراب پیا کرتے ہیں بیت

کسے کاین مرادش میسر بود ❊ اگر جم نباشد سکندر بود ❊ امیر سرفراز حسین کو اور میرن صاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کو دعائیں اور دیدار کی آرزو لیکن اہا ہا میرا پیارا میر مہدی آیا آؤ بھائی مزاج تو اچھا ہے بیٹھو یہ رامپور ہے دارالسرور ہے جو لطف یہاں ہے وہ اور کہاں ہے پانی سبحان اللہ شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی اُس کا نام ہے بے شبہ چشمۂ آبِ حیات کی کوئی سوت اُسمیں ملی ہے خیر اگر یوں بھی ہے تو بھائی آبِ حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیرین کہاں ہوگا تمھارا خط پہونچا تردد عبث میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ہے نہ عرف لکھنے کی حاجت نہ محلہ کی حاجت بے وسواس خط بھیج دیا کیجیے اور جواب لیا کیجیے یہاں کا حال سب طرح خوب اور صحت مرغوب ہے اسوقت تک مہمان ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہے لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ہیں اسوقت اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

۵۴ - میر مہدی کے نام	مرح

اے جناب میرن صاحب السلام علیکم حضرت آداب کہو صاحب آج اجازت ہے میر مہدی کے خط کا جواب لکھنے کو حضور میں کیا منع کیا کرتا ہوں میں نے تو یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہوگئے ہیں بخار جاتا رہا ہے صرف پیچش باقی ہے وہ بھی رفع ہو جائیگی میں اپنے ہر خط میں آپکی طرف سے دعا لکھ دیتا ہوں آپ پھر کیوں تکلیف کریں نہیں میرن صاحب اسکے خط کو آئے ہوئے بہت دن ہوئے ہیں وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے حضرت وہ آپکے فرزند ہیں آپ سے

خفا کیا ہونگے بھائی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیون باز رکھتے ہو سبحان اللہ
سبحان اللہ اے لو حضرت آپ تو خط نہین لکھتے اور مجھے فرماتے ہین کہ تو باز رکھتا ہے اچھا تم باز نہین
رکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیون نہین چاہتے کہ مین میر مہدی کو خط لکھون کیا عرض کرون سچ تو یہ ہے کہ جب
آپکا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو مین سنتا اور حظ اٹھاتا اب جو مین وہان نہین ہون تو نہین چاہتا کہ
تمہارا خط جاوے مین اب پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون میری روانگی کے تین دن کے بعد آپ خط شوق
سے لکھیئے گا میان بیٹھو ہوش کی خبر لو تمہارے جانے سے نہ جانے سے مجھے کیا علاقہ مین بوڑھا آدمی
بھولا آدمی تمہاری باتون مین آگیا اور آجتک اُسکو خط نہین لکھا لاحول ولا قوۃ سنو میر مہدی صاحبا میرا
کچھہ گناہ نہین یہ اپنے خط کا جواب لکھو تپ تو دفع ہو گئی پیچش کے رفع ہونے کی خبر شتاب لکھو
پرہیز کا بھی خیال رکھا کرو یہ بڑی بات ہے کہ وہان کچھہ کھانے کو ملتا ہی نہین تمہارا پرہیز اگر ہوگا بھی تو
عصمت بی بی از بے چادری ہوگا حالات یہان کے مفصل میرن صاحب کی زبانی معلوم ہوئے ہونگے
دیکھو بیٹھے ہین کیا جانون حکیم میر اشرف مین اور اُنمین کچھہ کونسل ہو تو رہی ہے پنجشنبہ روانگی کا دن
ٹھہرا تو ہے اگر چل نکلین اور پہونچ جائین تو اُنسے یہ پوچھیو کہ جناب ملکۂ انگلستان کی سالگرہ کی
روشنی کی محفل مین تمہاری کیا گت ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم کیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ
کہ دفتر را گاؤ خورد اس کے معنی کیا ہین پوچھیو اور نہ چھوڑیو جب تک نہ بتائین اُسوقت پہلے تو
آندھی چلی پھر مینہ آیا اب مینہ برس رہا ہے مین خط لکھہ چکا ہون سرنامہ لکھہ کر رکھہ چھوڑونگا جب ترشح
موقوف ہو جائیگا تو کلیان ڈاک کو لیجائیگا میر سرفراز حسین کو دعا پہونچے اللہ اللہ تم پانی پت
کے سلطان العلما اور مجتہد العصر بن گئے کہو وہان کے لوگ تمہین قبلہ و کعبہ کہنے لگے یا نہین
میر نصیر الدین کو دعا کہنا۔

۵۵ - مرزا علاؤ الدین خان کے نام

سنو عالم دو ہین ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و گل حاکم ان دونون عالمون کا وہ ایک
ہے جو خود فرماتا ہے لمن الملک الیوم اور پھر آپ جواب دیتا ہے للہ الواحد القہار ہر چند

قاعدہ عام یہ ہے کہ عالم آب و گل کے مجرم عالم ارواح مین سزا پاتے ہین لیکن یون بھی ہوا ہے کہ
عالم ارواح کے گنہگار کو دنیا مین بھیج کر سزا دیتے ہین چنانچہ ۸ رجب ۱۲۱۲ھ کو مجکو روبکاری کے
واسطے یہان بھیجا ۱۳ برس حوالات مین رہا ۷ رجب ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکم دوام حبس
صادر ہوا ایک بیڑی میرے پاؤن مین ڈال دی اور دلی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اُس زندان
مین ڈال دیا نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا برسون کے بعد مین جیلخانہ مین سے بھاگا تین برس بلاد
شرقیہ مین پھرتا رہا پایانِ کار مجھے کلکتہ سے پکڑ لائے اور پھر اُسی محبس مین بٹھا دیا جب دیکھا کہ
یہ قیدی گریز پا ہے دو ہتکڑیان اور بڑھا دین پاؤن بیڑی سے فگار ہاتھ ہتکڑیون سے زخمدار
مشقت مقرری اور مشکل ہوگئی طاقت یکقلم زائل ہوگئی بیحیا ہون سال گذشتہ بیڑی کو زاویہ
زندان مین چھوڑ مع دونون ہتکڑیون کے بھاگا میرٹھ مرادآباد ہوتا ہوا رامپور پہونچا کچھ دن
کم دو مہینے وہان رہا تھا کہ پھر پکڑ آیا اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگونگا بھاگون گا کیا بھاگنے کی
طاقت بھی تو نہ رہی حکم رہائی دیکھیے کب صادر ہو ایک ضعیف سا احتمال ہے کہ اسی ماہ ذیحجہ ۱۲۷۷ھ
مین چھوٹ جاؤن بہر تقدیر بعد رہائی کے تو آدمی سوا اپنے گھر کے اور کہین نہین جاتا مین
بھی بعد نجات سیدھا عالم ارواح کو چلا جاؤنگا **شعر** فرخ آن روز کہ از خانۂ زندان بروم ؛
سوے شہر خود ازین وادی ویران بروم ؛

نمبر ۵۷ — میر مہدی کے نام

او میان سید زادہ آزادہ دلی کے عاشق دلدادہ ڈھے ہوے اُردو بازار کے رہنے والے
حسد سے لکھنؤ کو بُرا کہنے والے نہ دل مین مہر و آزرم نہ آنکھ مین حیا و شرم نظام الدین ممنون کہان
ذوق کہان مومن خان کہان ایک آزردہ سو خاموش دوسرا غالب وہ خود دمہوش نہ سخنوری
رہی نہ سخندانی کس برتے پر تتا پانی ہاے دلی واے دلی بھاڑ مین جاے دلی سنو صاحب
باقی پت کے رئیسون مین ایک شخص ہین احمد حسین خان ولد سردار خان ولد دلاور خان اور ہان
اُس احمد حسین خان کے غلام حسین خان والد مصاحب خان اس شخص کا حال از روے تحقیق

تشریح اور مفصل لکھو قوم کیا ہے معاش کیا ہے طریق کیا ہے احمد حسین خان کی عمر کیا ہے لیاقت
ذاتی کا کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے بھائی لکھو اور جلد لکھو "

۵۵ | ۵۷ - میر مہدی کے بھائی میر سرفراز حسین کے نام

نور چشم راحت جان میر سرفراز حسین جیتے رہو اور خوش رہو تمھارے دستخطی خط نے
میرے ساتھ وہ کیا جو بوئے پیرہن نے یعقوب کے ساتھ کیا تھا میاں یہ ہم تم بوڑھے ہیں یا جوان
ہیں توانا ہیں یا ناتوان ہیں بڑے بیش قیمت ہیں یعنی بہرحال غنیمت ہیں کوئی جلا بھنا کہتا ہے شعر
یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ ۔ یاد رکھنا فسانہ ہیں ہم لوگ ۔ وہی بالاخانہ ہے اور وہی میں ہوں ۔
سیڑھیوں پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی آئے وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف مرزا آئے وہ میرن
آئے وہ یوسف علی خان آئے مرے ہوؤں کا نام نہیں لیتا بچھڑے ہوؤں میں سے کچھ گنتے ہیں اللہ
اللہ ہزاروں کا میں ماتم دار ہوا میں مروں گا تو مجھکو کون روئیگا سنو غالب رونا پیٹنا کیا کچھ اختلاط
کی باتیں کرو کہو میر سرفراز حسین سے کہ یہ خط میر مہدی کو پڑھوا دو اور میرن صاحب کو بلا لو کل شام
کو یا پرسوں شام کو میر اشرف علی صاحب میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا پرسوں پانی پت
کو جاؤنگا میں نے ان کی زبانی کچھ پیام میرن صاحب کو بھیجا ہے اگر بھول نہ جائینگے پہونچا دینگے
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ صاحب اپنی نہیں ہے تو غلام اشرف نہیں ہی تو اگر منظور کیجیے تو میں صوفی
ہوں ہمہ اوست کا دم بھرتا ہوں بموجب مصرعہ کے مصرع دل بدست آور کہ حج اکبر است ہاتھ سے
کب انکار کرتا ہوں اگر مرزا گوہر کی جگہ مانو تو خوش اگر غلام اشرف جانو تو راضی رات کو اپنے گھر میں
باتیں بناؤں کو سمجھے جی بہلاؤ قصہ مختصر آؤ اور جلد آؤ سید الوزرا کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہے راجپوت
ایسا ہی کچھ کرتے ہیں مگر مہاراجہ مسلمانوں کا دم بھرتے ہیں دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ پھر وہاں
آتے ہیں کیا صحیح یہ ہم ہوا ہے مجھکو کیسا غم ہوا ہے تم اس حرکت سے جدا ہو تمکو اندیشہ کیا ہے میر
قربان علی صاحب جیسا لکھیں ویسا کرو میر مہدی صاحب سارا خط پڑھکر کہینگے مجھکو دعا بھی
نہ لکھی بھائی میری دعا پہونچے میر نصیر الدین ایک دن میرے یہاں آئے تھے اب میں

نہین جانتا یہان ہین یا وہان ہو تو دعا کہنا میرن صاحب کے نام تو اتنا کچھہ پیام ہے دعا سلام کی
حاجت کیا دیکھو ہم اپنا نام نہین لکھتے بھلا دیکھین تو سہی تم جانتے ہو کہ یہ خط کس کا ہے -

۵۶ ۵۸ - میر مہدی کے نام

سید خدا کی پناہ عبارت لکھنے کا ڈہنگ ہاتھہ کیا آیا ہے کہ تمنے سارے جہان کو سر پر
اُٹھا لیا ہے ایک غریب سید مظلوم کے چہرہ نورانی پر دہبا سا لگا ہے تکو سرمایہ آرائش گفتار بہم پہونچا
ہے میری انکو دعا پہونچا او ر انکی خیر و عافیت جلد لکھو بہائی لکہا ہی نقشا ہی کچھہ اور ہے سمجھہ مین کسی
کی نہین آتا کہ کیا طور ہے اوائل ماہ انگریزی مین روک ٹوک کی شدت ہوتی تھی آٹھوین دسوین
سے وہ شدت کم ہو جاتی تھی اس مہینے مین برابر وہی صورت رہی ہے آج ۲۷ - مارچ کی ہے
پانچ چار دن مہینے مین باقی ہین آنچ ویسی ہی تیز ہے خدا اپنے بندون پر رحم کرے
مجھہ پر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ہے اور اس غمزدگی مین ایک گونہ خوشی اور کیسی بڑی
خوشی دی ہے تکو یاد ہوگا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی آج پانچوان دن
ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سے بسبیل ڈاک آیا وہی کاغذ افشانی وہی القاب
قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین مہربانی کے کلمات کبھی تکو خدا یہان لاے گا تو اس کی
زیارت کرا دونگا ملنے کا بھی حکم آج کل آیا چاہتا ہے اور یہ بھی توقع بڑی ہے کہ گورنر جنرل
بہادر کے وہان سے بھی کتاب کی تحسین اور عنایت کے مضامین کی تحریر آجاے میرن صاحب
کو سلام پہلے لکھہ چکا ہون میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین کو دعا کہدینا اور خط
دکھا دینا -

۵۷ ۵۹ - میر مہدی کے نام

بہائی ایک خط تمہارا پہلے پہونچا اور ایک خط کل آیا پہلے خط مین کوئی امر جواب طلب
نہ تھا اگرچہ کل کے خط مین بھی صرف کتابون کی رسید تھی لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لائق تھے
اسواسطے ایک لفافہ تمہاری اپنیمہ کا تمہاری نذر کرتا ہون پہلا امر یہ کہ آج میر نصیر الدین دوپہر کو

میرے پاس آئے تھے اُنکو دیکھ کر دل خوش ہوا تمنے بھی خط لکھا تھا کہ میر سرافراز حسین الور گئے تھے اور میر نصیر الدین بھی کہتے تھے کہ میں اور وہ ایک دن پانی پت سے چلے وہ اُدہر گئے اور میں ادہر آیا ظاہرا پارسل کے پہونچنے سے پہلے وہ روانہ ہوئے ہیں اُنکی کتاب رہ گئی اب اُن تک کیونکر پہونچیگی خدا خیر کرے میاں لڑکے سُنو میر نصیر الدین اولاد میں سے ہیں شاہ محمد اعظم صاحب کے وہ خلیفہ تھے مولوی فخر الدین صاحب کے اور میں مرید ہوں اِس خاندان کا اسواسطے میر نصیر الدین کو پہلے بندگی لکھتا ہوں اور پھر تمہارے علاقہ سے اُنکو دعا لکھتا ہوں صوفی صافی ہوں اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے ہیں مصرع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی یہ جواب ہے تمہارے اُس سوال کا کہ جو پہلے خط میں تمنے لکھا تھا اب کے خط میں تمنے میرن صاحب کی خیر و عافیت کیوں نہ لکھی یہ بات اچھی نہیں ہیں تو ڈر گیا کہ اگر تمہارے خط میں ان کو دعا سلام لکھونگا تو اُن سے تم کا ہے کو کہوگے پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیر الدین نے اُن کی بندگی مجھے کہی ہے واسطے خدا کے میری دعا اُنکو کہہ دینا۔

	۶۰ میر مہدی کے نام	ا ء ۃ

برخوردار نور چشم میر مہدی کو بعد دعا کے حیات و صحت کے معلوم ہو بھائی تمنے بخار کو کیوں آنے دیا تپ کو کیوں چڑہنے دیا کیا بخار میرن صاحب کی صورت میں آیا تھا جو تم مانع نہ ہوئے کیا تپ اپن بنکر آئی تھی جو اُسکو روکتے ہوئے شرماتے حکیم اشرف علی ابھی گئے ہیں کہتے تھے کہ میں نے نسخہ لکھ کر آج ڈاک میں بھیجدیا ہے چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ دونوں خط ایکسا دن بلکہ ایک وقت پہونچیں دل تمہارے واسطے بہت کڑھتا ہے حق تعالیٰ تمکو جلد شفا دے اور تمہاری تندرستی کی خبر مجکو سنائے۔

سُنو میاں سرفراز حسین ہزار ہیں تمنے مجکو ایک خط لکھا وہ بھی اس طرح کا کہ جیسا جلال اسیر کہتا ہے شعر ع یہ غیر دل نگرانست درد نجا دارد پڑہتا ہوں اُس خط کو اور ڈھونڈہتا ہوں کہ میرے واسطے کونسی بات ہے مجکو کیا پیام ہے کچھ نہیں شاید دوسرے صفحہ میں کچھ ہو اور خاتمہ بالخیر ہے

یارب سرنامہ میرے نام کا آغاز تحریر مین القاب میرا پھر سارے خط مین میرن صاحب کا جھگڑا یہ کیا
سیر ہے مین ایسے خط کا جواب کیون لکھون میری بلا سے لکھے اب جو تم خط لکھو گے اور اُسمین اپنے
بھائی کی خیر و عافیت رقم کروگے اور میرن صاحب کا نام اور اُنکے لیئے سلام تک بھی اُسمین نہوگا
تو مین اُسکا جواب آنکھون سے لکھون گا اور ہان میان پھر تمنے میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہمنے
سنا ہے کہ چچا نے اُسکا مرنا سُنا ہوگا اُس غریب کا قول یہ ہے کہ میری دونون بہنین اور پانچ بھانجیان
پانی پت مین ہین کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ کون سی لڑکی مری کاش اُسکے باپ کا نام لکھتے تا کہ مین جانتا
کہ کون سی بھانجی مری ہے اب مین کس کا نام لیکر روؤن اور کسکی فاتحہ دلواؤن اس امر مین حق بجانب
اُس مظلوم کے ہے توضیح بقیہ نام لکھو۔

۶۱ - میر مہدی کے نام

میری جان سنو داستان صاحب کمشنر بہادر دہلی یعنی جناب سانڈرس بہادر نے مجھکو بلایا
پنجشنبہ ۲۴ - فروری کو مین گیا صاحب شکار کو سوار ہو گئے تھے مین اُلٹا پھر آیا جمعہ ۲۵ - فروری کو
گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے ایک خط انگریزی چار ورق کا اُٹھا کر پڑھتے
رہے جب پڑھ چکے تو مجھ سے کہا کہ یہ خط ہے مکلوڈ صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا تمھارے باب
مین لکھتے ہین کہ انکا حال دریافت کر کر لکھو سو ہم تمسے پوچھتے ہین کہ تم ملکہ معظمہ سے خلعت کیا
مانگتے ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمد ولایت لیگیا تھا وہ پڑھوا دیا پھر پوچھا تمنے کتاب کیسی
لکھی ہے اُسکی حقیقت بیان کی کہا ایک مکلوڈ صاحب نے دیکھنے کو مانگی ہے اور ایک ہمکو دو مین نے
عرض کیا کل حاضر کرون گا پھر پنشن کا حال پوچھا وہ بھی گزارش کیا اپنے گھر آیا اور خوش آیا دیکھو میر
مہدی حاکم پنجاب کو مقدمہ ولایت کی کیا خبر کتابون سے کیا اطلاع پنشن کی پرسش سے کیا مدعا
یہ استفسار بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوا ہے اور یہ صورت مقدمہ فتح و فیروزی ہے غرضکہ دوسرے
دن یکشنبہ یوم التعطیل تھا مین اپنے گھر رہا دوشنبہ ۲۸ - فروری کو گیا باہر کے کمرے مین
بیٹھکر اطلاع کروائی کہا اچھا توقف کرو بعد تھوڑی دیر کے گاڑھ کپتان کی چٹھی آئی سواری

مانگی جب سواری آگئی باہر نکلے مین نے کہا وہ کتابین حاضر ہین کہا منشی جیون لال کو دیجاؤ
وہ اُدھر سوار ہو گئے مین اِدھر سوار ہو کر اپنے مکان پر آیا سہ شنبہ یکم مارچ کو پھر گیا بہت
استنباط اور اختلاط سے باتین کرتے رہے کچھ سارٹیفکیٹ گورزون کے لیگیا تھا وہ دکھائے
ایک خط مکلوڈ صاحب بہادر کے نام کا لیگیا تھا وہ دیکر استدعا کی کہ کتاب کے ساتھ یہ بھی
بھیجا جائے بہت اچھا کہکر رکھ لیا پھر مجھسے کہا کہ ہمنے تمھاری پنشن کے باب مین اجرٹن صاحب
کو کچھ لکھا ہے تم اُسنے طو عرض کیا بہتر اجرٹن صاحب بہادر جب یاد تمکو معلوم تھا گئے ہو کے تنے کل وہ
آئے آج مین نے انکو خط لکھا ہے جیسا کہ وہ حکم دینگے اُسکے موافق عمل کرونگا جب بلائینگے تب
جاؤنگا دیکھو سید اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی مدد کہ اپنے غلام کو کس طرح سے بچایا بائیس مہینے
تک بھوکا پیاسا بھی ترہنے دیا پھر کس محکمہ سے کہ وہ آج سلطنت کا دہندہ ہے بیستکر تقدیر کا حکم
بھجوایا احکام سے بچا کو عزت دلوائی میرے صبر و ثبات کی داد ملی صبر و ثبات بھی اُسی کا بخشا ہوا
تھا مین کیا اپنے باپ کے گھر سے لایا تھا میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا اور انکو اور نصیر الدین
چراغ دہلی کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا۔

۶۲۔ میر مہدی کے نام ۶۱

میان کس حال مین ہو کس خیال مین ہو کل شام کو میرن صاحب روانہ ہوئے یہان گلی
سسرال مین قصہ کیا کیا ہو سے ساس اور سالیون نے اور بی بی نے آنسوؤن کے دریا
بہادئے خورشید امن صاحب بلائین لیتی ہین سالیان کھڑی ہوئی دعائین دیتی ہین بی بی مانند صورت
دیوار چُپ چاپ جی چاہتا ہے چیخنے کو مگر ناچار چپ وہ تو غنیمت تھا کہ شہر ویران نہ کوئی جان نہ پہچان
ورنہ ہمسایہ مین قیامت برپا ہوجاتی ہر ایک نیکبخت اپنے گھر سے دوڑی آتی امام ضامن
علیہ السلام کا روپیہ بازو پر باندھا گیا ۱۱ روپے خرچ راہ دئے مگر ایسا جانتا ہون کہ میرن صاحب
اپنے جد کی نیاز کا روپیہ راہ ہی مین اپنے بازو سے کھول لینگے اور تمسے صرف پانچ روپیہ
ظاہر کرینگے اب سچ جھوٹ تم پر کھل جائے گا دیکھنا یہی ہوگا کہ میرن صاحب تم سے

بات چھپا رکھینگے اِس سے بڑھکر ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے ساس غریب نے بہت سی
جلیبیان اور تودہ قلاقند ساتھ کر دیا ہے اور میرن صاحب نے اپنے جی مین یہ ارادہ کیا ہے کہ جلیبیان
راہ مین چٹ کرینگے اور قلاقند تمہاری نذر کرکر تم پر احسان دھرینگے بھائی مین دلی سے آیا ہون قلاقند
تمہارے واسطے لایا ہون زنہار نہ باور کیجیو مال مفت سمجھ کر لے لیجیو کون گیا ہے کون لایا ہے
کلو ایاز کے سر پہ قرآن رکھو کالیان کے ہاتھ گنگا جلی دو بلکہ مین بھی قسم کھاتا ہون کہ ان تینون
مین سے کوئی نہین لایا واللہ میرن صاحب نے کسی سے نہین منگایا اور سنو مولوی مظہر علی
صاحب لاہوری دروازہ کے باہر صدر بازار تک اُنکے پہونچانے کو گئے رسم مشایعت عمل مین
آئی اب کہو بھائی کون برا اور کون اچھا جو میرن صاحب کی نازک مزاجیون نے کھیل بگاڑ رکھا ہے یہ لوگ
تو انپر اپنی جان نثار کرتے ہین عورتین صدقہ جاتی ہین مرد پیار کرتے ہین مجتہد العصر سلطان العلما
مولانا سرفراز حسین کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ حضرت ہم تم کو دعا کہین اور تم ہم کو دعا دو میان کس
قضیے مین پھنسا ہے فقہ پڑھکر کیا کریگا طب و نجوم و ہیئت و منطق فلسفہ پڑھ جو آدمی بننا
چاہے خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی مذہب حق والسلام والاکرام علی علی کیا کر اور
فارغ البال رہا کر

۶۱ | ۶۳ — میر مہدی کے نام

واہ واہ سید صاحب تم تو بڑی عبارت آرائیان کرنے لگے نثر مین خود نمائیان کرنے لگے
کئی دن سے تمہارے خط کی جواب کی فکر مین ہون مگر جاڑے نے بے حس و حرکت کر دیا ہے آج
جو بسبب ابر کے وہ سردی نہین تو مین نے خط لکھنے کا قصد کیا ہے مگر حیران ہون کہ کیا سحر سازی
کرون جو سخن پردازی کرون بھائی تم تو اردو کے مرزا قتیل بنگئے ہو اردو بازار مین نہر کے کنارے
رہتے رہتے رودنیل بن گئے ہو کیا قتیل کیا رودنیل یہ سب کہنے کی باتین ہین لو سنو اب
تمہاری دلی کی باتین ہین چوک مین بیگم کے باغ کے دروازہ کے سامنے حوض کے
پاس جو کنوان تھا اُسمین سنگ و خشت و خاک ڈالکر بند کر دیا بلی مارون کے دروازہ کے پاس کی

کئی دکانیں ڈھا کر راستہ چوڑا کر لیا شہر کی آبادی کا حکم خاص و عام کچھ نہیں پنشنداروں سے حاکموں کو کام کچھ نہیں تاج محل مرزا قیصر مرزا جوان بخت کے سالے ولایت علی بیگ جے پوری کی زوجہ ان سب کی الہ آباد سے رہائی ہو گئی بادشاہ مرزا جوان بخت مرزا عباس شاہ زینت محل یہ کلکتہ پہونچے اور وہاں سے جہاز پر چڑھائی ہو گی دیکھیے کیپ میں رہیں یا لندن جائیں۔ خلق نے از روے قیاس چھاپا کہ دلی کی خبر تراشوں کا دستور ہے یہ بات اڑا دی ہے سو سارے شہر میں مشہور ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ء میں لوگ عموماً شہر میں آباد کئے جائینگے اور پنشنداروں کو جھولیاں بھر بھر روپے دیے جائینگے خیر آج بدھ کا دن ۲۲ - دسمبر کی ہے اب شنبہ کو بڑا دن اور اگلے شنبہ کو جنوری کا پہلا دن ہے اگر جیتے ہیں تو دیکھ لینگے کہ کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو میری جان سرفراز حسین تم کیا کرتے ہو اور کس خیال میں ہو اب صورت کیا ہے اور آیندہ عزیمت کیا ہے میر اشرف علی صاحب آپ وا ئر سا ئر تھے پانی پت میں مقیم کیونکر ہو گئے کچھ لکھیے تو میں جانوں میر نصیر الدین کو صرف دعا اور اشتیاق دیدار میرن صاحب کہاں ہیں کوئی جا کے اور بلا لائے حضرت آئیے سلام علیکم مزاج مبارک کیسے مولوی مظہر علی نے آپ کے خط کا جواب بھیجا یا نہیں اگر بھیجا تو کیا لکھا میں جانتا ہوں کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرفراز حسین کم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت آپ کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں کیا کروں میں کہیں تم کہیں وہاں ہوتا تو دیکھتا کہ کیونکر تمسے بے ادبیان کر سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جب ایک جا ہونگے تو انتقام لیا جائیگا ہے کیونکر ایک جا ہونگے دیکھیے زمانہ اور کیا دکھائیگا اللہ اللہ اللہ۔

	۴۶ - میر مہدی کے نام	۶۲

میاں کیوں تعجب کرتے ہو یوسف مرزا کے خطوط کے آنے سے وہ وہاں اچھی طرح ہے حاکموں کے یہاں آنا جانا نوکری کی تلاش حسین مرزا صاحب بھی وہیں ہیں وہاں کے حکام سے ملتے ہیں وہاں کی پنشن کی درخواست کر رہے ہیں ان دونوں صاحبوں کے ہر ہفتہ میں ایک دو خط مجکو آتے ہیں جواب بھیجتا ہوں بھائی لکھنؤ میں وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندوستانی عملداری میں ایسا امن امان

ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری میں یہ چین ہوگا امرا اور شرفا کی حکام سے
ملاقاتین بقدر رتبہ و تعظیم و توقیر پنشن کی تقسیم علی العموم آبادی کا حکم عام لوگون کو کمال لطف
و نرمی سے آباد کرتے جاتے ہین اور ایک نقل سُنو وہان کے صاحب کمشنر بہادر اعظم نے جو
دیکھا کہ علما مین ہنود بھرے ہوے ہین اہل اسلام نہین ہین ہنود کو اور علاقون پر بھیجدیا اور اُن کی
جگہہ مسلمانون کو بھرتی کیا یہ تو آفت دلّی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے لکھنؤ کے سوا اور سب شہرون مین
عملداری کی صورت وہ ہے جو غدر سے پہلے تھی اب یہان ٹکٹ چھاپے گئے ہین مین نے بھی دیکھے
فارسی عبارت یہ ہے ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال جرمانہ مقدار روپے کی حاکم کی راے
پر ہے آج پانچہزار ٹکٹ چھپ چکا ہے کل اتوار یوم التعطیل ہے پرسون دوشنبہ سے دیکھیے یہ کاغذ
کیونکر تقسیم ہون یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہے خصوصاً میرا حال سُنو بائیس مہینے کے بعد پرسون
کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللہ خان پنشندار کی کیفیت لکھو کہ وہ بے مقدور اور محتاج ہے یا نہین کوتوال
نے موافق ضابطہ کے مجھسے چار گواہ مانگے ہین سو کل چار گواہ کوتوالی چبوترہ جا وینگے اور میری
بے مقدوری ظاہر کرائینگے تم کہین یہ نہ سمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چڑھا ہوا روپیہ ملجائیگا اور
آیندہ کو پنشن جاری ہوجائیگی نہ صاحب یہ تو ممکن ہی نہین بعد ثبوت افلاس مستحق ٹھہرونگا چہ مہینے
کا یا برس دن کا روپیہ علی الحساب پانے کا میرن صاحب جو بلائے گئے ہین اُس طلب کی جواب
مین بھی کیون نہین لکھتے کہ ٹکٹ میرے نام کا حاصل کرکر بھیج دو تو مین آؤن دیکھو اب دو تین پانچ دن
مین سب حال کھلا جاتا ہے میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا
میر نصیر الدین کو دعا کہنا میرن صاحب کو مبارکباد کہنا -

۶۵ میر مہدی کے نام

کیون یار کیا کہتے ہو ہم کچھ آدمی کام کے ہین یا نہین تمھارا خط پڑھکر دو سو بار یہ شعر پڑھا
شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد ٭ کاغذ کو مولوی مظہر علی صاحب کے
پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ کہین جائیے گا نہین مین آتا ہون بھلا بھائی اچھی حکمت کی کیسا

میرے بابا کے نوکر بھتے کہ مین انکو بلاتا انہین نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نہ کرین مین حاضر ہوتا ہون دو گھڑی کے بعد وہ آئے ادھر کی بات ادھر کی بات کوئی انگریزی کاغذ دکھایا کوئی خط فارسی پڑھوایا اجی کیون حضرت آپ میرن صاحب کو نہین بلاتے صاحب مین تو انکو لکھ چکا ہون کہ تم چلے آؤ اور ایک مقام کا انکو پتا لکھا ہے کہ وہان ٹھہر کر مجکو اطلاع کرو مین شہر مین بلا لونگا صاحب اب وہ ضرور آئینگے آخر کار انسے اجازت لیکر اب تمکو لکھتا ہون کہ انسے مختصر یہ کہ کہدو کہ بھائی یہ تو مبالغہ ہے کہ روٹی وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو یہ کہتا ہون کہ عید وہان کرو تو باسی عید یہان کرو یہ میرا حال سنو کہ بے رزق جینے کا ڈھب مجکو آگیا ہے اس طرف سے خاطر جمع رکھنا رمضان کا مہینا روزہ کہا کھا کر کاٹا آیندہ خدا رزاق ہے کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو غم تو ہے بس جب ایک چیز کھانے کو ہوئی اگرچہ غم ہی ہو تو پھر کیا غم ہے میر سرفراز حسین کو میری طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی صاحب کو سلام کہنا۔ میرن صاحب کو نہ سلام نہ دعا یہ خط پڑھا دو اور ادھر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی ہے کیون وہ شہر سے باہر ٹھہرین اور کیون کسی کے بلانے کی راہ دیکھین شکرم مین کرایہ کی مین چوپہیے مین یعنی ڈاک مین آئین بلی ماروں کے محلہ مین میرے مکان پر اتر پڑین مرزا قربان بیگ کے مکان مین مولوی مظہر علی رہتے ہین ہمسایہ انکے مسکن مین ایک میر خیرات علی کی حویلی درمیان ہے ڈاک کو نہ نہار کوئی نہین روکتا صلاح تو ایسی ہے اگر اس خط کے پہونچتے ہی چل دین تو عید یہین کرین۔

	۱۸۶۱ میر مہدی کے نام	

برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تمنے دیکھا سچ سچ میرا حلیہ ہے واہ اب کیا شاعری رنگینی سے ہے جسوقت مین نے یہ قطعہ وہان کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھون لڑکون نے ستایا کہ دادا جان چلو کھانا تیار ہے ہمین بھوک لگی ہے مین خط اور لکھے ہوئے رکھے تھے مین نے کہا کہ اب کیون لکھون اسی کاغذ کو لفافے مین رکھ ٹکٹ لگا سرنامہ لکھ کلیان کے

حوالہ کر گھر میں چلا گیا اور وہاں ایک چھپرکھٹ تھی کہ دیکھو میر مہدی خفا ہو کر کیا باتیں بناتا ہے
سو وہی ہوا تمنے جلے پھپھولے پھوڑے لو اب بتاؤ خط لکھنے بیٹھا ہوں کیا لکھوں یہاں کا حال
زبانی میرن صاحب کے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھ تمنے سنا ہوگا بے اصل باتیں ہیں پنشن کا مقدمہ
کلکتہ میں نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر یہاں کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھ کر اپنے
دفتر میں رکھ چھوڑی ہے اسمیں کیا ضرر یہاں تک لکھ چکا تھا کہ وہ ایک آدمی آگئے دن ہی تھوڑا
رہ گیا میں نے بکس بند کیا باہر تختوں پر آ بیٹھا شام ہوئی چراغ روشن ہوا منشی سید احمد حسین
سرہانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہیں میں پلنگ پر لیٹا ہوا ہوں کہ ناگاہ چشم و چراغ دودمان
علم الیقین سید نصیر الدین آیا ایک کوڑا ہاتھ میں اور ایک آدمی ساتھ اس کے سر پر ایک ٹوکرا اسمیں
گھاس بھری بچھی ہوئی میں نے کہا ابا یا سلطان العلما مولانا سرفراز حسین دہلوی نے
دوبارہ رسد بھیجی ہے یارے معلوم ہوا کہ وہ نہیں ہے یہ کچھ اور ہے فیض خاص نہیں لطف عام ہے
شراب نہیں آم ہے خیر یہ عطیہ بھی بے خلل ہے بلکہ نعم البدل ہے ایک ایک آم کو ایک ایک سر بمہر گلاس
سمجھا لکور سے بھرا ہوا مگر واہ کس حکمت سے بھرا ہے کہ بے شیشہ گلاس میں سے ایک قطرہ گرا ہے
میاں کہتا تھا کہ یہ انیس تھے پندرہ بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے تا انکی برائی اوروں میں سرایت نہ کرے ٹوکرے
میں سے پھینک دیے میں نے کہا بھائی یہ کیا کم ہے مگر میں تمہاری تکلیف اور تکلف سے خوش نہیں ہوا
تمہارے پاس روپیہ کہاں جو تمنے آم خرید سے خانہ آباد دولت زیادہ لکور ایک انگریزی شراب
ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا
قوام پتلا دیکھو اس لغت کے معنی کسی فرہنگ میں نہ پاؤ گے ہاں فرہنگ ہیں [illegible]
[illegible] مجتہد العصر اور حکیم میر اشرف علی کو کہ وہ انکے علم کی کنجی ہیں اور ٹکے ٹکے کی کتابیں چالیس
پچاس روپے کو لے گئے ہیں میری دعا کہہ دینا۔

۶۷ - میر مہدی کے نام

میری جان خدا تجھکو ایک سو بیس برس کی عمر دے بوڑھا ہونے آیا داڑھی میں

بال سفید آ گئے مگر بات سمجھنی نہ آئی پنشن کے باب مین اُلجھے ہو اور کیا سچا اُلجھے ہو یہ تو جانتے ہو
کہ دلّی کے سب پنشندارون کو مئی ۱۸۵۷ء سے پنشن نہین ملی یہ فروری ۱۸۵۹ء بائیسوان مہینا
ہے چند اشخاص کو اس بائیس مہینے مین سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا باقی چڑھے ہوئے
روپیہ کے باب مین اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ حکم نہین ہوا تو اب اپنے سوال
کو یاد کرو کہ اس واقعہ سے اسکو کچھ نسبت ہے یا نہین یہ حضرت کا سوال نیر خسرو کی املی ہے (چنگل بھر سوالالی
کبھی تو کاہے کو چھینکون راے) علی بخش خان پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے بائیس مہینے کے گیارہ سو
ہوتے ہین اُن کو چھ سو روپے مل گئے باقی روپیہ چڑھا رہا آیندہ ملنے مین کچھ کلام نہین غلام حسین
خان سو روپے مہینے کا پنشندار بائیس مہینے کے بائیس سو روپے ہوتے ہین اسکو بارہ
سو ملے دیوان کشن لعل ڈیڑھ سو روپے مہینے کا پنشندار بائیس مہینے کے تینتیس سو روپے ہوتے
ہین اسکو اٹھارہ سو ملے منا جیمہ اور دس روپے مہینے کا سکہ نمبر سال بھر کے ایک سو بیس روپے آیا
اسی طرح پندرہ سولہ آدمیون کو ملا ہے آیندہ کے واسطے کسی کو کچھ حکم نہین مجکو پھر مدد خرچ نہین ملا
جب کئی خط لکھے تو آخر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ سائل کو بطریق مدد خرچ سو روپے ملجائین
مین نے وہ سو روپے نہین لیئے اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ مین باسٹھ روپیہ آٹھ آنہ مہینا پانے
والا ہون سال بھر کے ساڑھے سات سو روپے ہوتے ہین سب پنشندارون کو سال سال بھر کا روپیہ
ملا مجکو سو روپے کیسے ملتے ہین مثل اورون کے مجھے بھی سال بھر کا روپیہ ملجائے ابھی اسکا کچھ جواب
نہین ملا آبادی کا یہ رنگ ہے کہ ڈھنڈورا پٹوا کر ٹکٹ چھپوا کر جرٹن صاحب بہادر بطریق ڈاک کلکتہ
چلے گئے دلّی کے حمقا جو باہر پڑے ہوئے ہین منہ کھول کر رہ گئے اب جب وہ معاودت کرین گے
تب شاید آبادی ہوگی یا کوئی اور شکل صورت نکل آوے میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میران
صاحب کو دعائین پہونچین ۔

۶۸ میر مہدی کے نام	۶۶

سید صاحب نہ تم مجرم نہ مین گنہگار تم مجبور مین ناچار لو اب کہانی سنو میری سرگذشت

میری زبانی سُنو نواب مصطفی خان بمیعاد سات برس کے قید ہو گئے تھے سو انکی تقصیر
معاف ہوئی اور اُنکو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہے جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلّی کی املاک اور
پنشن کے باب مین ہنوز کچھہ حکم نہین ہوا ناچار وہ رہا ہو کر میرٹھہ ہی مین ایک دوست کے مکان مین
ٹھہرے ہین مین بمجرد اس خبر کی استماع کے ڈاک مین بیٹھہ کر میرٹھہ گیا اُنکو دیکھا چار دن وہان رہا
پھر ڈاک مین اپنے گھر آیا دن اور تاریخ آنے جانے کی یاد نہین مگر ہفتہ کو گیا منگل کو آیا آج بدھہ
دوم فروری ہے مجکو آئے ہوئے نوان دن ہے انتظار مین تھا کہ تمہارا خط آئے تو اُسکا جواب لکھا
جائے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو مین جواب لکھتا ہون روز اس شہر مین ایک نیا حکم ہوتا ہے
کچھہ سمجھہ مین نہین آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے میرٹھہ سے آکر دیکھا کہ یہان بڑی شدت ہے اور یہ حالت ہے
کہ گورون کی پاسبانی پر قناعت نہین ہے لاہوری دروازہ کا تھانہ دار مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھتا ہے
جو باہر سے گورے کی آنکھہ بچا کر آتا ہے اُسکو پکڑ کر حوالات مین بھیج دیتا ہے حاکم کے یہان
سے پانچ پانچ بید لگتے ہین یا دو روپے جرمانہ لیا جاتا ہے آٹھ دن قید رہتا ہے اس سے
علاوہ سب تھانون پر حکم ہے کہ دریافت کرو کون بے ٹکٹ مقیم ہے اور کون ٹکٹ رکھتا ہی تھانون
مین نقشے مرتب ہونے لگے یہان کا جمعدار میرے پاس بھی آیا مین نے کہا بھائی تو مجھے نقشے مین
نہ رکھہ میری کیفیت کی عبارت الگ لکھہ عبارت یہ کہ اسد اللہ خان پنشندار ۱۸۵۰ع سے حکیم پٹیالے
والے کے بھائی کی حویلی مین رہتا ہے نہ کالون کے وقت مین کہین گیا نہ گورون کے زمانہ مین
نکلا اور نہ نکالا گیا کرنیل برون صاحب بہادر کے زبانی حکم پر اُسکی اقامت کا مدار ہے ابتک
کسی حاکم نے وہ نہین بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہے پرسون یہ عبارت جمعدار نے محلے
کے نقشے کے ساتھہ کوتوالی مین بھیجدی کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ شہر سے باہر مکان و دوکان
کیون بناتے ہین جو مکان بن چکے ہین اُنھین ڈھا دو اور آیندہ کو ممانعت کا حکم سنا دو
اور یہ بھی مشہور ہے کہ پانچہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہین جو مسلمان شہر مین اقامت چاہے
بقدر مقدور اُسکا اندازہ قرار دینا حاکم کی رائے پر ہے روپیہ دے اور ٹکٹ لے گھر برباد ہو جائے

آپ شہر میں آباد ہو جائے آج تک یہ صورت ہے دیکھیے شہر کی بستی کی کون صورت ہے جو رہتے ہیں وہ بھی اخراج کئے جاتے ہیں یا جو باہر پڑے ہوئے ہیں وہ شہر میں آتے ہیں الملک للہ والحکم للہ نور چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیر الدین کو دعا اور جناب میرن صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی انہیں سے وہ جو چاہیں قبول کریں۔

	۶۹ - میر مہدی کے نام	۶۷

میر مہدی جیتے رہو آفرین صد ہزار آفرین اردو عبارت لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجکو رشک آنے لگا سنو دلّی کے تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں گئی ہے یہ طرز عبارت خاص میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لیگیا مگر میں نے اسکو بحل کیا اللہ برکت دے میری پنشن اور ولایت کے انعام کا حال کماحقہ سمجھ لو واللہ حسن الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر تحریر ہوئی نواب گورنر جنرل بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دہلی سے فلانے شخص کی پنشن کے کل چڑھے ہوئے روپے کے یکمشت پانے کی اور آیندہ ماہ بماہ روپیہ ملنے کی رپورٹ منگوا کر اپنی منظوری لکھ کر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم حکم منظوری دیکر تمہارے پاس بھیجدیں سو یہاں اسکی تعمیل فوراً بطرز مناسب ہو گئی کم و بیش دو مہینے میں روپیہ سب ملجائیگا اور وہاں صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تم کو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانے سے منگوا لو میں نے کہا صاحب یہ کیسی بات کہ اوروں کو برس دن کا روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ دلواتے ہو۔ فرمایا کہ تمکو اب چند روز میں سب روپیہ اور اجرا کا حکم ملجائے گا اوروں کو یہ بات برسوں میں میسر آئے گی میں چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہے دو پہر ہو جائے تو اپنا آدمی مع رسید بھیجکر سو روپیہ منگا لوں پر بار ولایت آگے انعام کی توقع خدا ہی سے ہے حکم تو اسی حکم کے ساتھ اسکی رپورٹ کرنے کا بھی آیا ہے مگر یہ بھی حکم ہے کہ اپنی رائے لکھو اب دیکھیے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی رائے کیا لکھتے ہیں حاکم پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہے کہ دستنبو منگا کر اور تم دیکھ کر ہم کو لکھو کہ وہ

کیسی ہے اور اُسمین کیا لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب مجھسے یہی کہکر مانگی اور
بہیجدی اب دیکھون حاکم پنجاب کیا لکھتا ہے اسوقت تمہارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک
خط آیا مجھکو باتین کرنے کا مزا ملا دونون کا جواب ابھی لکھکر روانہ کیا اب مین روٹی کھانے جاتا ہون
میر سرفراز حسین میرن صاحب میر نصیر الدین کو دُعا۔

۷۰ میر مہدی کے نام ۱ ۶

مار ڈالا یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کجرفتار کا بُرا ہو ہمنے اسکا کیا بگاڑا تھا
ملک و مال جاہ و جلال کچھہ نہین رکھتے تھے ایک گوشہ و توشہ تھا چند مفلس بے نوا ایک جگہہ فراہم
ہوکر کچھہ ہنس بول لیتے تھے شعر وہ بہی نہ تو کوئی دم دیکھہ سکا اے فلک ؎ اور تو یان کچھہ نہ تھا
ایک مگر دیکھنا ؎ یاد رہے یہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مجکو بیکسی بہت یاد آتا ہے سو صاحبا
اب تم ہی بتاؤ کہ مین تمکو کیا لکھون وہ صحبتین اور تقریرین جو یاد کرتے ہو اور تو کچھہ بن نہین آتی
مجھسے خط پہ خط لکھواتے ہو آنسوؤن پیاس نہین بجھتی یہ تحریر تلافی اُس تقریر کی نہین کرسکتی
بہر حال کچھہ لکھتا ہون دیکھو کیا لکھتا ہون شُستو نیشن کی رپورٹ کا ابھی کچھہ حال نہین معلوم دیر آید
درست آید بھیجی بین تم سے بہت آزردہ ہون میرن صاحب کی تندرستی کے بیان مین
نہ اظہار مسرت نہ مجکو تہنیت بلکہ اس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اُن کا تندرست ہونا تمکو
ناگوار ہوا ہے لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہو گئے جیسے آگے تھے اُچھلتے کودتے پہرتے
ہین اسکے یہ معنی کہ یہ ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیون اچھے ہو گئے یہ باتین تمہاری ہمکو پسند نہین آتین
تمنے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا بہ تغیر الفاظ لکھتا ہون شعر کیون نہ میرن کو مغتنم جانو ؎ دلی والون
مین اک بچا ہے یہ ؎ میر تقی کا مقطع یون ہے شعر میر کو کیون نہ مغتنم جانین ؎ اگلے لوگون
مین اک رہا ہے یہ ؎ میر کی جگہہ میرن اور رہا کی جگہہ بچا کیا اچھا تصرف ہے ارے میان
تمنے کچھہ اور بھی سُنا کل یوسف مرزا کا خط لکھنؤ سے آیا وہ لکھتا تھا کہ نصیر خان عرف نواب جان
والا اُن کا دایم الحبس ہوگیا حیران ہون کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو

جھوٹ کا ہے کو لکھیگا خدا کرے اُسنے جھوٹ سنا ہو لو بھئی اب تم جا ہو بیٹھے رہو چاہو اپنے گھر جاؤ
مین تو روٹی کھانے جاتا ہون اندر باہر سب روزہ دار ہین یہان تک کہ بڑا لڑکا باقر علی خان
ابھی صرف ایک ہین اور ایک میرا پیارا بیٹا حسین علی خان یہ ہم روزہ خوار ہین وہی حسین علیخان
جس کا روز مرہ ہے کھلونے منگا دو مین بھی بجار جاؤنگا میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط
اُن کو ضرور سنا دینا برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہونچے۔

۷۱ - میر مہدی کے نام

خوبی دین و دنیا روزی باد میر اشرف علی صاحب نے تمہارا خط دیا وہ جو تمنے لکھا
تھا کہ تیرا خط میرے نام کا میرے ہمنام کے ہاتھ جا پڑا صاحب قصور تمہارا ہے کیون ایسے
شہر مین رہتے ہو جہان دوسرا میر مہدی بھی ہو مجکو دیکھو کہ مین کب سے دلی مین رہتا ہون نہ کوئی
اپنا ہمنام ہونے دیا نہ کوئی اپنا ہم عرف بننے دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہونچایا فقط پنشن کی صورت
یہ ہے کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی اُسنے اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن ساتوین اگست
کی مجکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا کچھہ سہل سوال مجھسے کیے اب ایسا معلوم ہوتا کہ تنخواہ ملے
اور جلد ملے تردد اگر ہے تو اسمین ہے کہ پندرہ مہینے پچھلے بھی ملتے ہین یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی
ہے غلام فخر الدین خان کی دو ایک روبکاریان ہوئی ہین صورت اچھی ہے خدا چاہے تو
رہائی ہو جائے صاحب ہمنے گھبرا کر اُس تحریر فارسی کو تمام کیا دفتر بند کر دیا اور لکھہ دیا کہ یکم اگست
۱۸۵۸ء تک مین نے پندرہ مہینے کا حال لکھا اور آیندہ لکھنا موقوف کیا تمکو آگے اس سے لکھا تھا
کہ تم اپنے اوراق کا فقرہ اخیر لکھہ بھیجو اب پھر تمکو لکھا جاتا ہے کہ جلد لکھو تاکہ مین اُسکے آگے کی
عبارت تمکو لکھکر بھیج دون ہان صاحب میر اشرف علی صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ میر سرفراز حسین
پانی پت آیا چاہتے ہین اگر آجائین تو مجکو اطلاع کرنا۔

۷۲ - میر مہدی کے نام

سید صاحب تمہارے خط کے آنے سے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو

لیکن زمانہ وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت مین خوشی ہی نہین خدا سے معلوم ہوا تو کیا معلوم ہوا کہ ڈھائی سو دسیلے ان دنون مین ڈہائی روپے بھی بھاری ہین ڈہائی سو کیسے سبحان اللہ باوجود اس تہیدستی کے پہر یہی کہنا پڑتا ہے کہ روپے گئے بلا سے آبرو بچی جان بچی اب میر سرفراز حسین کو چاہیے کہ الور چلے جائین شاید نئے بندوبست مین کوئی صورت نوکری کی نکل آئے میری دعا کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصد اپنے ہاتھ سے مجکو لکھین پنشن کا حال کچھہ معلوم ہوا ہو تو کہون حاکم خط کا جواب نہین لکھتا عملہ مین ہر چند تفحص کیجیے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھہ نہین بتاتا بہرحال اتنا سنا ہے اور دلائل اور قرائن سے معلوم ہوا ہے کہ مین بیگناہ قرار پایا ہون اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی راے مین پنشن پانے کا استحقاق رکھتا ہون بس اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم نہ کسی کو خبر میان کیا باتین کرتے ہو مین کتابین کہان سے چھپوا تا روٹی کھانے کو نہین شراب پینے کو نہین جاڑے آئے ہین لحاف توشک کی فکر ہے کتابین چھپواؤن گا۔ منشی امید سنگہ اندور والے دلّی آئے تھے سابقہ معرفت مجھسے نہ تھا ایک دوست اون کو میرے گھر لے آیا انھون نے وہ نسخہ دیکھا چھپوانے کا قصد کیا آگرہ مین میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ تھا اسکو مین نے لکھا اُسنے اہتمام کو اپنے ذمہ لیا مسودہ بھیجا گیا ۸ر فیجلد قیمت ٹھہری پچاس جلدین منشی اُمید سنگہ نے لین پچیس روپے چھاپہ خانہ مین بطریق ہنڈوی بھجوا دیے صاحب مطبع نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ چھاپنا شروع کیا آگرہ کے حکام کو دکھایا اجازت چاہی حکام نے بکمال خوشی اجازت دی پانسو جلد چھاپی جاتی ہے اُس پچاس جلد مین سے شاید پچیس جلد منشی امید سنگہ مجھکو دینگے مین عزیزون کو بانٹ دون گا پرسون خط تفتہ کا آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ ایک فرما چھپنا باقی رہا ہے یقین ہے کہ اسی اکتوبر مین قصہ تمام ہوجا ئیگا بھائی مین نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے اکتیسوین جولائی سنہ ۱۸۵۸ء کا حال لکھا ہے اور خاتمہ مین اُسکی اطلاع دے دی ہے امین الدین خان کی جہانگیر کے ملنے کا حال اور بادشاہ کی روانگی کا حال کیونکر لکھتا اُن کو

جا گیر اگست مین ملی بادشاہ اکتوبر مین گئے کیا کرتا اگر تحریر موقوف نہ کرتا منشی امید سنگھ اندور جانے والے تھے اگر ختم کر کر مسودہ اُنکے سامنے آگرہ نہ بھیج دیتا تو پھر چھپوا تا کون اہل خطہ کا حال ازروے تفصیل مجکو کیونکر معلوم ہو سنتا ہون کہ دعوی خون پیش کیا چاہتے ہین سودا ہو گیا ہے مسودہ ہو رہا ہے بلنگ صاحب کے سے پور مین ٹکڑا سے اڑ گئے گورنر مدعی نہوے قصاص نہ لیا اب ایک ہندوستانی کے خون کا قصاص کون لیگا۔ شعر۔ اے سبزہ سر راہ از جور پا چہ نالی ٭ در کیش روزگاران گل خون بہا ندارد ٭ خیر جو ہوتا ہے ہو رہیگا بعد وقوع ہم بھی سن لینگے تم اتنا کیون دل جلا رہے ہو۔

۳۴ - میر مہدی کے نام

میری جان وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ و جمشید و کیخسرو کے عہد مین مروج تھی اُسمین خُر بجاے مضموم نور قاہر کو کہتے ہین اور چونکہ پارسیون کی دید و دانست مین خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہین ہے اسی واسطے آفتاب کو خر لکھا اور شید کا لفظ بڑھا دیا شید بشین مکسور و یاے معروف بروزن عبید روشنی کو کہتے ہین یعنی یہ اُس نور قاہر ازدی کی روشنی ہے خر اور خرشید یہ دونون اسم آفتاب کے ٹھہرے جب عرب و عجم ملگئے تو اکابر عرب نے کہ وہ منبع علوم ہوے واسطے دفع التباس کے خر مین واو معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدہ کو پسند کیا اور منظور کیا اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے فقیر خر جہان بے اضافہ لفظ شید لکھتا ہے موافق قانون عظماے عرب بواو معدولہ لکھتا ہے یعنی خور اور جہان باضافہ لفظ شید لکھتا ہے وہان بہ پیروی بزرگان پارسی سر بسر لفظ خور کو بے واو لکھتا ہے۔ یعنی خرشید خر کا قافیہ در اور بر کے ساتھ جائز اور روا ہے خود مین نے دو چار جگہ باندھا ہوگا وہان مین بے واو کیون لکھون رہا خورشید چاہو بے واو لکھو چاہو مع الواو لکھو مین بے واو لکھتا ہون مگر مع الواو کو غلط نہین جانتا اور خُر کو بھی بے واو نہ لکھونگا قافیہ ہو یا نہو یعنی نظم مین وسط شعر مین آپڑے یا نثر کی عبارت

مین واقع ہو خور لکھونگا یہ بات بھی تمکو معلوم رہے کہ جسطرح خور ترجمہ نور قاہر کا ہے اسی طرح
جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافہ لفظ شید اسم شہنشاہ وقت قرار پایا ہے مجتہد العصر میر سرفراز حسین
کو دعا پہونچے سچ کہیے تمھین وہان کوئی مجتہد العصر نہ کہتا ہوگا نہ کہو تمکو کیا مین نے تمکتے
مان لیا اب کوئی کہے یا نہ کہے میان بدرالدین سے ایک مُہر کہدوا دونگا مصرعہ۔
جناب مجتہد العصر سرفراز حسین ۔ پس تم یہ مُہر خطون پر محضرون پر تمسکون پر کرنی شروع کرنا
سب کے سب تم کو مجتہد العصر کہنے لگین گے حکیم میر اشرف علی کو اور اُنکے فرزند کو دعا پہونچے
میرن صاحب کو دعا پہونچے بھائی میرن اب وہ خس کا پردہ کھول ڈالا صافیان جھجھر پر
لپیٹتا ہون دمبدم بھگوتا ہون وہ لون کہان جو پردے سے لپیٹ کر صافی کو لیکر اور پانی کو ٹھنڈا
کرے وہ پانی جو میر مہدی اور تم اور حکیم جی پیا کیے ہو اب کہان برف پندرہ دن کی اور باقی ہے
آیندہ خدا رزاق ہے۔

۴۷۔ میر مہدی کے نام

ہان صاحب تم کیا چاہتے ہو مجتہد العصر کے مسودہ کو اصلاح دیکر بھیج دیا اب اور کیا
لکھون تم میرے ہمعمر نہین جو سلام لکھون مین فقیر نہین جو دعا لکھون تمھارا دماغ چل گیا ہے لفافہ کو
کریدا کرو مسودہ کو کاغذ کو بار بار دیکھا کرو پاؤ گے کیا یعنی تم کو وہ محمد شاہی روشین پسند ہین
یہان خیریت ہے وہان کی عافیت مطلوب ہے خط تمھارا بہت دن کے بعد پہونچا
جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کے بھیجا جاتا ہے برخوردار میر سرفراز حسین کو
دینا اور دعا کہنا اور ہان حکیم اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا لازمہ سعادتمندی یہ ہے
کہ ہمیشہ اسی طرح سے خط بھیجتے رہو کیون سچ کہیو اگلون کے خطوط کی تحریر کی یہی طرز
نہی ہائے کیا اچھا شیوہ ہے جب تک یون نہ لکھو وہ خط ہی نہین ہے چاہ بے آب ہے ابر بے باران
ہے نخل بے میوہ ہے خانہ بے چراغ ہے چراغ بے نور ہے ہم جانتے ہین کہ تم زندہ ہو تم جانتے
ہو کہ ہم زندہ ہین امر ضروری کو لکھ لیا زوائد کو اور وقت پر موقوف رکھا اگر تمھاری خوشنودی

اسی طرح کی نگارش پر منحصر ہے تو بھائی ساڑھے تین سطریں ویسی بھی میں نے لکھ دیں کیا
نماز قضا نہیں پڑھتے اور وہ مقبول نہیں ہوتی خیر ہمنے بھی وہ عبارت جو سودہ کے ساتھ
لکھی تھی - اب لکھ بھیجی قصور معاف کرو حفظ اللہ میر نصیر الدین ایکبار آئے تھے پھر نہ آئے
فارسی نئی میں نے کہاں لکھی کہ تمہارے چچا کو یا تم کو بھیجو دن نواب فیض محمد خان کے بھائی حسن
علی خان مر گئے حامد علی خان کی ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپیہ کی ڈگری بادشاہ پر ہوگئی -
کلو داروغہ بیمار ہو گیا تھا آج اُسنے غسل صحت کیا باقر علی خان کو مہینے بھر سے تپ آتی
ہے حسین علی خان کے گلے میں دو غدود ہو گئے ہیں شہر چپ چاپ نہ کہیں پھاوڑا چلتا
ہے نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اُڑایا جاتا ہے نہ آہنی سڑک آتی ہے نہ کہیں دمدمہ بنتا ہے
دلّی شہر خموشاں ہے کاغذ نبڑ گیا ورنہ تمہارے دل کی خوشی کے واسطے ابھی اور لکھتا -

۷۵ - میر مہدی کے نام

سید صاحب کل پہر دن رہے تمہارا خط پہونچا یقین ہے کہ اُسی دن یا شام کو میر
سرفراز حسین تمہارے پاس پہونچ گئے ہوں حال سفر کا جو کچھ ہے اُنکی زبانی سن لو گے
میں کیا لکھوں میں نے بھی جو کچھ سنا ہے انھیں سے سنا ہے انکا اس طرح ناکام پھر آنا میری
تمنا اور میرے مقصود کے خلاف ہے لیکن میرے عقیدہ اور میرے تصور کے مطابق ہے
میں جانتا تھا کہ وہاں کچھ نہ ہوگا سو روپے کی ناحق زیر باری ہوئی چونکہ یہ زیر باری میرے بہروسے
پر ہوئی تو مجھے شرمساری ہوئی میں نے اِس چھیاسٹھ برس میں اس طرح کی شرمساریاں
اور روسیاہیاں بہت اُٹھائی ہیں جہاں ہزار داغ ہیں ایک ہزار ایک سہی میر سرفراز حسین
کی زیر باری سے دل کڑھتا ہے وبا کو کیا پوچھتے ہو قدر انداز قضا کے ترکش میں یہی ایک
تیر باقی تھا قتل ایسا عام لوٹ ایسی سخت کال ایسا پڑا وبا کیوں نہ ہو لسان الغیب نے
دس برس پہلے فرمایا ہے شعر ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام ؎ ایک مرگ ناگہانی اور ہے
میاں ۱۲۷۷ھ کی بات غلط نہ تھی مگر میں نے وبائے عام میں مرنا اپنے لائق نہ سمجھا

واقعی اسمین میری کسر شان تھی بعد رفع فساد ہو سمجھ لیا جاے گا کلیات اُردو کا چھاپہ تمام ہوا۔ اغلب کہ اسی ہفتہ مین غایت اس مہینے مین ایک نسخہ بسبیل ڈاک تمکو پہونچ جاے گا۔ کلیات نظم فارسی کے چھاپنے کی بھی تدبیر ہو رہی ہے اگر ڈول بنگیا تو وہ بھی چھاپا جاے گا قاطع برہان کے خاتمہ مین کچھ فوائد بڑھاے گئے ہین اگر مقدور مساعدت کریگا تو مین بے شرکت غیر اسکو چھپواؤن گا مگر یہ خیال محال ہے میرے مقدور کی تیاری کا حال مجتہد العصر کو معلوم ہے واللہ علی کل شیٔ قدیر خدا کا بندہ ہون علی کا غلام میرا خدا کریم میرا شاہ تاسخی۔ علی وارم چہ غم دارم وبا کی آنچ مدہم ہوگئی ہے پانچ سات دن بڑا زور و شور رہا پرسون خواجہ مرزا ولد خواجہ امان مع اپنی بی بی بچون کے دلی مین آیا کل رات کو اُس کا نو برس کا بیٹا ہیضہ کر کے مرگیا انا للہ و انا الیہ راجعون اور یہ بھی دبا ہے الکزنڈر ہیڈرلے مشتہر بہ الکہ صاحب مرگیا واقعی بے تکلف وہ میرا عزیز اور ترقی خواہ اور مزاج مین اور مجھہ مین متوسط تھا اسی جرم مین ماخوذ ہو کر مرا خیر یہ عالم اسباب ہے اس کے حالات سے ہمکو کیا۔

	۱۲۷ - میر مہدی کے نام	۷

جان غالب اب کے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ مجکو خود افسوس تھا پانچوین دن غذا کھائی اب اچھا ہون تندرست ہون ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ تک کچھ کھٹکا نہین ہے محرم کی پہلی تاریخ سے اللہ مالک ہے میر نصیر الدین آئے کئی بار مین نے ان کو دیکھا نہین اب کی بار درد مین مجکو غفلت بہت رہی اکثر احباب کے آنے کی خبر نہین ہوئی جب سے اچھا ہوا ہون سید صاحب نہین آئے تمھاری آنکھون کے غبار کی وجہ یہ ہے کہ جو مکان دلّی مین ڈھاے گئے اور جہان جہان سڑکین نکلین جتنی گرد اڑی اُسکو آپ نے ازراہ محبت اپنی آنکھون مین جگہہ دی بہر حال اچھے ہو جاؤ اور جلد آؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کا خط آیا تھا مین نے میرن صاحب کی آزردگی کے خوف سے اُسکا جواب نہین لکھا یہ رقعہ اُن دونون صاحبون کو پڑھا دینا کہ میر سرفراز حسین صاحب اپنے خط کی رسید سے مطلع ہو جائین اور میرن صاحب میرے پاس الفت پر اطلاع پائین۔

خط ۷۷ میر مہدی کے نام

جان غالب تمہارا خط پہونچا غزل اصلاح کے بعد پہونچتی ہے مصرعہ ہر کسی سے پوچھتا ہوں وہ کہاں ہے ؛ مصرعہ بدل دینے سے یہ شعر کس رتبہ کا ہو گیا اے میر مہدی تجھے شرم نہیں آتی مصرعہ میاں یہ اہل دہلی کی زبان ہے ؛ ارے اب اہل دہلی یا ہندو ہیں یا اہل حرفہ ہیں یا خاکی ہیں یا پنجابی ہیں یا گورے ہیں ان میں سے تو کس کی زبان کی تعریف کرتا ہے لکھنؤ کی آبادی میں کچھ فرق نہیں آیا ریاست تو جاتی رہی باقی ہر فن کے کامل لوگ موجود ہیں خس کی ٹٹی پروا ہوا اب کہاں لطف وہ تو اُسی مکان میں تھا اب میر خیراتی کی حویلی میں وہ جہت و سمت بدلی ہوئی ہے بہر حال بگذرد مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنواں بند ہو گیا لال ڈگی کے کنوئیں یکقلم کھاری ہو گئے خیر کھاری ہی پانی پیتے گرم پانی نکلتا ہے پرسوں میں سوار ہو کر کنوؤں کا حال معلوم کرنے گیا تھا مسجد جامع ہوتا ہوا راجگھاٹ دروازہ کو چلا مسجد جامع سے راجگھاٹ دروازے تک بے مبالغہ ایک صحرا لق و دق ہے اینٹوں کے ڈھیر جو پڑے ہیں وہ اگر اُٹھ جائیں تو ہو کا مکان ہو جائے یاد کرو مرزا گوہر کے باغیچہ کی اس جانب کو کئی بانس نشیب تھا اب وہ باغیچہ کے صحن کے برابر ہو گیا یہاں تک کہ راجگھاٹ کا دروازہ بند ہو گیا فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہیں باقی سب اَٹ گیا کشمیری دروازے کا حال تم دیکھ گئے ہو اب آہنی سڑک کے واسطے کلکتہ دروازے سے کابلی دروازہ تک میدان ہو گیا پنجابی کٹرہ دھوبی واس کا واڑہ رامجی گنج سعادت خان کا کٹرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی رامجی داس گودام والے کے مکانات صاحب رام کا باغ حویلی انہیں سے کسی کا پتا نہیں ملتا قصہ مختصر شہر صحرا ہو گیا تھا اب جو کنوئیں جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہو گیا تو یہ صحرا صحرائے کربلا ہو جائیگا اللہ اللہ دلی نہ رہی اور دلی والے اب تک یہاں کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہیں واہ رے حسن اعتقاد ارے بندۂ خدا اُردو بازار نہ رہا اُردو کہاں دلی اب شہر نہیں کمپ ہے چھاؤنی ہے نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر الور کا حال کچھ اور

ہے مجھے اور انقلاب سے کیا کام الکزنڈر ہیڈرلی کا کوئی خط نہیں آیا ظاہرا انکے مصاحب نہیں ورنہ وہ مجھکو ضرور خط لکھتا رہتا میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیر الدین کو دعا کہنا۔

۷۸ - میر مہدی کے نام

بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھوں دلّی کی ہستی منحصر کئی ہنگاموں پر ہے قلعہ چاندنی چوک گزیدہ بازار مسجد جامع کا ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی ہر سال میلہ پھول والوں کا یہ پانچوں باتیں اب نہیں پھر کہو دلّی کہاں ہاں کوئی شہر قلمرو ہند میں اس نام کا تھا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵ - دسمبر کو یہاں داخل ہونگے دیکھیے کہاں اترتے ہیں اور کیونکر دربار کرتے ہیں آگے کے درباروں میں سات جاگیردار تھے کہ انکا الگ الگ دربار ہوتا تھا جھجر بہادر گڑھ بلبب گڑھ فرخ نگر دوجانہ پاٹودی لوہارو چار معدوم محض ہیں جو باقی رہے اسمیں سے دوجانہ و لوہارو تحت حکومت ہانسی حصار پاٹودی حاضر اگر ہانسی حصار کے صاحب کمشنر بہادر ان دونوں کو یہاں لے آئے تو تین رئیس ورنہ ایک رئیس دربار عام والے مہاجن لوگ سب موجود اسلام میں سے صرف تین آدمی باقی ہیں میرٹھ میں مصطفےٰ خان سلطان جی میں مولوی صدر الدین بلّی ماروں میں سگ دنیا موسوم بہ اسد تینوں مردود و مطرود و محروم و مغموم شعر توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہمکو کیا ٭ آسمان سے بادہ گلفام گر برسا کرے ٭ تم آتے ہو چلے آؤ جان نثار کے چھتے کی سڑک خان چند کے کوچے کی سڑک دیکھ جاؤ بلاقی بیگم کے کوچے کا ڈھینا جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز گول میدان نکلا سن جاؤ غالب افسردہ دل کو دیکھ جاؤ چلے جاؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب الملک میر نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا۔

۷۹ - میر مہدی کے نام

میاں کیوں ناسپاسی و حق ناشناسی کرتے ہو چشم بیمار الہی چیز ہے کہ جسکی کوئی شکایت لے تمہارا منہ چشم بیمار کے لائق کہاں چشم بیمار میرن صاحب قبلہ کی آنکھ کو کہتے ہیں۔

جسکو اچھے اچھے عارف دیکھتے رہتے ہین تم گنوار چشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسی ہو چکی اب حقیقت
مفصل لکھو تم تو زجر کی عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے تمکو کیا علاقہ میرے نور چشم کی آنکھ
کیون دکھی اور یہ بال بال بچ گیا جو اُسکے خلاف کہے اُسکو غلط جانتا ہون سنے خط تمہین
جانکر نہین لکھا تمنے لکھا تھا کہ بعد عید مین دہلی آؤنگا مجھکو بھیجنے مین تامل ہوا لکھنے کچھ ہو کرتے
کچھ ہو تنخواہ کی سُنو تین برس کے روپے دو ہزار دو سو پچاس ہوئے سو مدد خرچ کے جو پائے تھے
وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو عملہ فعلہ کی نذر ہوئے مختار کار دو ہزار لایا چونکہ مین اُس کا قرضدار ہون -
روپے اُسنے اپنے گھر مین رکھے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجئے حساب کیا سود مول ستا
کم پندرہ سو ہوئے مین نے کہا میرے قرض متفرق کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو نکلے مین کہتا
ہون یہ گیارہ سو بانٹ دے تو سو بچے آدھے تو لے آدھے مجھے دے وہ کہتا ہے پندرہ سو
مجھکو دو پانسو سات تم لو یہ جھگڑا اسطے جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا خیر اسنے سے روپیہ آگیا ہے
مین نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین بات رکھی پت رکھی حاسدون کو موت آگئی
دوست شاد ہوگئے مین جیسا ننگا بھوکا ہون جب تک جیون گا ایسا ہی رہون گا میرا اور دیگر
ستے بچنا معجزہ اسد اللہی ہے ان پیسون کا ہاتھ آنا عطیہ ید اللہی ہے حاکم شہر لکھ دے کہ یہ
شخص ہرگز پنشن پانے کا مستحق نہین حاکم صدر مجھکو پنشن دلا دے اور پورا دلوائے میرن صاحب
کو دعا کہتا ہون اور مزاج کی خبر پوچھتا ہون جواب ترکی ترکی جواب عربی عربی جو انہون نے
لکھا وہ مین نے بھی لکھا تمہید المصر کو بندگی لکھون دعا لکھون کیا لکھون نہین بھئی وہ مجتہد
ہون ہوا کرین میرے تو فرزند ہین دعا ہی لکھونگا اور اسی طرح میر نصیر الدین کو بھی دعا۔

۸۰ - میر مہدی کے نام

میری جان تم کو تو بیکاری مین خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات لیے بیٹھے اگر خط
پہنچا ہے تو جواب ورنہ شکوہ شکایت وقت بے خطاب لکھنے آگے کل حکیم میر اشرف علی
آئے تھے سر منڈوا ڈالا ہے محلقین پر تو سکر پر عمل کیا ہے مین نے کہا سر منڈوا دیا ہے تو ڈاڑھی رکھو

کہنے لگے دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم واللہ اُنکی صورت قابل دیکھنے کے ہے کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب آگئے اور بحال و برقرار رہے خدا کا شکر بجا لایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی اچھی خبر سنی جائے میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا خبردار بھول نہ جائیو تمہاری شکایتہائے بیجا کا جواب یہ ہے کہ تمنے جو خط مجھکو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال کی روانگی کی اطلاع دی تھی مین نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے خط آئیگا تو مین جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۵ اکتوبر صبح کا وقت ابھی کھانا پکا بھی نہین بستر پر پڑا بیٹھا تھا کہ تمہارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا کلیان بیمار ہے ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا بولو تمہارا گلہ بیجا یا بجا بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تمنے کرنال پہونچ کر خط لکھنے مین کیون دیر کی اور ہان یہ کیا ہے کہ بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمہارے قلم سے نہین نکلا نہ اُن کی خیر و عافیت نہ اُنکی بندگی اگر وہ مجھہ سے خفا ہین تو اُنکی بندگی نہ لکھتے خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتین اچھی نہین میرن صاحب کے باب مین حیران ہون تنہا تمہارے ساتھہ گئے ہین والدہ اُنکی پانی پت مین ہین وہان کوئی مکان لیکر والدہ کو وہین بلا لینگے یا خود بعد چند روز کے یہان آجائینگے یہ دو باتین جواب طلب ہین میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب کی بود و باش کی حقیقت لکھو رہا میرا پنشن اُسکا ذکر نہ کرو اگر ملیگی تو تم کو دیجائیگی شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے لگے چار سو پانسو گھر آباد ہوگئے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا دستور جاری ہوا ہے آئندہ کیا ہوگا سلطان العلما مجتہد العصر مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ نظر اُنکے مدارج علم و عمل پر بندگی چاہیے مگر خیر مین عزیزداری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا ہون میرن صاحب کو دعا اور بعد دعا کے بہت سا پیار میر نصیر الدین کو زیادہ کیا لکھون۔

۸۱ - میر مہدی کے نام

واہ حضرت کیا خط لکھا ہے اِس خرافات کے لکھنے کا فائدہ بات اتنی ہی ہے کہ میرا پلنگ مجھکو ملا میرا بچھونا مجھکو ملا میرا حجام مجھکو ملا میرا بیت الخلا مجھکو ملا راست وہ شور کوئی آئیو کوئی آئیو

فرد ہو گیا میری جان بچی میرے آدمیون کی جان بچی مصرعہ اکنون شب من شب ست و روز من روز ست
بھلی تمنے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہونچا یا نہ پہونچا مین گمان کرتا ہون کہ نہین پہونچا اگر
پہونچتا تو بیشک وہ خط تمہاری نظر سے گزرتا اور میرن صاحب اسکی اصل حقیقت تمسے پوچھتے
اور اس صورت مین یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بدلے مجکو وہ واردات لکھتے
جو میرن صاحب مین اور تم مین بیش آئی ہیں اگر جیسا کہ میرا گمان ہے خط نہین پہونچا تو خیر
جانے دو اگر خط پہونچا ہے تو میرن صاحب سے خط کے جواب لکھوانے مین تمنے میرا دم
ناک مین کر دیا تھا اب اُنسے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیون نہین کرتے حسن بھی کیا چیز
ہے نادر کا اتنا خوف نہین جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے تم اُنسے خواہش وصال کرتے ہوئے
ڈرو میرے خط کے جواب کے باب مین کیون نہین لکھتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہین میرے خط
کا جواب اُنسے لکھوا کر بھجوا دو یہان کا وہ حال ہے جو دیکھ گئے ہو پانی گرم ہوا گرم تپش مستولی اناج مہنگا
بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا یعنی میر امداد علی آشوب کا بیٹا محمد میر شب گذشتہ کو گزر گیا آج
صبح کو اسکو دفن کر آئے جوان صالح پرہیزگار مومنین کا پیش نماز تھا انا للہ وانا الیہ راجعون
مجتہد العصر کا حکم بجا لاؤن گا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھون گا رئیس میرے
سوال کا جواب قلم انداز کر جائے گا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجے گا مجتہد العصر کو
دعا اور یہ خط پڑھا دینا میرن صاحب کو دعا اور کہنا کہ بھلا صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب
نہین لکھا ہم بھی تمہارے طرز کا تتبع کرینگے حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم مین اور
اُنہین راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی اُنکو معلوم ہو کہ حفیظ یہان
آیا ہوا ہے قبائل تمہارے نہین ہین اگر وہان کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ یہان کیون
نہ چلے آؤ شعر مین بھولا نہین تجکو اے میری جان ؛ کرون کیا کہ یان گر رہے ہین مکان ؛
برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا قہر ہے قاسم جان کی گلی سعادت خان کی نہر ہے مین
جس مکان مین رہتا ہون عالم بیگ خان کے کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کے

دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ تھا وہ گر گیا سیڑھیاں گرا چاہتی ہیں صبح کے بیٹھنے کا حجرہ
جھک رہا ہے چھتیں چھلنی ہو گئی ہیں مینہ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹہ بھر برسے کتابیں قلمدان
سب توشہ خانہ میں فرش پر کہیں لگن رکھا ہوا کہیں چلمچی دھری ہوئی خط کہاں بیٹھ کر لکھوں
پانچ چار دن سے فرصت ہے مالک مکان کو فکر مرمت آج ایک اس کی صورت نظر آئی کہا کہ آؤ
میر مہدی کے خط کا جواب لکھوں اور کی ناخوشی راہ کی محنت کشی تپ کی حرارت گرمی کی شرارت
یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال کی فکر مستقبل کا خیال تباہی کا رنج آوارگی کا ملال جو کچھ کہو
وہ کم ہے بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہے سنتے ہیں کہ نومبر میں مہاراجہ کو اختیار ملیگا مگر وہ
اختیار ایسا ہوگا جیسا کہ خدا نے خلق کو دیا ہے سب کچھ اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا آدمی کو
بدنام کیا ہے بارے رفع مرض کا حال لکھو خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہو گئی
ہو میر صاحب کہتے ہیں مصرعہ — تندرستی ہزار نعمت ہے ٭ ہائے پیش مصرعہ مرزا قربان علی
بیگ سالک نے کیا خوب بہم پہنچایا ہے مجکو پسند آیا ہے شعر تنگدستی اگر نہ ہو سالک ٭ تندرستی
ہزار نعمت ہے ٭ مجتہد العصر میر سرفراز حسین صاحب کو دعا اہا ہا میر افضل حسین صاحب کہاں
ہیں حضرت یہاں تو اس نام کا کوئی نہیں ہے لکھنؤ کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا
جے پور کے مجتہد العصر کے بھائی میرن صاحب کیوں نہ کہلائیں ہاں بھائی میرن صاحب بھلا انکو ہماری دعا کہنا

٨٢ — میر مہدی کے نام

شعر — بے مے نکند در کف من خامہ روانی ٭ سرد ست ہوا آتش بے دود کجائی ٭

میر مہدی صبح کا وقت ہے جاڑا خوب پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے دو حرف لکھتا ہوں
آگ تاپتا جاتا ہوں آگ میں گرمی نہیں مگر ہائے آتش سیال کہاں کہ جب دو جرعہ پی لیے
فوراً رگ و پے میں دوڑ گئی دل توانا ہو گیا دماغ روشن ہو نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا ساقی کوثر
کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب میاں تم پنشن پنشن کیا کرتے ہو گورنر جنرل
کہاں اور پنشن کہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

جب ان تینون نے جواب دیا ہو تو اُسکا مرافعہ (اپیل) گورنمنٹ مین کرون مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہین تم پنشن کی فکر ہے یہان کے حاکم نے میرا نام فردمین نہین لکھا مین نے اِسکا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے یہان کیا ہے مصرعہ دیکھیے کیا جواب آتا ہے ٭ بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائیگا اجی وہ یوسف ہند نہ سہی یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی اُنکی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے مجھے تو خبر نہین کہین حضرت کہہ گئے ہین کہ مین ساڑھے سات روپیہ مہینہ بھیجے جاؤنگا اب اُن کا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپھی جان بھوکی مرتی ہین خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کیجائے گی اور تمکو گواہ قرار دیا جائے گا - بہرحال میرن صاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا -

۱ ۳۴ میر مہدی کے نام

سید صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا مین میر مہدی نہین کہ میرن صاحب پر مرتا ہون میر سرفراز حسین نہین کہ اُن کو پیار کرتا ہون علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہون اُس مین تم بھی آ گئے کمال ہے کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے دوست ہون عاشق زار نہین بندۂ مہر و وفا ہون گرفتار نہین تمھارے بھائی نے سخت شوخی بلکہ نعل در آتش کر رکھا ہے ایک سلام اصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے مین بھی آؤن گا مین نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک مین کیون بھیجون وہ آئین گے تو مین اُنکو دونگا محرم تمام ہوا آج سہ شنبہ غرۂ ماہ صفر ہے حضرت کا پتا نہین ظاہرا برسات نے آنے نہ دیا برسات کا نام آ گیا سو پہلے تو مجملاً سنو ایک غدر کالون کا ایک ہنگامہ گورون کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال کی اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکیسوان دن ہے آفتاب اس طرح نظر آجاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی

اگر تارے دکھائی دیتے ہیں تو لوگ انکو جگنو سمجھ لیتے ہیں اندھیری راتوں میں چوروں کی بن آتی ہے کوئی دن نہیں کہ دو چار گھر کی چوری کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان گر گئے سیکڑوں آدمی جابجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہہ رہی ہے قصہ مختصر وہ ان کال تھا کہ مینہ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے بہہ گئے جنھوں نے ابھی نہیں بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سن لیا دلی کا حال اسکے سوا کوئی نئی بات نہیں ہے جناب میرن صاحب کو دعا زیادہ کیا لکھوں۔

۸۴ میر مہدی کے نام

میری جان تو کیا کہہ رہا ہے بنیے سے سیانا سو دیوانہ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھسے زیادہ اسکو کون سمجھیگا جو تم مجکو سمجھاتے ہو کیا میں یہ جانتا ہوں کہ ان لڑکوں کی پرورش میں کرتا ہوں استغفر اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلی کی طرح سے یہ خیال باندھتا ہوں کہ مرغی مول لونگا اور اس کے انڈے بچے بیچ کر بکری خریدوں گا اور پھر کیا کروں گا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو میں نے اپنا راز دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یوں تھی اب وہ نقش باطل ہو گیا ایک حسرت کا بیان تھا کہ خواہش کا دیکھا اس پنشن قدیم کا حال میں تو اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہوں لیکن جب تک جواب نہ پاؤں کہیں اور کیونکر چلا جاؤں حاکم اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے دیکھیے کب آئے آئے تو مجھے بھی دربار میں بلائے یا نہ بلائے خلعت ملے یا نہ ملے اس بیچ میں ایک اور پیچ آپڑا ہے اسکو دیکھ لوں اور پھر صرف اسی کا انتظار نہیں اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پنشن کے ملنے نہ ملنے کا تردد بدستور رہیگا ایک سپہر کیونکر پہنچاؤں کہ یہ سب امور ملتوی چھوڑ کر نکل جاؤں پنشن جاری ہونے پر بھی تو سوا رامپور کے کہیں ٹھکانا نہیں ہے وہاں تو جاؤں اور ضرور جاؤں تین برس ثبات خواہم اختیار کیا اب انجام کار میں اضطراب کی کیا وجہ جسکے ہو رہو اور مجکو کسی عالم میں سمجھیں اور بدظن گمان نہ کرو ہر وقت میں جیسا مناسب ہوتا ہے ویسا

دل مین آتا ہے صاحب یہ میرن صاحب نے جو دو سطرین دستخط خاص سے لکھی ہین
واللہ مین کچھ نہین سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے ۔

۸۵ منشی ہرگوپال تفتہ تخلص کے نام

شعر رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی مین معاف ؛ آج کچھ درد مرے دل مین سوا
ہوتا ہے ؛ بندہ پرور تم کو پہلے یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر کرم حسین صاحب کی
خدمت مین میرا سلام کہنا اور یہ کہنا ابتک جیتا ہون اور اس سے زیادہ میرا حال مجکو بھی
معلوم نہین مرزا حاتم علی صاحب مہر کی جناب مین میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے
پڑھ دینا شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ؛ اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست ؛
تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اُسکے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہونچا سنو
صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اُسمین بے تکلف عمر بسر کرے اس کا نام
عیش ہے تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن کے تمہاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل
ہے اور بھائی یہ جو تمہاری سخن گستری ہے اسکی شہرت مین میری بھی تو نام آوری ہے میرا حال
اس فن مین اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا مگر ہان
اپنے ہندی کلام مین سے ڈیڑھ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرعہ یاد رہگیا ہے سو گاہ گاہ جب دل الٹنے
لگتا ہے تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے شعر زندگی اپنی اسی ڈھب سے جو گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کرین گے کہ خدا رکھتے تھے ؛ پھر جب سخت گھبراتا ہون اور تنگ آتا ہون تو یہ مصرعہ
پڑھ کر چپ ہو جاتا ہون مصرعہ اے مرگ ناگہان تجھے کیا انتظار ہے ؛ یہ کوئی نہ سمجھے کہ مین
اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم مین مرتا ہون جو دکھ مجکو ہے اُسکا بیان تو معلوم مگر اُس بیان
کی طرف اشارہ کرتا ہون انگریزی کی قوم مین سے جو ان روسیاہ کالون کے ہاتھ سے
قتل ہوئے اُس مین کوئی میرا امید گاہ تھا اور کوئی میرا شفیق تھا اور کوئی میرا
دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیون مین کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد

کچھہ معشوق سو وہ سب کے سب خاک مین ملگئے ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے عزیزون کا ماتم دار ہو اُسکو زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہاے اتنے یار مرے کہ جو اب مین مرونگا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہوگا انا للہ وانا الیہ راجعون -

۸۶ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

نظم بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہے ؛ غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہے ؛ سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی ؛ یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اُسمین دم کیا ہے ؛ علاقۂ محبت ازلی کو برحق مان کر اور حقوق غلامی جناب مرتضی علی کو سچ جان کر ایک بات اور کہتا ہون کہ بینائی اگرچہ سب کو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے مانا کہ روشناسی اُس کے اختیار مین آئی ہے یہ بھی دلیل آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جب تک دید وا دید نہو سلے اپنے کو بیگانہ یکدگر سمجھین البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہین اگر سمجھین سلام کے جواب مین خط بھیجنا بڑا احسان ہے خدا کرے وہ خط جسمین مین نے آپکو سلام لکھا تھا آپکی نظر سے گذر گیا ہوا حیاناً اگر نہ دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجیے گا اور خط کے لکھنے کے احسان کو اُس خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجیے گا ہاے میرجان جا کو بکیا جوان مارا گیا ہے سچ اُس کا یہ شیوہ تھا کہ اُردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان مین شعر کہنے کی رغبت دلواتا بندہ یہ بھی اُنہین مین ہے کہ جن کا مین ماتمی ہون ہزار ہا دوست مرگئے کس کو یاد کرون اور کس سے فریاد کرون جیون تو کوئی غمخوار نہین اور مرون تو کوئی عزادار نہین غزلین آپکی دیکھین سبحان اللہ چشم بددور اُردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو فارسی سے بھی یہ خوبی مین کم نہین مشق شرط ہے اگر کیے جاؤ گے لطف پاؤ گے میرا تو بقول طالب آملی اب یہ حال ہے بیت لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ؛ دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد ؛ جب آپ نے بغیر خط کے بھیجے مجکو لکھا ہو تو کیونکر مجکو اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو پہلے تو اپنا حال لکھیے کہ مین نے سنا تھا آپ کہین کے صدر امین ہین پھر آپ اکبر آباد مین کیون

خانہ نشین ہین اس ہنگامہ مین آپکی صحبت حکام سے کیسی رہی

۸۶ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

راجہ بلوان سنگہ کا حال لکہنا ضرور ہے کہ کہان ہین اور وہ دو ہزار مہینا جو اُنکو سرکار انگریزی سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہے یا نہیں ہاے لکھنو کا حال کچھ کھلتا کہ اُس بہارستان پر کیا گذری اموال کیا ہوے اشخاص کہان گئے خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہے گمان کرتا ہون کہ بہ نسبت میرے تمکو کچھ زیادہ آگہی ہوگی امیدوار ہون کہ جو آپ پر معلوم ہے وہ مجھپر مجہول نہ رہے پتا مسکن مبارک کشمیری بازار سے زیادہ نہین معلوم ہوا اظہار اسی قدر کافی ہوگا ورنہ آپ زیادہ لکھتے مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اُنکے اس خط کے پہونچنے کی اطلاع دیجیے گا جسمین آپ کے خط کی اُنھون نے نوید لکھی تھی والسلام

۸۷ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپکا مہربانی نامہ آیا آپکی مہر انگیز اور محبت آمیز باتون سے غم بیکسی بُھلا دیا کہان دھیان لڑا ہے کہان سے دستنبو کی مناسبت کے واسطے یہ بیضا ڈھونڈھ نکالا ہے آفرین صد ہزار آفرین تیسرا مصرعہ اگر یون ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے مصرعہ نامہ خودسال خویش داد نشان ؎ مرزا تفتہ کا خط ہاترس سے آیا اُنکے لڑکے بالے اچھے ہین آپ گھبرائین نہین وہ آئینی کے آئینی ہین اگر تمہین بغیر اُنکے آرام نہین تو اُنکو بغیر تمہارے چین کہان ۱۲ صاحب بندہ اثنا عشری ہون ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہون خدا کرے میرا بھی خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو ہم تم ایک آقا کے غلام ہین تم جو مجھسے محبت کروگے یا میری غمگساری مین محنت کروگے کیا تمکو غیر جانون جو تمہارا احسان مانون تم سراپا مہر و وفا ہو واللہ اسم بامسمی ہو ۱۲ اصبا لکھہ اس کتاب کی تصحیح مین اسواسطے کرتا ہون کہ عبارت کا ڈھنگ نیا ہے صحیح کا درستا پڑھنا بڑی بات ہے اگر غلط ہو جائے تو بیہودہ عبارت نری خرافات ہی بارے بسبب التفات بھائی

منشی نبی بخش صاحب کی صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے متوقع ہون کہ وہ تکلیف سہین اور
ختم کتاب تک متوجہ رہین منشی شیو نراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی سب طرح
میرے پسند آئی چنانچہ انکو لکھ بھیجا ہے اگر ہو سکے تو سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲
حضرت چار جلدین یہان کے حکام کو دونگا اور دو جلدین ولایت کو بھیجون گا اللہ اللہ کیا
غفلت ہے اور کیا اعتماد ہے زندگی پر بہرحال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ ان چھ جلدونکی
کچھ تزئین اور آرائش کیجاوے آپ اور بھائی صاحب اور انکا فرزند رشید منشی عبد اللطیف اور
منشی شیو نراین یہ چارون صاحب فراہم ہون اور باجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے
کہ کیا کیا جاوے معہذا دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہین ہان یہ ممکن ہے کہ چار
جلدین چھ روپے مین اور دو جلدین چھ روپے مین تیار ہون پھر سوچتا ہون کہ یارب آرائش
کی گنجایش کہان ناچار چار کتابون کی جلد ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ کی اور دو کتابون کی جلدین تین روپے
کی بنائی جائے قصہ مختصر کچھ کیا جاوے یا یہی کہدیا جاوے کہ تیری راے کونسل مین مقبول
اور صرف جلدون کی تیاری منظور ہوئی بارہ روپے بھیج دیے ۱۲ مطالب اور مقاصد تمام ہوئے
اور ہم تم بزبان قلم ہمدگر ہم کلام ہوئے۔

۸۸- مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب از روے تحریر مرزا تفتہ آپکا چھ کتابون کی تزئین کی طرف متوجہ ہونا
معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دوبار لکھا کہ مین باجمال لکھتا ہون مفصل
مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہوگا یارب انکے دو خط آگئے مرزا صاحب نے اگر لکھا
ہوتا تو انکا خط کیون نہ آتا آپنے حسن اعتقاد سے یون سمجھا کہ نہ لکھنا بمقتضاے یکدلی ہے
جب اپنا کام سمجھ لئے تو مجکو لکھنا کیا ضرور ہے مگر اسکو کیا کرون کہ جواب طلب باتون کا جواب
نہین مطبع اخبار آفتاب عالمتاب مین یکم ستمبر ۱۸۵۸ع حال سے حکیم احسن اللہ خان کا نام
لکھوا دینا اور دو نمبرون کا ایکبار بھجوا دینا اور آیندہ ہر ہفتہ اسکے ارسال کا طور ٹھہرا دینا

کیوں صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا اور اگر دشوار تھا تو اس کی اطلاع
دینی کیا دشوار تھی ابھی شکایت نہیں کرتا پوچھتا ہوں کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہیں یا نہیں
مرزا تفتہ کے ایک خط میں یہ قصہ لکھ چکا ہوں کیا اُنہوں نے بھی وہ خط تمکو نہیں پڑھایا
ہرچند عقل دوڑائی کوئی درنگ کی وجہ خیال میں نہ آئی اب حصول مدعا سے قطع نظر میں یہ سوچ
رہا ہوں کہ دیکھوں چھ مہینے بعد بیس دن بعد اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہیں تو اس امر
خاص کا جواب کیا لکھتے ہیں میں بھی شاعر ہوں اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے بھی خیال
میں آجاتا کوئی عذر ایسا میرے ذہن میں نہیں آتا کہ قابل سماعت کے ہو میں بھی تو دیکھوں
تم کیا لکھتے ہو ۱۲

۸۹- مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرا بباده دلیہا سے مست توان بخشید ؛ خط نموده ام و چشم آفرین دارم ؛ کل دوشنبہ
کا دن ۲۰ ستمبر کی تھی صبح کو میں نے آپ کو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک میں بھیج دیا
دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمہارا خط اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب
میں آپ سے مانگتا ہوں وہ نہیں پہونچا کچھ شکوہ سے شرمندگی اور کچھ خط کے نہ پہونچنے
سے حیرت ہوئی دوپہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھ کر ٹکٹ لگانے لگا بکس میں سے
وہ تمہارے نام کا خط نکل آیا اب میں سمجھا کہ خط لکھ کر بھول گیا ہوں اور ڈاک میں نہیں بھیجا
اپنے نسیان کو نفرین کی اور چپ ہو رہا متوقع ہوں کہ میرا قصور معاف ہو لیا چاہئے عفو
جرم کے آپکے کل کے خط کا جواب لکھتا ہوں ۱۲ سبحان اللہ جلدوں کی آرایش کی اُنہیں کیا
اچھی فکر کی ہے میرے دل میں بھی ایسی ہی ایسی باتیں تھیں یقین ہے کہ متاع شاہوار
ہوجائیگی ابار مہرہ اگر ہو جائیگا تو حرف خوب چمک جائیں گے اِس کا خیال اُن چار جلدونا
میں بھی رہے بارہ روپے کی ہنڈوی پہونچتی ہے روپیہ وصول کر کر مجکو اطلاع دیجیگا ورنہ میں
مشوش رہونگا ۱۲ حضرت یہاں دو خبریں مشہور ہیں انکے باب میں آپ سے تصدیق چاہتا ہوں

ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہین کہ آگرہ مین اشتہار جاری ہوگیا ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے کہ
کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان مین ہوگیا - دوسری خبر یہ ہے کہ جناب
اڈمنسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کے چیف سکرتر اکبرآباد کے لفٹنٹ گورنر بہادر ہوگئے
خبرین دونون اچھی ہین خدا کرے سچ ہون اور سچ ہونا انکا آپکے لکھنے پر منحصر ہے ۱۲ ہان صاحب
ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے مین نے حضرت ملکۂ معظمۂ انگلستان کی مدح مین ایک قصیدہ
ان دنون مین لکھا ہے تہنیت فتح ہند اور عملداری شاہی ساٹھ بیت ہے منظور یہ تھا کہ کتاب
کے ساتھ قصیدہ اور ایک کاغذ مذہب پر لکھکر بھیجون پھر یہ خیال مین آیا کہ دس سطر کے مسطر
پر کتاب لکھی گئی ہے یعنی چھاپہ ہوئی ہے اگر یہ چھ صفحے یعنی تین ورق اور چھپ کر اس کتاب
کے آغاز مین شامل جلد ہوجائین تو بات اچھی ہے آپ اور منشی نبی بخش صاحب اور مرزا تفتہ
منشی شیونراین صاحب سے کہکر اس کا طور درست کرین اور پھر مجکو اطلاع دین تو مین
مسودہ آپکے پاس بھیج دون جب کتاب سب چھپ چکے تو یہ چھپ جائے دو باتین
ہین - ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اوپر لگایا جاوے پہلے کتاب سے دوسرے یہ کہ اسکی
سیاہ قلم کی لوح الگ ہو اور پہلے صفحہ پر جسطرح کتاب کا نام چھاپتے ہین اس طرح یہ بھی چھاپا جاوے
کہ (قصیدہ در مدح جناب ملکۂ انگلستان خلد اللہ ملکہا) میرا نام کچھ ضرور نہین کتاب کے پہلے
صفحہ پر تو ہوگا ۱۲ ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب باصواب یعنی نوید قبول
جلد لکھئے ۱۲

۹۰ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب خدا تمکو دولت و اقبال روز افزون عطا کرے اور ہم تم ایک جگہ رہا
کرین خدا کرے قصیدے کے چھاپے کی منظوری اور ہنڈوی کی رسید آ گئے گویا صفر
کے مہینے مین عید آئی ہنڈوی کا روپیہ جب چاہو تب منگواؤ اور کتابون کی لوحین اور جلدین
موافق اپنی رائے کے بنواؤ ۱۲ - اب آپ دو ورقہ کا ڈاک مین بھیجنا موقوف رکھین اور کتابون کی

درستی پر بہت مصروف رکہیں قصیدے کے مسودے کا ورق مرزا تفتہ کے خط مین پہونچ گیا ہوگا آپ نے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکہا ہوگا۔ قصیدے کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہے پر دیکہا چاہئیے صاحب مطبع کو کیا منظور ہے اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کرین گے تو ہم پانچ سات روپے سے اور بھی انکا بھرنا بہرینگے ۱۲ جناب اونسٹن صاحب بہادر سے مین صورت آشنا نہین کبہی مین نے انکو دیکہا نہین خطون کی میرے انکے ملاقات ہے اور نامہ وپیام کی یون بات ہے کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہے بذریعہ جناب صاحب بہادر اجنٹ دہلی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھیجواتا ہون اور صاحب سکرتر بہادر گورنمنٹ کا خط اسکی رسید مین بسبیل ڈاک پاتا ہون جب جناب لارڈ کیننگ بہادر نے کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا تو مین نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک مین بھیجوایا اونسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر کا جو مجکو خط آیا تو انہون نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑہایا قبل ازین خان صاحب بسیار مہربان دوستان میرا القاب تھا اس قدرشناس نے ازراہ قدرافزائی صاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکہا اب فرمائیے اُن کو کیونکر اپنا محسن اور مربی نہ جانون کیا کافر ہون جو احسان نہ مانون ۱۲ برخوردار مرزا تفتہ کو دعا کہتا ہون بھائی اب مین اس کا منتظر رہتا ہون کہ تم اور مرزا صاحب مجکو لکھو کہ لو صاحب دستنبو کا چہاپہ تمام کیا گیا اور قصیدہ چہاپ کر ابتدا مین لگا دیا گیا مادہ تاریخ مین کیا برائی ہے جو تمہارے جی مین یہ بات آئی ہے کہ مجہہ سے بار بار پوچھتے ہو مادہ اچہا ہے قطعہ لکھ لو اور خاتمہ کتاب پر لگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دونون قطعے رہین اگر وہان ولی اور صاحب شاعر ہون تو وہ بھی کہین اس عبارت سے یہ نہ سمجہنا کہ روے سخن ساری خدائی کی طرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اس سے مین چاہیئے اور انکا نام بھی اس کتاب مین چاہیئے ۱۲- اس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ

ڈاک کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیونراین صاحب کا خط لایا بارے قصیدہ کا مسودہ پہونچ گیا اور منشی صاحب نے اسکا چھاپنا قبول کیا یہ تشویش رفع ہوگئی آپ اُن سے میرا سلام کہیئے گا اور یہ کہیئے گا مصرعہ شکر را فتہاے تو چندانکہ را فتہاے تو ؛ اور یہ انکو اطلاع دیجیئے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجکو نہین پہونچا ورنہ کیا امکان تھا کہ مین اُسکی رسید نہ لکھتا ۱۲

مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب آپکے خامۂ مشکبار کی ضربے کتابون کی لوح طلائی کا آوازہ یہانتک پہونچا بلکہ مجکو اُن کی لوحون کا ہر خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھنا ہے اور کیا کہنا ہے مجکو تو بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ خاموشی از ثنا ہے تو حد ثنا ہے تست ؛ دل مین خوش ہوکر چپ رہنا ہی حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے مجکو آپ کے حکم کا بجالانا منظور ہے اس نذر کے بھیجنے کے بعد جب کوئی اُنکا عنایت نامہ آیگا تو بندۂ درگاہ مدح گستری کا جوہر دکھائیگا اُس نظم مین آپ کا ذکر خیر بھی آجائیگا اب یہ تو فرمایئے کہ مدت انتظار کب انجام پائیگی اور کتابون کی روانگی کی خبر مجکو کب آئیگی آپ کی فرط توجہ کا سب طرح یقین ہے سیاہ قلم کی پانچون لوحین بھی اگر بن گئی ہون تو کچھ عجب نہین ہے جلدون کا بننا البتہ چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیونراین صاحب کی ہمت اُسکے انجام ہونے پر مصروف ہے یارب اسی اکتوبر کے مہینے مین یہ کام انجام پاجائے اور چالیس جلدون کا پشتارہ میرے پاس آجائے ۱۲

مرزا تفتہ کو کیا دون اور کیا لکھون مگر دعا دون اور دعا لکھون صاحب اب ڈھیل نہ کرو کام مین تعجیل کرو مصرعہ اے ز فرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش ؛ خدا کرے نثر کی تحریر انجام پاگئی ہو اور قصیدہ کے چھاپنے کی نوبت آگئی ہو قصیدہ کا نثر کے پہلے لگانا از راہ کرم و اعزاز ہے ورنہ نثر مین اور صنعت اور نظم کا اور انداز ہے یہ اُسکا دیباچہ کیون ہو بلکہ صورت اِن دونون کے اجماع کی یون ہو کہ سر رشتۂ آمیزش توڑ دیا جائے اور قصیدے کے اور دستنبو کے بیچ مین

ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائے ۱۲ راے امید سنگھ کا کوئی خط اگر اندور سے آیا ہو تو مجھکو بھی آگہی دو چاہو تمھین ابتدا کرو اور ایک خط اُنکو لکھو اور اُسکا پیرایہ اس بات پر رکھو کہ اب وہ کتابین تیار ہونے کو آئی ہین آپ کی خدمت مین کہان بھیجی جائین اور کیا پتا لکھا جائے یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور اُن کو جواب لکھنا پڑے گا۔

۱	۹۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام	

مرزا صاحب مین نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتین کیا کرو ہجر مین وصال کے مزے لیا کرو کیا تمنے مجھسے بات کرنے کی قسم کھائی ہے اتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمہارے جی مین آئی برسون ہو گئے کہ تمہارا خط نہین آیا نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابون کا بیورا بھیجو آیا ہان مرزا تفتہ نے بانرس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق یا پانچ کتابون کے آغاز کے اُنکو دے آیا ہون اور اُنہون نے سیاہ قلم کی لوحون کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوئے جو تمنے خبر دی ہے کہ دو کتابون کی طلائی لوح مرتب ہو گئی ہے پھر اب اُن دو کتابون کی جلدین بنجانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچ کتابون کے تیار ہونے مین درنگ کسقدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسون آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ تمہاری چالیس کتابین بعد منہائی یعنے سات جلدون کے اسی ہفتہ مین تمہارے پاس پہونچ جائینگی اب حضرت ارشاد کرین کہ یہ سات جلدین کب آئینگی ہرچند کاریگرون کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھون کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کرے اُن تینتیس جلدون کے ساتھ یا دو تین روز آگے پیچھے یہ سات جلدین آپ کی عنایتی بھی آ جائین تا خاص و عام جا بجا بھیجی جائین میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہین رہا ضیاء الدین خان اور حسین مرزا جمع کر لیتے تھے جو مین نے کہا اُنہون نے لکھا لیا اُن دونون کے گھر لٹ گئے ہزارون روپیے کے کتاب خانے برباد ہو گئے اب مین اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہون کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری

کہین سے لکھوا لایا اُسنے وہ کاغذ جو مجکو دکہایا یقین سمجہنا کہ مجکو رونا آیا غزل تم کو بھیجتا ہون اور
صلہ مین اُسکے اس خط کا جواب چاہتا ہون غزل درد منت کش دوا نہ ہوا * مین نہ اچہا
ہوا برا نہوا * جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو * اک تماشا ہوا گلہ نہوا * رہزنی ہے کہ دلستانی
ہے * لیکے دل دلستان روانہ ہوا * ہے خبر گرم اُن کے آنے کی * آج ہی گہر مین بوریا
نہوا * زخم گر دب گیا لہو نہ تھما * کام گر رک گیا روا نہوا * کتنے شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب
گالیان کہا کے بے مزا نہوا * کیا وہ نمرود کی خدائی تہی * بندگی مین مرا بہلا نہوا * جان دی
دی ہوئی اُسیکی تہی * حق تو یون ہے کہ حق ادا نہوا * کچہ تو پڑہیے کہ لوگ کہتے ہین * آج غالب
غزل سرا نہوا *

۹۳ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب مطبع مین سے سات وہ کتابین یقین ہے کہ آج کل بھیجی جائین اور پس و
پیش سات جلدین آپ کی سوائی ہوئی بھی آئین بالفعل ایک اور عقدہ سر رشتہ خیال مین
پڑا ہے یعنی از روے اخبار مفید خلائق ذہن یون لڑا ہے کہ اس ہفتہ مین جناب اڈمنسٹن
صاحب بہادر آگرہ آئینگے اور مسند لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائین گے اس صورت
مین غالب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر انکی جگہ چیف سکرتر ہو جائین گے پہر دیکہیے کہ یہ محکمہ
لفٹنٹ گورنری مین اپنا سکرتر کسکو بنائین گے میر منشی اس محکمے کے تو وہی منشی غلام غوث خان
رہینگے دیکہیے ہمارے منشی مولوی قمر الدین خان کہان رہینگے بہرحال آپ سے یہ استدعا ہے
کہ پہلے کتابون کا حال لکہیے اور پہر جدا جدا جواب ہر سوال کا لکہیے جب تک اڈمنسٹن صاحب
بہادر چیف سکرتر تہے تو یہ خیال مین تہا کہ انکی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنی دو کتابین
مع اپنے خط کے اُنکے پاس بہیجونگا اب حیران ہون کہ کیا کرون آیا انکی جگہہ سکرتر کون
ہوا اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوے تو انہون نے سکرتر کس کو کیا میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون
رہا اور گورنر جنرل کا میر منشی کون ہے جو آپ کو معلوم ہو وہ اور جو نہ معلوم ہو وہ

دریافت کر کے لکھیے قمرالدین خان کا حال ضرور میر منشی غلام غوث خان کا حال پر ضرور بھائی میرے سر کی قسم اس خط کا جواب ضرور لکھنا اور بمفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھسا کند ذہن اچھی طرح اسکو سمجھے زیادہ کیا لکھوں۔

۹۴ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تھا گویا میرے حق مین روز عید تھا چار گھڑی دن رہے نامہ فرحت فرجام آیا اور چار گھڑی کے بعد وقت شام بیست سات جلدون کا پارسل پہونچا ؛ واہ کیا خوب برمحل پہونچا ؛ آدمی کو موافق اس کی تمنا کے آرزو بر آنی بہت محال ہے میری آرزو ایسی بر آئی کہ برتر از وہم و خیال ہے بتاؤ تو میرے تصور مین بھی نہین گذرتا تھا مین تو صرف اسی قدر خیال کرتا تھا کہ جلدین بندھی ہوئی دو کی لوحین زرین اور پانچ کی لوحین سیاہ قلم کی ہون گی واللہ اگر تصور مین بھی گذرتا ہو کہ کتابین اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان مین رہو ائمہ اطہار علیہم السلام کی امان مین رہو میرا مقصود یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اُن چار کے بنجائے نہ یہ کہ دو کتابون کا سا رنگ دکھائے اب مین حیران ہون کہ آیا شمار لیجئے اُن بارہ روپے مین برکت دی یا کچھ تمہارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلون کا محصول دو رجسٹریون کا محصول تین کتابون کی لوحین طلائی یہ ساری بات اُس روپے مین کس طرح بن آئی اور کیونکر معلوم کرون کس سے پوچھون خدا کرے تم تکلف نہ کرو اور اس امر کے اظہار مین توقف نہ کرو حقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوئے آرام نہین آتا جہان محبتین دینی اور روحانی ہون وہان تکلف کا کام نہین آتا زیادہ اس سے کہ شکرگزار ہون اور شرمسار ہون کیا لکھون مصرعہ چارہ خاموشیست تا چیزے راکہ از تحسین گذشت۔

۹۵ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپ کا خط کل پہونچا آج جواب لکھتا ہون دادو دنیا کتنا شتابی لکھتا ہون

مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے پہلے تمسے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی
خطوط میں تمکو غم و اندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے پس اگر کسی بے درد پر دل آیا ہے تو شکایت کی
کیا گنجایش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب دوستان درخور افزایش ہے بقول غالب علیہ الرحمہ بیت کسی کو
دے کے دل کوئی نوا سنج فغاں کیوں ہو ✤ نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو ✤
ہے ہے حسن مطلع یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے مصرعہ ہوا تو دوست جس کا دشمن اسکا
آسمان کیوں ہو ✤ افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے ۱۲ اور اگر خدانخواستہ باعث
غم دنیا ہے تو بھائی ہمارے ہمدرد ہو ہم اس بوجھ کو مردانہ اٹھا رہے ہیں تم بھی اٹھاؤ اگر مرد ہو بقول
غالب مرحوم شعر ولا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر ✤ نہ گریہ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے
سحر ہوگی خیر ہوگی اس زمین میں وہ شعر یعنی شعر تمہارے واسطے دل سے مکان کوئی نہیں
بہتر ✤ جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہوگی ✤ کتنا خوب ہے اردو کا کیا اچھا اسلوب
ہے قصیدے کا مشتاق ہوں خدا کرے جلد چھپا پایا جائے تو ہمارے دیکھنے میں بھی آئے کیا کہئے
بھلا کہئے یہ زمین ایکبار یہاں طرح ہوئی تھی - مگر سحر اور ہی تھی غالب اشعار کہوں جو حال
تو کہتے ہو مدعا کہئے ✤ تمہیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہئے ✤ رہے نہ جان تو قاتل کو
خون بہا دیجے ✤ کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہئے ✤ سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب ✤
خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے ✤ اور وہ جو فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہے اسمیں ایک میرا
قطعہ ہے کہ وہ میں نے کلکتہ میں کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست
تھے انہوں نے ایک مجلس میں چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھ کر مجھے
کہا کہ اسکی کچھہ تشبیہات نظم کیجیے میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ کہکر انکو دیا اور
صلہ میں وہ ڈلی ان سے لی اب سوچ رہا ہوں جو شعر یاد آتے جاتے ہیں لکھتا جاتا ہوں قطعہ
ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی ✤ زیب دیتا ہے اسے جسقدر اچھا کہئے ✤ خامہ انگشت
بدنداں کہ اسے کیا لکھئے ✤ ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے ✤ اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے ✤

خال مشکین رخ دلکش لیلی کہیے ٭ حجر الاسود دیوار حرم کیجیے فرض ٭ نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے صومعہ مین اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز ٭ میکدہ مین اسے خشت خم صہبا کہیے ٭ مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے ٭ سر پستان پریزادے مانا کہیے ٭ غرض کہ بہت باتیں بچپتیاں ہین اشعار سب کب یاد آتے ہین آخر کی بیت یہ ہے بیت اپنے حضرت کی کف دست کو دل کیجیے فرض ٭ اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے ٭ تو حضرت آپکے خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا درد دل سنو برخوردار منشی شیونراین نے میرے دو خطون کا جواب نہین لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے تم انکو میری دعا کہیو اور کہیو کہ میان سیر الکلام بند ہے اس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہے تو جلد بھیجو اور اگر اس کے بھیجنے مین دیر ہی ہو تو یہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہے یا طلائی ۱۲

۹۶ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شکر بجالاتا ہون کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہون مرزا تفتہ کا خط جو آپ نے نقل کر کر بھیجدیا ہے مین نے منشی شیونراین کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہے اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت انھین سے پسند آیا کرے وہ خطاین لکھ دیا کرو خط مفت مین تمام ہوجایا کریگا اور تمہارے خط کے آنے کا نام ہوجایا کریگا اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اس کا دیکھنا مشاہدہ اخبار پر موقوف رہا مصرعہ برات عاشقان بر شاخ آہو ٭ واقعی جو اخبار آگرہ سے دلی آتے ہین وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہین۔ صاحب ہوش مین آؤ اور مجھکو بتاؤ کہ یہان جو پارسیون کی دو کانون مین فرنچ اور شامپین کے درجن دھرے ہوئے ہین یا ساہوکارون کے اور جوہریون کے گھر روپیہ اور جواہر سے بھرے ہوئے ہین کہان وہ شراب پینے جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اٹھاؤنگا بس اب زیادہ باتین نہ بنائیے اور وہ قصیدہ مجکو بھجوائیے مین نے کتابین جابجا بسبیل پارسل ارسال کی ہین اگرچہ پہونچنے کی خبر پائی ہے مگر نوید قبول ابھی کہین سے نہین آئی ہے مشعر رات دن

گردش مین ہین سات آسمان ÷ ہو رہیگا کچھہ نہ کچھہ گھبرائین کیا ÷ دیکھنا بھائی اس غزل کا مطلع کیا ہے غزل جور سے باز آئے پر باز آئین کیا ÷ کہتے ہین ہم تجکو مُنہ دکھلائین کیا ÷ موج خون سر سے گذر ہی کیون نہ جائے ÷ آستان یار سے اُٹھ جائین کیا ÷ لاگ ہو تو اسکو ہم سمجھین لگاو ÷ جب نہ ہو کچھہ بھی تو دہوکا کھائین کیا ÷ پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے ÷ کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا ÷ غزل ناتمام غزل ہے بسکہ ہر اک اُنکے اشارے مین نشان اور ÷ کرتے ہین محبت تو گذرتا ہے گمان اور ÷ تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اُٹھینگے ÷ لے آئینگے بازار سے جاکر دل و جان اور ÷ لوگون کو ہے خورشید جہانتاب کا دہوکا ÷ ہر روز دکھاتا ہون مین اک داغ نہان اور ÷ ابرو سے ہے کیا اُس نگہ ناز کو پیوند ÷ ہے تیر مقرر مگر اسکی ہے کمان اور ÷ یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات ÷ دے اور دل اُنکو جو نہ دے مجکو زبان اور ÷ ہرچند سبکدست ہوئے بت شکنی مین ÷ ہم ہین تو ابھی راہ مین ہے سنگ گران اور ÷ پاتے ہین نہ جب راہ تو چڑھ جاتے ہین نالے ÷ رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے روان اور ÷ مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اُڑ جائے ÷ جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور ÷ ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے ÷ کہتے ہین کہ غالب کا ہے انداز بیان اور ÷ دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہے انگیٹھی رکھی ہوئی ہے آگ تاپ رہا ہون اور خط لکھہ رہا ہون یہ اشعار یاد آگئے تمکو لکھہ بھیجے والسلام —

۹۷ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام ۹۶

بھائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہونچا اصل خط تمہارا لفافہ مین لپیٹ کر مرزا تفتہ کو بھیج دیا تاکہ حال اُنکو مفصل معلوم ہوجائے بعد اس رپورٹ کے تمکو تہنیت دیتا ہون پروردگار بتصدیق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تمکو مبارک کرے اور منصبہاے خطیر اور مدارج عظیم کو پہونچاوے واقعی کہ تمنے بڑی جرات کی فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلے گئے یا تمنا سپاہی کی ہاں پہنچی تمکی مردانگی سے دولت کا ہاتھہ آنا مع نیکنامی اس سے بہتر

کوئی بات نہین اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو ایسا کہ سال آئندہ تک چشم بدوور صدر الصدور ہو جاؤ انشاء اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ بسمل نے تمہارا ذکر مجھسے کیا تھا اور وہ اشعار جو تمنے اُسکے حسن کے وصف مین لکھے تھے تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے مجکو دکھائے تھے اب ایک یہ زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہین انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی آجائے گا کہ ہم تم باہم بیٹھین اور باتین کرین قلم بیکار ہوجائے زبان بر سر گفتار آئے ۱۲ - انشاء اللہ خان کا بھی قصیدہ مین نے دیکھا ہے تمنے بہت بڑھ کر لکھا ہے اور اچھا سمان باندھا ہے زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے معانی نازک مطالب کا بیان دلنشین ہے زیادہ کیا لکھون ۔

۹۸ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر خود شکوہ دلیل رفع آزار بس ست ✻ آید بزبان ہرانچہ از دل بر دو ✻ بندہ پرور فقیر شکوہ سے برا نہین مانتا مگر شکوہ کے فن کو سوا میرے کوئی نہین جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے منہ نہ موڑے اور معہذا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مجکو آپ کا فرخ آباد جانا معلوم ہوگیا تھا اسواسطے آپکو خط نہین لکھا تھا کیا مین یہ نہین کہسکتا کہ مین نے اس عرصہ مین کئی خط بھجوائے اور وہ اُلٹے پھر آئے آپ شکوہ کا ہے کو کرتے ہین اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہین نہ جاتے وقت لکھا کہ مین کہان جاتا ہون نہ وہان جا کر لکھا کہ مین کہان رہتا ہون کل آپ کا مہربانی نامہ آیا آج مین نے اُس کا جواب بھجوایا کہیے اپنے دعوی مین صادق ہون یا نہین بس دردمندون کو زیادہ ستانا اچھا نہین مرزا تفتہ سے آپ فقط اُنکے خط نہ لکھنے کے سبب سے گرانے ہین مین یہ بھی نہین جانتا کہ ان دنون مین کہان ہین آج تو کالت علی اللہ سکندرآباد خط بھیجتا ہون دیکھون کیا دیکھتا ہون ۔

۹۹ - مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

۸

شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب ✻ اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

حلیۂ مبارک نظر افروز ہوا جانتے ہو کہ مرزا یوسف علی خان عزیز نے جو کچہہ تمسے کہا اُس کا منشا کیا ہے کبھی مین نے بزم احباب مین کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہون کہ وہ طرحدار آدمی ہین اور بھائی تمہاری طرحداری کا ذکر مین نے مغل جان سے سنا تھا جس زمانے مین کہ وہ نواب حامد علی خان کی نوکر تہی اور اُنمین مجہہ مین بے تکلفانہ ربط تھا تو اکثر مغل سے پہرون اختلاط ہوا کرتے تھے اُسنے تمہارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجکو دکہائے ہین بہرحال تمہارا حلیہ دیکھکر تمہارے کشیدہ قامت ہونے پر مجکو رشک نہ آیا کس واسطے کہ میرا قد بھی درازی مین انگشت نما ہے تمہارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا کسواسطے کہ جب مین جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تہا اور دیدہ ور لوگ اُسکی ستایش کیا کرتے تھے اب جو کبھی مجکو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے تو چہاتی پر سانپ سا پہر جاتا ہے ہان مجکو رشک آیا اور مین نے خون جگر کہایا تو اس کلمہ پر کہ (ڈاڑہی خوب گہٹی ہوئی ہے) وہ مزے یاد آگئے کیا کہون جی پر کیا گذری بقول شیخ علی حزین شعر تا دسترسم بود زدم چاک گریبان ٭ شرمندگی از خرقہ پشمینہ ندارم ٭ جب ڈاڑہی موچھہ مین سفید بال آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے گالون پر نظر آنے لگے اس سے بڑہ کر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے ناچار مسی بہی چہوڑدی اور ڈاڑہی بہی مگر یہ اور سمجھیے کہ اس بہونڈے شہر مین ایک وردی ہے عام ملا حافظ بساطی نیچہ بند دہوبی سقہ بھٹیارا جولاہہ کنجڑا منہ پر ڈاڑہی سر پر بال فقیر نے جسدن ڈاڑہی رکھی اُسی دن سر منڈایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہون ۱۲ صاحب بندہ دستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریدرک اونشٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غربی شمال کی نذر بھیجی تہی سو اُنکا فارسی خط محررہ دہم مارچ مشتمل بر تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق ڈاک آگیا پہر مین نے تہنیت مین لفٹنٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بہیجا اُسکی رسید مین نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بسبیل ڈاک مرقومہ چہاردہم آگیا پھر ایک قصیدہ فارسی مدح اور تہنیت مین جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر

پنجاب کی خدمت میں بواسطۂ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اُنکا مہری خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا پنشن کے باب میں ابھی کچھ حکم نہیں اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہیں دیر آید درست آید اناج کھاتا ہی نہیں ہوں آدھ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو ملے جاتی ہے شعر ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے ؀ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے ؀ اگر ہم فقیر سچے ہیں اور اس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہونچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اب پہونچا دینگے۔

۱۰۰۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

جناب مرزا صاحب آپکا غم افزا نامہ پہونچا میں نے پڑھا یوسف علی خان عزیز کو پڑھوا دیا اُنہوں نے جو میرے سامنے اُس مرحومہ کا اور آپکا معاملہ بیان کیا یعنی اُس کی اطاعت اور تمہاری اُس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا میں فردوسی اور فقرا میں حسن بصری اور عشاق میں مجنون یہ تین آدمی تین فن میں سر دفتر اور پیشوا ہیں شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہو جاوے فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھائے عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنون کی ہم طرحی نصیب ہوے لیلیٰ اُسکے سامنے مری تھی تمہاری محبوبہ تمہارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھ کر ہوے کہ لیلیٰ اپنے گھر میں اور تمہاری معشوقہ تمہارے گھر میں مری بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہیں جسپر مرتے ہیں اُسکو مار رکھتے ہیں میں بھی مغل بچہ ہوں عمر بھر میں ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو میں نے بھی مار رکھا ہے خدا اُن دونوں کو بخشے اور ہم تم دونوں کو بھی کہ زخم مرگ دوست کھائے ہوے ہیں مغفرت کرے چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے باآنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا اس فن سے میں بیگانہ محض ہو گیا لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائیں یاد آتی ہیں اُس کا مرنا زندگی بھر نہ بھولونگا جانتا ہوں کہ تمہارے دل پر کیا گذرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامہ سازی عشق مجازی چھوڑو دیبیت سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی ؀ عشق محمد بس ست و آل محمد ؀ اللہ بس ماسوے ہوس۔

۱۰۱۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب ہمکو یہ باتین پسند نہین پینسٹھ برس کی عمر ہے پچاس برس عالم رنگ و
بو کی سیر کی ہے ابتداے شباب مین ایک مرشد کامل نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہمکو زہد و ورع منظور
نہین ہم مانع فسق و فجور نہین پیو کھاؤ مزے اڑاؤ مگر یہ یاد رہے کہ مصری کی مکھی بنو شہد کی
نہ بنو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہے کسی کے مرنے کا وہ غم کرے جو آپ نہ مرے کیسی اشک
فشانی کہان کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجا لاؤ غم نہ کھاؤ اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے
خوش ہو تو چنا جان نہ سہی منا جان سہی مین جب بہشت کا تصور کرتا ہون اور سوچتا ہون کہ
اگر مغفرت ہو گئی ایک قصر ملا اور ایک حور ملی اقامت جاودانی ہے اور اُسی ایک نیکبخت کے
ساتھہ زندگانی ہے اِس تصور سے جی گھبراتا ہے اور کلیجا منہ کو آتا ہے ہے ہے وہ حور اجیرن
ہوجائیگی طبیعت کیون نہ گھبرائیگی وہی زمردین کاخ اور وہی طوبیٰ کی ایک شاخ چشم بد دور وہی
ایک حور بھائی ہوش مین آؤ کہین اور دل لگاؤ بیت زن نو کن اے دوست در ہر بہار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار ٭ مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدس دیکھا سراپا پسند ذکر بہ جہت
ناپسند اپنے نام کا خط مع اُن اشعار کے مرزا یوسف علی خان عزیز کے حوالہ کیا ۱۲ مکرمی محمد علیخان
صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون پروردگار اُنکو سلامت رکھے ۱۲ مولوی عبدالوہاب
صاحب کو میرا سلام دو کے مجھے فارسی عبارت مین خط لکھوایا مین منتظر رہا کہ آپ لکھنؤ جاکر
وہ عبارت جناب قبلہ وکعبہ کو دکھائینگے اُنکے مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجکو رقم فرمائینگے
مین کیا جانون کہ حضرت میرے وطن مین جلوہ افروز ہین مصرعہ یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم
اب مجھے اُنسے یہ استدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجکو خط لکھین اور لکھنؤ نہ جانے کا سبب اور
جناب قبلہ وکعبہ کا حال جو کچھہ معلوم ہو وہ اس خط مین درج کرین۔

۱۰۲۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

صاحب میرے عہدۂ وکالت مبارک ہو موکلون سے کام لیا کیجیے پریون کو تسخیر

کیا کیجیے مثنوی پہونچی جہوٹ بولنا میرا شعار نہین کیا خوب بول چال ہے انداز اچھا بیان اچھا روزمرہ صاف حبشیون کا استغاثہ کیا کہون کیا مزہ دے رہا ہے ۵ بگم صاحب کہپوڑے مین پھنسایا۔ چھٹا بیگم نے بے حرمت کرایا۔ اس مثنوی نے اگلی مثنویون کو تقویم پارینہ بنادیا۔ بیان بخشایش ہم گنہگارون تک کیون پہونچیگا مگر ہان اس راہ سے مصرعہ کہ مستحق کرامت گناہگارانند۔ بخشش کا متوقع ہون مین ابہی تک یہ بہی نہین سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہے یا نثر ہے اور مضمون اُسکا کیا ہے مرزا یوسف علی خان آٹھ آٹھ دس دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی شہر مین مقیم ہین ایک ہندو امیر کے گھر پر مکتب کا طور کرلیا ہے میرے مسکن کے پاس ایک مکان کرایہ کو لے لیا ہے اُسمین رہتے ہین اگر اُنکو خط بہیجو تو میرے مکان کا پتا لکھہ دینا اور یہ بہی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام ہان یار عزیز کے خط پر میرے مکان کے قریب کا پتا ضرور ہے دو روز سے شعاع مہر کو دیکھہ رہے ہین اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے وہ نواب ہر وقت یہین تشریف رکھتے ہین رات کو تو پہر چھہ گھڑی کی نشست روز رہتی ہے ابہی یہین سے اُٹھکر مکتب کو گئے ہین تمکو سلام کہتے ہین اور شعاع مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہین۔

	۱۰۳ - نواب انورالدولہ بہادر شفق کے نام	فہرست ۲۸

شعر ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔ خداوند نعمت آج دوشنبہ ۶ - رمضان کی اور ۱۵ - فروری کی ہے اسوقت کہ بارہ پر تین بجے ہین عطوفت نامہ پہونچا ادہر پڑھا اُدہر جواب لکھا ڈاک کا وقت نہ رہا خط کو معنون کر رکھتا ہون کل سہ شنبہ ۱۶ فروری کو ڈاک مین بھجواؤنگا سال گذشتہ مجھپر بہت سخت گذرا - ۱۲ - ۱۳ مہینے صاحب فراش رہا اُٹھنا دشوار تہا چلنا پہرنا کیسا نہ تپ نہ کہانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پانون تک بارہ پہوڑے پہر پہوڑا ایک زخم اور ہر زخم ایک غار ہر روز بے مبالغہ ۱۲ - ۱۳ پہائے اور پاؤ بہر مرہم

درکار ہو دس مہینے سے بے خور و خواب رہا ہون اور شب و روز بیتاب راتین یون گذری ہین کہ
اگر کبھی آنکھہ لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہون گا کہ ایک آدھ پھوڑے مین ٹیس اُٹھی جاگ اُٹھا
تڑپا کیا پھر سو گیا پھر ہوشیار ہو گیا سال بھر مین تین حصے دن یون گذرے پھر تخفیف ہونے لگی
دو تین مہینے مین لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا نئے سر سے روح قالب مین آئی اجل نے میری
سخت جانی کی قسم کھائی اب اگرچہ تندرست ہون لیکن ناتوان اور سست ہون حواس کھو
بیٹھا حافظہ کو رو بیٹھا اگر اُٹھتا ہون تو اتنی دیر مین اُٹھتا ہون کہ جتنی دیر مین ایک قد آدم دیوار اُٹھے
آپکی پرسش کے کیون نہ قربان جاؤن کہ جب تک میرا مرنا نہ سُنا میری خبر نہ لی میری مرگ
کے مخبر کی تقریر اور مشفق میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ در صورت مرگ نیم مردہ اور
حالت حیات نیم زندہ ہون **شعر** در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن + اینکہ من ہمی میرم
ہم ز ناتوانیہاست + اگر ان سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خان بہادر
میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کے پاس بھیج دیجئے تو اُنکو خوش اور مجکو ممنون کیجئے گا۔

۱۰۳۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست جو غالب کہلاتا ہے وہ کیا
کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے بند اور مین سادہ دل فتوح جدید کا
آرزو مند اُس پنشن کا احاطۂ پنجاب کے حکام پر مدار ہے سو اُنکا یہ شیوہ اور یہ شعار ہے کہ نہ
روپے دیتے ہین نہ جواب نہ مہربانی کرتے ہین نہ عتاب خیر اُس سے قطع نظر کی اب سینے ادہر
کی ۱۸۵۶ء سے بموجب تحریر وزیر عطیۂ شاہی کا امیدوار ہون تقاضا کرتے ہوئے شرماؤن اگر گنہگار
ہون گنہگار ٹہیرتا تو گولی یا پھانسی سے مرتا اس بات پر کہ مین بیگناہ ہون مقید اور مقتول ہونے
سے آپ اپنا گواہ ہون پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ مین جب کوئی کاغذ بھجوایا ہے بقلم چیف سکرتر بہادر
اُس کا جواب پایا ہے اب کی بار دو کتابین بھیجین ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہے
نہ اُسکے قبول کی اطلاع نہ اُسکے ارسال سے آگاہی ہے جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے بھی

عنایت نہ فرمائی انکی بھی کوئی تحریر مجھکو نہ آئی یہ سب ایک طرف اب خبرین ہین مختلف کہتے ہین
کہ چیف سکرٹر بہادر لفٹنٹ گورنر ہوئے یہ کوئی نہین کہتا کہ اُن کی جگہہ کون سے صاحب عالیشان
چیف سکرٹر ہوئے مشہور ہے کہ جناب ولیم میور صاحب بہادر صدر بورڈ مین تشریف لے گئے
یہ کوئی نہین بتاتا کہ لفٹنٹ گورنری کی سکرٹری کا کام کس کو دے گئے آپکا حال کوئی نہین کہتا
کہ آپ کہان ہین ہان ازروے قیاس جانتا ہون کہ آپ اُسی منصب اور اُسی دفتر مین شادو
شادمان ہین جواب لفٹنٹی کے سکرٹر ہوئے ہونگے اُنسے علاقہ رہتا ہوگا میور صاحب بہادر
سے کام کو ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونون محکمے الہ آباد آگئے یا آئینگے
بہرحال آپ اب کیون آگرہ کو جاینگے نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی بھی خبر مین
اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ ۲۰ جنوری کو گئے کوئی کہتا ہے فروری مین کوچ فرماینگے مین
تو اُدہر سے بھی ہاتھ دہو بیٹھا ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہون کہ حقیقت واقعی پر
کما حقہ اطلاع حاصل ہو تاکہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب نہ مجمل بلکہ
مفصل نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجیے گا تو گویا مجھکو مول لے لیجیے گا زیادہ اس سے کیا لکھون۔

۱۰۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد یہ خط ہے یا کرامت ہے صاف صفاے ضمیر و کشف حجب کی علامت ہے
مدعا ضروری التحریر اور اندیشۂ نشان مسکن دامنگیر اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج کیونکر لکھا جاتا سبحان اللہ
جسدن یہان مجھکو وہ مطلب خطیر درپیش آیا ہے اُسی دن آپ نے وہان خط لکھنے
کو قلم اٹھایا ہے آپ کو عارف کامل کیونکر نہ کہون اور کیا کہون ولی اگر نہ کہون مدعا بیان کرتا ہون
مگر یہ گمان کرتا ہون کہ یہ خط پہونچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سربستہ آپ پر کھل جائیگا۔ یعنی
یکشنبہ ۲۱۔ نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک مین دستنبو کا ایک مجلد اور ایک مین تین مثنا
بسبیل ڈاک روانہ کر چکا ہون خطون کا چوتھے پانچوین دن اور پارسلون کا چھٹے یا
ساتوین دن پہونچنا خیال کر رہا ہون پارسلون کے عنوان پر خطون کی معیت رقم کی ہے

اور خطوں کے سرنامے پر پارسلوں کے ارسال کی اطلاع دی ہے تین کتاب والی پارسل
اور ایک خط پر جناب چیف سکرٹر بہادر اول کا نام نامی ہے اور ایک کتاب والی پارسل
اور ایک خط پر جناب چیف سکرٹر بہادر دوم کا اسم سامی ہے آج پانچواں دن ہے خط دونوں
اگر پہونچ گئے ہوں تو کیا عجب ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ اگر نہ پہونچے ہوں تو بڑا غضب
ہے اگلے عرائض کے نہ پہونچنے میں کچھ شک نہیں جواب امر آخری دفتر میں اُس کا پتا
آج تک نہیں یارب کارپردازان ڈاک ڈاک کو نہ بنجائیں اور میرے ان دونوں اور پارسلوں
کو باحتیاط پہونچائیں صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پائینگے کہ وہ خط اور پارسل پہونچ
جائیں گے ابھی تو آپ سے مجکو اُنکے نہ پہونچنے کا سوال ہے کسواسطے کہ جب تک آپ اطلاع
نہ دینگے اُنکے نہ پہونچنے کی بھی خبر مجھہ تک پہونچنی محال ہے بہر حال یہ نیاز نامہ جیدن پہونچے
اُسکے دوسرے دن جواب لکھیے جیسا میں نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھیے آپکی عنایت نامہ
میں کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جس کا جواب لکھا جائے یا اُس باب میں کچھ اور عرض کیا جائے لوہارو کی
روانگی کا خط جب آئیگا لوہارو کو بھیج دیا جایگا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب
منشی اظہار حسین صاحب میں اور آپ میں اگر ربط بے تکلف ہو تو اُن دو صاحبوں کی خدمت
میں میرا سلام نیاز پہونچانے میں نہ توقف ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک ۱۲

۱۰۶ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو پارہ ابر کشت خشک سے کرے یعنی خط اور پارسل کا
پہونچ جانا ایسا نہیں کہ اُسکی خبر پاکر بخت کی رسائی کا سپاس گزار نہوں یہ تو حضرت کو لکھ چکا ہوں
کہ دوسرا پارسل اور خط سمعًا اس پارسل اور اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور ہرگز نہ
توقع کا خیال اُسی پارسل پر ہے کسواسطے کہ اُس خط میں حاکم اعظم کے نام کی عرضی ملفوف
ہے جانتا ہوں کہ محکمہ ایک ڈاک ایک دونوں پارسل اور دونوں لفافے ایک دن پہونچے
ہونگے مگر دل نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ نہ مانونگا جب تک کہ حضرت اُس سررشتہ سے

معلوم کر کر نہ لکھینگے اب آپ جانیے اور یہ دل سودہ زدہ مین اسکی سپارش کرنے والا اور اُسکے مدعا کا گزارش کرنے والا کون ہان اتنی بات ہے کہ آپ لکھ سکتے ہین بلکہ یہ بھی آپ مجہپر چالی کر سکتے ہین کہ نذر ولایت کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہین میری جگر کاوی کی قدردانی ہوئی یا نہین پیشگاہ حکام سے موافق دستور قدیم کے خط کا امیدوار ہون یا نہین اپنے حسن طبع کا شکر گزار ہون یا نہین اس خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیئے گا مجکو جلا لیجیئے گا لوہارو کا خط ایک معتمد کے ہاتھ بھیج دیا گیا ۱۲

۱۰۷ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات عطوفت نامہ کے آنے سے آپکا بھی شکر گزار ہوا اور اپنے بخت اور قسمت کو بھی آفرین کہی اور ڈاک کے کارپردازون کا بھی احسان مانا بارے دونون پارسل اور دونون لفافے پہونچ گئے شعر تا نہال دوستی کے بردہد ÷ حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم ÷ یہ کتاب جو مرسل الیہ کے مطالعہ مین ہے پھر بہ نسبت اُس دوسری کتاب کے قسمت کی اچھی ہے یعنی خود ملاحظہ فرما رہے ہین اور اگر کہین کچھ پوچھنا ہوگا تو یقین ہے کہ آپ سے پوچھینگے دوسری کتاب دیکھئے مجکو کیا دکھائے جنکو اُسکے دیکھنے کا حکم ہوا ہے وہ اہل علم و فضل مین سے ہین لیکن یہ طرز تحریر مین نہین کہتا کہ نادر ہے مگر بیگانہ و نا آشنا ہے خدا کرے وہ جو اُسکے سر پا مسور ہین ان اوراق کو بمشورت آپکے دیکھا کرین اور کہین کہین آپ سے پوچھ لیا کرین کیونکر لکھون نہین لکھ سکتا تم سب کچھ جانتے ہو جہان گنجایش پاؤگے جیسا مناسب جانوگے جو کر سکوگے وہ کروگے لوہارو کو خط بکمال احتیاط روانہ ہو گیا خاطر اقدس جمع رہے جواب طلب زیادہ حد ادب ۱۲ -

۱۰ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی آج دوشنبہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۵۹ع کی ہے پہر دن چڑھا ہوگا ابر گھر رہا ہے ترشح ہو رہا ہے ہوا سرد چل رہی ہے پینے کو کچھ میسر نہین ناچار روٹی کہائی ہے بیت افتہا پراز ابر بہمن مہی ÷ سفالینہ جام من از مے تہی ÷ غم زدہ و دردمند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط

لایا سرنامہ کو دیکھ کر اس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھکر
اس رو سے کہ حصول مدعا کے ذکر کے حاوی نہ تھا افسردگی حاصل ہوئی شعر ناخواندہ رسیدہ ان
طلیم ✤ پیغام خوش از دیار مانیست ✤ اسی افسردگی مین جی چاہا کہ حضرت سے باتین کرون
باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سنیئے کہ آپ کے دوست کو آپکا خط پہونچ
گیا مگر وہ دو بار مجکو لکھ چکا ہے کہ مین جواب اس کا نشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک مین بھیج چکا
ہون جواب الجواب کا منتظر ہون ۱۲ آپ جانتے ہین کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے بس
اب اس سے زیادہ یاس کیا ہوگی کہ باسید مرگ جیتا ہون اس راہ سے کچھ مستغنی ہوتا چلا
ہون دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے ہرطرح گذر جائے گی جانتا ہون کہ تم کو ہنسی آئیگی
کہ یہ کیا بکتا ہے مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے چاہیئے الہام سمجھیے چاہیئے اوہام سمجھیے
بیس تیس برس سے یہ قطعہ لکھا رکھا ہے قطعہ من کہ باشم کہ جاودان باشم ✤ چون نظیری نماند
طالب مرد ✤ ور بگویند در کدامین سال ✤ مرد غالب بگو کہ غالب مرد ✤ اب بارہ سو ستتر
ہین اور غالب مرد کے بارہ سو ستتر ہین اس عرصہ مین جو کچھ مسرت پہونچنی ہو پہونچ لے ورنہ
پھر ہم کہان ۱۲

۱۰۹ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات قطعہ مین جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بسبیل
دعا ہے مگر ہان یہ کشف یقینی ہے اور مخدوم کی روشن دلی اور دوربینی ہے کہ جو سوالات مین نے
۲۰ جنوری کو کئے انکے جواب تمنے ۲۷ کو لکھ کر بھیج دیے کیونکر نہ کہون کہ روشن ضمیر ہو اگرچہ
جوان ہو مگر میرے پیر ہو خلاصہ تقریر یہ کہ چھبیسوین کو آخر روز مین نے خط ڈاک مین بھجوایا اور
اٹھائیسوین کو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑھے تمہارا خط لایا سوالات مین ایک سوال کا جواب
باقی رہا ہے یعنی جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر کی جگہ چیف سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا
یہ دل مین پیچ و تاب باقی رہا کتاب کے باب مین جو کچھ لکھا ہے واقعی کہ یہ درست اور

اور بجا ہے جو کچھ واقع ہوا اُسکو مفید مطلب فرض کرون لیکن اگر اجازت پاؤن تو اسی باب
مین یہ عرض کرون کہ پیشگاہ گورنمنٹ مین بتوسط چیف سکرٹر بہادر سابق اور لفٹنٹ گورنر بہادر
حال دو مجلد پیشکش کی ہین ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کے واسطے یہ سوال کہ میری عزت
بڑھائی جاوے اور یہ مجلد حضور حضرت شاہنشاہی مین بھجوائی جاوے اچھا نذر گورنمنٹ مین
تو مولوی اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے نذر سلطانی کے ارسال و عدم ارسال مین
کیا دار و مدار ہے دو نسخے جو اُن دونون صاحبون کے پیشکش مقرر ہوئے اُن مین سے
ایک صدر بورڈ کے حاکم اور لفٹنٹ گورنر ہوئے رد و قبول و نفرین و آفرین کچھ بھی نہین قیاسا
جو چاہون سو کرون یقین کچھ بھی نہین ۱۷- دسمبر سنہ ۱۸۵۶ع کا لکھا ہوا حکم وزیر اعظم کا ولایت
کی ڈاک مین مجکو آیا ہے کہ اُس قصیدہ کے صلہ و جائزہ کے واسطے کہ جو بتوسط لارڈ الن برا
سائل نے بھجوایا ہے خطاب و خلعت و پنشن کی تجویز ضرور ہے جو حکم صادر ہوگا سائل
کو بتوسط گورنمنٹ اُسکی اطلاع دینی ضرور ہے یہ حکم مورخہ ۱۷- دسمبر سنہ ۱۸۵۶ع آخر جنوری سنہ ۱۸۵۷ع
مین مین نے پایا فروری مارچ اپریل مئی خوشی اور توقع مین گذرے مئی سنہ ۱۸۵۷ع مین فلک نے
یہ فتنہ اُٹھایا اب اس کتاب اور دوسرے قصیدے کی جابجا نذر کرنے کا یہ سبب ہے
کہ سائل محکمہ ولایت کو یاد دہی کرتا اور گورنمنٹ سے تحسین طلب ہے جب یہان سے نوید
تحسین نہین تو ولایت کو نذر کے ارسال کا بھی یقین نہین تحسین و آفرین سے گذرا نذر کے
ولایت جانے کا یقین کیونکر حاصل ہو جہان یہ تفرقہ اور بے اتفاقی اور یہ دشواری اور یہ مشکل
ہو جی مین آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ
کو ایک ایک عریضہ جدا جدا لکھون پھر یہ سوچتا ہون کہ انگریزی لکھواؤن یا فارسی لکھون اور
دونون صورت مین کیا لکھون کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آج کا خط یقین تو ہے کہ دونون
معًا ایک وقت مین پہنچین وہ تو جواب طلب نہین اس کا جواب لکھیے اور بہت
شتاب لکھیے ۱۲

۱۱۰- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

۸

جناب عالی ایک شعر اوستاد کا مدت سے بتحویل حافظہ چلا آتا ہے * شعر ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر * روٹھا تھا تجھسے آپ ہی اور آپ من گیا * مین نے از راہ تصرف اس شعر کی صورت بدل ڈالی * شعر اِن دل فریبیون سے نہ کیون اُس پہ پیار آئے * روٹھا جو بیگناہ تو بے عذر من گیا * تم اخوان الصفا مین سے ہو تمھاری آزردگی اورون کی مہربانی سے خوشتر ہے ہان حضرت کیئے ممتاز علیخان کی سعی بہی مشکور ہوگی وہ مجموعہ اُردو چھپا یا چھُپا ہی رہیگا احباب اسکے طالب ہین بلکہ بعض نے طلب کو بیحد تقاضا ہو چکا دیا ہے میرا حال سنئیے لارڈ کیننگ صاحب نے بعد فتح دہلی میرا قصیدہ مجکو واپس بھیج دیا صاحب سکرٹر نے مجھسے کہا کہ تم ایام غدر مین بادشاہ باغی کے مصاحب رہے اب گورنمنٹ کو تمسے راہ و رسم آمیزش منظور نہین ناچار چپ ہو رہا ہے حیا ہون لارڈ الیجن صاحب بہادر کے وقت مین بہرسوافق معمول قصیدہ شملہ کے مقامات پر بھیج دیا خلاف تصور عجیب دستور قدیم چیف سکرٹر بہادر کا خط آگیا وہی افشانی کاغذ وہی القاب وہی تحسین کلام وہی اظہار خوشنودی اب جو یہ امیر کبیر ولیسرائے قلمرو ہند ہوئے مین خدمت دیرینہ بجالا یا ۱۳- فروری ۱۸۶۲ء حال کو قصیدہ مع عرضداشت ارسال کیا آج تک کہ ۷- مارچ کی ہے جواب نہین پایا باوجود سوابق معرفت رسم قدیم کا عمل مین نہ آنا خاطر آشوب کیون نہو مصرعہ - بسملم ہنوز بہ بینم چہ میشود *

۱۱۱- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر ہین کلکتہ مین مولوی عبد الغفور خان اُن کا نام اور نساخ اُنکا تخلص ہے میری اُنکی ملاقات نہین اُنہون نے اپنا دیوان چھاپے کا موسوم بہ دفتر بیمثال مجکو بھیجا اُسکی رسید مین یہ خط مین نے اُن کو لکھا چونکہ یہ خط مجموعہ نثر اُردو کے لائق ہے آپکے پاس ارسال کرتا ہون اور ہان حضرت وہ مجموعہ چھپیگا بالفتح یا چھپیگا بالضم چھپ چکا ہو تو حق التصنیف کی جلتی جلد بینی منشی ممتاز علیخان صاحب کی ہمت اقتضا کرے

فقیر کو بھیجیے والسلام —

۱۱۲- مولوی عبد الغفور خان نساخ کی نام ٦

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم باسد اللہ اور متخلص بہ غالب ہے گزشتہ حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بیمثال کو عطیہ کبریٰ اور موہبت عظمیٰ سمجھ کر یاد آوری کا احسان مانا پہلے اس قدر افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ حضرت نے اس ہیچمیرز ہیچمدان کو قابل خطاب و لائق عطا کتاب جانا ہین دروغ گو نہین خوشامد میری خو نہین دیوان فیض عنوان اسم بامسمی ہے دفتر بیمثال اس کا نام بجا ہے الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند ہم فقیر لوگ اعلان کلمۃ الحق مین بیباک و گستاخ ہین شیخ امام بخش طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روشون کے ناسخ تھے آپ اُنسے بڑھ کر بصیغہ مبالغہ نساخ ہین تم دانا ے رموز اُردو زبان ہو سرمایہ نازش قلمرو ہندوستان ہو خاکسار نے ابتدا ے سن تمیز مین اُردو زبان مین سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر مین بادشاہ دہلی کا نوکر ہو کر چند روز اُسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم و نثر فارسی کا عاشق اور مائل ہون ہندوستان مین رہتا ہون مگر تیغ اصفہانی کا گھائل ہون جہانتک زور چل سکا فارسی زبان مین بہت کچھ بکا اب نہ فارسی کی فکر نہ اُردو کا ذکر دنیا مین توقع نہ عقبی کی امید ہون اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب مین کہتا ہون شعر

چشم کشودہ اند بکردار ہاے من ✤ ز آئینہ ناامیدم و از رفتہ شرمسار ✤

ایک کم ستر دنیا مین رہا اب اور کہان تک رہون گا ایک اُردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا تین رسالے نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہو گئے اب اور کیا کہون گا مدح کا صلہ غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی مین ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ

شعر — لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ✤ دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد ✤ سچ

تو یون ہے کہ قوت ناطقہ بردہ تصرف اور قلم مین وہ زور نہ رہا طبیعت مین وہ مزہ مرین وہ

سن رہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہگیا ہے اِس سبب سے فن کلام مین گفتگو کرلیتا
ہون حواس کا بھی بقیہ اسقدر ہے کہ معرض گفتار مین مطابق سوال جواب دیتا
ہون روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہان کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر
بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جواہر لال کے بادی اور مجکو ارسال نامہ کی سبیل کے
ہادی ہوئے ہین جب تک مین جیتا رہون نامہ و پیام سے شاد اور بعد میرے مرنے کے دعاے
مغفرت سے یاد فرماتے رہیئے گا والسلام بالوف الاحترام

۱	۱۱۳ — ظہیر الدین کی طرف سے انکی چچا کے نام	خط

جناب فیض مآب چچا صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان کے حضور مین کورنش و تسلیم پہونچاتا
ہون اور سو ہزار زبان سے اِس توپ کے عنایت فرمانے کا شکر بجالاتا ہون سبحان اللہ کیا توپ ہے
جسکی آواز سے رعد کا دم بند اور رنجک کے رشک سے بجلی کو پیچ گولا اسکا خدا ٹھہرے ہوان اسکا دریا
آتش کی لہر استغفر اللہ کیا باتین کرتا ہون جھوٹ سے دفتر بھرتا ہون کیسی رنجک کیسا دھوان
کیسا گولا کیسا چھرہ کیسا گراب یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوارض کے صرف اسکی آواز سے رستم کا زہرہ
آب ہوجائے بارود ہو تو رنجک اڑے آگ دکھائین تو دھوان ہو گولا چھرہ کچھہ اسمین بھرین تو
ظاہر مین کہین نشان ہو صرف آواز پر مدار ہے نئی ترکیب اور نیا کاروبار ہے ایک آواز اور اسمین یہ اعجاز
کہ دوست کو فتح کے شکست کی صدا سنائے دشمن سنے تو ہیبت سے اسکا کلیجا پھٹ جائے آواز
کا صدمہ اگرچہ صداے صور سے دونا ہے مگر ہمین یہی کہتے بن آتی ہے کہ صور کا نمونہ ہے کیا خدا کی
قدرت ہے دیکھو تو یہ کیسی ندرت ہے توپ کا گولہ توپ ہی مین رہ جائے اور جو قلعہ اوپر آئے وہ ڈھے جائے
دانا آدمی زنجیری گولا اسکو کہتا ہے کہ توپ مین سے نکل کر پھر وہین الجھ رہتا ہے اچھے میرے چچا جان
یہ توپ کس نے بنائی ہے اور تمھارے ہاتھہ کہان سے آئی ہے جو دیکھتا ہے وہ حیران ہوتا ہے
اب شہر مین ہر جگہہ اسی کا بیان ہوتا ہے حق تعالے شانہ آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور
ہمیشہ بدولت و اقبال و عزو کرامت رکھے۔

۱۱۴۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بندہ پرور اگر ایک بندہ قدیم کہ عمر بھر فرمان پذیر رہا ہو بڑھاپے میں ایک حکم بجا نہ لاوے تو مجرم نہیں ہو جاتا مجموعۂ نثر اُردو کا انطباع اگر میرے لکھے ہوئے دیباچہ پر موقوف ہے تو اُس مجموعہ کا چھپ جانا بالفتح میں نہیں چاہتا بلکہ چھپ جانا بالضم چاہتا ہوں سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **بیت** رسم ست کہ مالکان تحریر ٭ آزاد کنند بندۂ پیر ٭ آپ بھی اُسی گروہ یعنی مالکان تحریر میں سے ہیں پھر اس شعر پر عمل کیوں نہیں کرتے حضرت وہ شعر بیگانی زبان کا سنہ ۱۸۲۹ع میں ضیافت طبع احباب کے واسطے کلکتہ سے ارمغان لایا ہوں صحیح یوں ہے ٭ تم کہے تھے رات میں آئینگے سو آئے نہیں ٭ قبلہ بندہ دو رات بھر اس غم سے کچھ کھائے نہیں ٭ والسلام بالوف الاحترام ۱۲

۱۱۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میرا ایک شعر ہے شعر خود پیش خود کفیل گرفتاری من ستا ٭ ہر دم بہ پرسش دل مایوس میرسد ٭ یہ معاملہ میرا اور آپکا ہے خارج سے مسموع ہوا کہ میں نے جو اغلاط برہان قاطع کے نکال کر ایک نسخہ موسوم بہ قاطع برہان لکھا ہے اور ایک مجلد اُسکا آپکو بھی بھیج دیا ہے آپ اُسکی تردید میں کوئی رسالہ لکھ رہے ہیں اگرچہ باور نہیں آیا لیکن عجب آیا ایک مولوی نجف علی صاحب ہیں باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی میں اُنکا نظیر نہیں وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اہل دہلی میں سے میرے کلام کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان اُنہوں نے اُسکی توہین اور سہو کی تفضیح میں دو جز کا ایک مختصر نسخہ لکھا ہے اور ایک طالب علم مسمی بہ عبدالکریم نے سعادت علی مولف محرق قاطع سے سوالات کیے ہیں اور ایک محضر اُسنے بفتواے علماے شہر مرتب کیا ہے ایک میرے دوست نے بصرف زر اُسکو چھپوایا ہے ایک نسخہ اُسکا آج اسی خط کے ساتھ بسبیل پارسل ارسال کیا ہے اس شہر میں ایک میلہ ہوتا ہے پھول والوں کا میلہ کہلاتا ہے بھادوں کے مہینے میں ہوا کرتا ہے امراے شہر سے لیکر اہل حرفہ تک قطب صاحب

جاتے ہین ۲ و ۳ ہفتہ تک وہین رہتے ہین مسلمین و ہنود دونون فرقے شہر مین دکانین بند پڑی رہتی ہین بھائی ضیاء الدین خان اور شہاب الدین خان اور میرے دونون لڑکے سب قطب گئے ہوئے ہین اب دیوانخانے مین ایک مین ہون اور ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمتگار بھائی صاحب جب وہان سے آئینگے تو مقرر آپ کو خط لکھینگے بڑے پہاڑ سے اُترے چھوٹے پہاڑ پر چڑھ گئے عدم تحریر کی وجہ یہ ہے۔

۱۱۶ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

مین سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہون یعنی سبق شوق مکرر ہوا تھا پیر و مرشد خفا نہین ہوا کرتے یون سُنا مجھے باور نہ آیا یہانتک تو مین مورد عتاب نہین ہو سکتا جھگڑا استعجاب پر ہے محل استعجاب وہ ہے کہ آپکا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میرے شاگرد ہین اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہے ہین اولیا کا یہ حال ہے واے بر حال ہم اشقیا کہ یہ حکایت ہے شکایت نہین ہے مین دنیاداری کے لباس مین فقیری کر رہا ہون لیکن فقیر آزادانہ شیا دکیا دستر برس کی عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہون ستر ہزار آدمی نظر سے گذرے ہونگے زمرہ خواص مین سے عوام کا شمار نہین دو مخلص صادق الولاء دیکھے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ العلی العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہین رکھتا تھا اور خلوص اخلاص اُسکا خاص میرے ساتھ تھا اللہ اللہ دوسرا دوست خیر خواہ خلق حسن و جمال چشم بد دور کمال مہر و وفا صدق و صفا نور علی نور مین آدمی نہین ہون آدم شناس ہون۔

شعر نگہم نقب ہمیزد بہ نہانخانۂ دل ٭ مژدہ باد اہل ریا را کہ ز میدان رفتم ٭ غایت مہر و محبت جس کے ملکی کا تمکو مالک سمجھا ہون وہ یہ نسبت اپنے اسقدر یقین کرتا ہون کہ پہلے آدمیون کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھا ہوا تھا ایک کو تو مین رو لیا اب اللہ آمین کا ایک دوست رہگیا دعائین مانگتا ہون کہ خدا یا اُس کا داغ نہ مجھے دکھائیو اُسکے سامنے مرون میان تمہارا عاشق صادق ہون بھائی ابھی قطب سے نہین آئے دافع ہزیان کی دو جلد اور بھیج دونگا ۱۲

۱۱۷ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ مین نہین جانتا کہ ان روزون مین بقول منے بی اختر شناسون کے کون سی
کوئی گرہ آئی ہوئی ہے کہ ہر طرف سے رنج و زحمت کا ہجوم ہے مولوی صاحب سے میری ایک ملاقات
ہوئی تھی جب وہ دلّی آئے تھے اور میر خیراتی کے گھر مین اُترے تھے شرفا مین تعارف بنا ہے
محبت اور مروت ہے چہ جائے آن کہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا ہو روز ملاقات سے
اُس دن تک کہ حضرت دکن روانہ ہون کوئی امر ایسا کہ باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہین آیا
اور میرے اس قول کے اس راہ سے کہ مولوی صاحب آپ کے ہمنشین و ہمدم تھے اور مجھہ
مین آپ مین پیوند ولائے روحانی متحقق ہے آپ بھی گواہ ہو سکتے ہین اگر خدانخواستہ مجھہ مین
اُنمین رنج پیدا ہوتا تو آپ بہت جلد اصلاح بین الذاتین کی طرف متوجہ ہوتے اب سنئے حال
منشی حبیب اللہ ذکا مین نے اُنکو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین تین چار برس ہوئے کہ ناگاہ ایک خط
حیدر آباد سے آیا اُسمین دو غزلین خط کا مضمون یہ کہ مین مختار الملک کے دفتر مین نوکر ہون
آپ کا تلمذ اختیار کرتا ہون ان دونون غزلون کو اصلاح دیجئے اس امر کے وہ بادی نہین بریلی
اور لکھنؤ اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات نظم و نثر فارسی و ہندی بھیجتے رہتے ہین
مین خدمت بجا لاتا ہون اور وہ صاحب میری حک و اصلاح کو مانتے ہین کلام کا حسن و قبح
میری نظر مین رہتا ہے اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر مین معلوم ہو جاتا ہے عادات و عندیات
عدم ملاقات ظاہری کے سبب مین کیا جانون آمدم بر سر مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے اشعار
آتے رہے اور مین اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد و ارد ہونے مولوی صاحب کے ایک غزل اُنکی
آئی اور اُنھون نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید اکبر آبادی کی غزل پر یہ غزل لکھ کر بھیجتا ہون
مین نے حسب معمول غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبر آباد کے نہین لکھنؤ اور
الہ آباد کے ہین اس کلمہ سے زیادہ کوئی بات مین نے نہین لکھی اسمین سے توہین کے معنی مستنبط ہون
توہین اُنکا ستمن سہی اب مین نہین جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور

مولوی صاحب نے آپکو کیا لکھا ۱۲

۱۱۸- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کل خط آیا آج جواب لکھتا ہون پہلے آپکا ایک فقرہ لکھکر اتنا ہنسون کہ پیٹ مین
بل پڑجائین اور آنکھ سے آنسو نکل آئین فقرہ بڑھاپے مین کیا جائیے کہان کی حرارت مزاج مین
آگئی ہے فقط کیون صاحب تمنے بڈھون مین اپنا نام لکھوایا تو مجکو لازم ہے کہ مین اپنے کو اموات
مین گنون تمہاری عمر میرے نزدیک پچاس سے متجاوز نہوگی اگر تجاوز کیا ہوگا تو دو تین برس سے
زیادہ متجاوز نہوگا بھائی ضیاء الدین خان اور تم ہم عمر ہو وہ کچھ کم پچاس تم کچھ اوپر پچاس ابھی تم
دونون صاحبون کو ایک سو بیس برس مین سے ستر برس یا کچھ کم ستر برس باقی ہین ۱۲ بنا بہ آب
رسیدن لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن متعدی باجماع جمہور فصحا و بین سے ہے ہم بمعنی استحکام
و ہم بمعنی انہدام درصورت استحکام نیو کا گہرا کہودنا ملحوظ ہے اور درصورت انہدام لطمۂ امواج
سیلاب مدنظر ہے آپکے لکھے ہوے دونون شعر مفید معنی خرابی ہین صائب مصرعہ بناے
عمر بیچ و خضر بآب رسید ** یعنی ویران ہو گئی ڈھ گئی حالانکہ یقینًا وہ جاودانی تھی مصرعہ
هنوز تشنۂ خونست تیغ مژگانش ** باآنکہ تیغ غمزہ نے دو زندہ جاوید کو مارا مگر ابتک تشنۂ خون
ہے تشنہ بمعنی مشتاق اور خون بمعنی قتل اور بناے عمر بآب رسیدن استعارہ ہلاک شعر هزار میکدہ
را محتسب بآب رساند ** بناے صومعۂ شیخ همچنان برپاست ** بناے میکدہ غلط هزار میکدہ
صحیح ہے کلیم کے دیوان مین موجود یعنی محتسب نے ہزار میکدہ ڈھا دئیے ویران کر دئیے صومعۂ زرق ریا
ابتک معمور اور موجود ہے بمعنی استحکام نعمتخان عالی کہتا ہے شعر نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب
چون حباب این خانہ بے بنیاد و پیدا نیم ما ** صائب کہتا ہے شعر چگونہ شمع تجلی ز رشک نگدازد **
رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند ** بمعنی موقوف ۱۲ غالب کہتا ہے کہ اساتذہ کے کلام کے شاہد
ہین اگر تو غل رہے تو ہزارہا بات نئی معلوم ہوتی ہے مین نے سات شعر امیر خسرو کی غزل پر لکھکر
ایک مطرب کو دیے وہ مجلسون مین گانے لگا اکبر آباد و لکھنو تک مشہور ہوئے وہ غزل جسکا

مطلع یہ ہے مطلع از جسم بجان نقاب تاکے + این گنج درین خراب تاکے + ایک صاحب آگرہ مین اور ایک صاحب لکھنؤ مین معترض ہوئے کہ گنج در خرابہ باید نہ در خراب ہرچند کہا کہ خرابہ فزید علیہ اور اصل لغت خراب عربی الاصل بمعنی ویران و ویرانہ ہے جبکی ہندی اُدھر کا معترض مصر رہا صائب کے دیوان مین سے یہ مطلع نکلا مطلع بہ فکر دل نہ فتادی ہیچ باب دریغ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ +

۱۱۹- نواب مصطفیٰ خان بہادر شیفتہ کے نام

جناب بھائی صاحب قبلہ یقین ہے کہ آپ مع الخیر اپنی دار الریاست مین پہونچ گئے ہون اور بجمعیت خاطر روزہ رکھتے ہون سوا پان کے اور خیال مولوی الطاف حسین کے فراق کے سوا کوئی وجہ ملال نہو خدا کرے تمکو یاد آجائے کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا فزید علیہ مسلم نہین جانتے تھے سکندر نامہ مین دیکھا بیت ہے درشگفتی نمودن طواف + عنان سخن را کشد در گزاف + صہبائی شفق صبح کو غلط اور اس کے رنگ کو مخصوص بشام جانتا تھا محمد سعید اشرف مازندرانی کے کلام مین نظر پڑا مصرعہ ہیچو صبح شفق آلودہ زخش سرخ وسفید + اب جو فقیر کا یہ مطلع مشہور ہوا شعر از جسم بجان نقاب تاکے + این گنج درین خراب تاکے + حضرات کو اسمین تامل ہے خرابہ کی جگہہ خراب کو نہین مانتے آیا یہ نہین جانتے کہ لغت عربی اصل خراب اور خرابہ مزید علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ مزید علیہ موج لغت عربی اصل اور موجہ مزید علیہ ہے مزید علیہ جائز اور لغت اصلی ناجائز کیون ہو یہ ایک مصرعہ قدما مین سے کسی کا ہے مگر پیش مصرعہ مجھے یاد نہین اور یہ بھی نہین معلوم کہ کس کا ہے مصرعہ چون مہر در کسوف و چون گنج در خراب + مین خود کہتا ہون کہ اس کو نہ مانو اس راہ سے کہ مین قائل کا نام نہین بتا سکتا یہ مطلع مرزا محمد علی صائب علیہ الرحمۃ کا اور اُسکے دیوان مین موجود ہے شعر بہ فکر دل نفتادی ہیچ باب دریغ + بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ گنج و خراب گنج و خرابہ گنج و ویرات گنج و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہے اس بات مین متردد ہونا محض عادم اعلنا ہے والسلام صبح سہ شنبہ دہم ماہ صیام سال غافر پے اہل اسلام ۱۲

۱۲۰- خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ آج تیسرا دن ہے کہ مین بنا بہ آب رسیدن و بآب رسا ندن کی حقیقت باستناد اشعار اساتذہ لکھکر بسبیل ڈاک بھیج چکا ہون آج اسوقت بھائی ضیاء الدین خان صاحب آئے اور اس امر خاص مین کلام کے بادی ہوئے میری تقریر سنکر کہنے لگے کہ آب در بنا رسیدن وآب در بنا رساندن کے باب مین متردد ہین کہ آیا یہ ترکیب جائز ہے یا نہین اب مین متنبہ ہوا کہ واقعی جو مین نے لکھا وہ سوال دیگر جواب دیگر تھا ستر برس کا پیر خرف حواس معرض تلف اگرچہ سوال کو غلط سمجھا لیکن جواب غلط نہین لکھا رسیدن بنا بآب ہم بمعنی استحکام بنا و ہم بمعنی انہدام بنا درست فقط اب آب در بنا رسیدن و رساندن کی کیفیت سنیے فقیر نے اساتذہ کے کلام مین کہین یہ ترکیب نہین دیکھی پس مین اسکی صحت اور غلطی مین کلام نہین کرسکتا جانب غلطی میرے نزدیک راجح ہے آپ جب تک کلام اہل زبان مین نہ دیکھ لین اُسکو جائز نہ جانئے گا مگر کلام سعدی و نظامی و حزین اور اُنکے امثال و نظائر کا معتمد علیہ ہے نہ آرزو اور واقف اور قتیل وغیرہم کا میرا ایک مطلع ہے **شعر** از جسم بجان نقاب تا کے ✤ این گنج درین خراب تا کے ✤ ایک گروہ معارض ہوا کہ گنج کو خرابہ کہو نہ خراب مین متحیر کہ یارب کس سے کہون خرابہ مزید علیہ خراب ہے مثل ویران و ویرانہ و موج و موجہ الحاق ہائے ہوز سے لغت دوسرا نہین پیدا ہوا بارے صائب کے دیوان مین ایک مطلع نظر آیا **بیت** - بفکر دل نہ فتادی ہیچ یا ب دریغ ✤ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ ✤ یہ مطلع لکھکر معترض صاحبون کو بھیج دیا کہ غالب کو درد سر نہ دیجیے جو پوچھنا ہو وہ صائب سے پوچھ لیجیے عارف علی شاہ خراسانی نے اسی مطلع پر **شعر** از جسم بجان نقاب تا کے ✤ این گنج درین خراب تا کے ✤ تین اعتراض کیے تھے - پہلا نقاب کے ساتھ عارض و رخ کا ذکر ہی ضرور تھا وہ نہین ہے دوسرا گنج تو ویرانے ہی مین ہوتا ہے پھر اُسپر تاسف کیا جو کہتے ہین تا کے تیسرا ویرانہ کو خرابہ کہتے ہین نہ خراب اور ان اعتراضون کے بعد اُنھون نے انمین دخل کیا تھا **ع** از جسم بجان حجاب تا کے ✤ گل بر رخ آفتاب تا کے ✤ خراب اور خرابہ کا جواب تو

صاحب مطلع اوپر کے خطوں میں لکھ چکے یہ خط بقیہ اعتراضوں کے جواب اور غزل کے بھیجا ہونے کے اظہار میں ہے۔

۱۲۱۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ دیکھیے ہم عارف ہیں وردنامہ سے پہلے جواب نامہ لکھتے ہیں دن بھول گیا ہوں غالب ہے کہ آج تیسرا دن ہے صبح کو میں نے آپ در بنارسیدن کی بحث میں خلاصۂ تحقیق لکھ کر ارسال کیا ہے اسی دن شام کو خط آیا بقیہ جواب اب لکھتا ہوں نقاب اس شعر میں بمعنی حائل ہے حول کو وجہ ورخ کی خصوصیت نہیں دو چیزوں کے بیچ میں جو شے آجائے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ جو چیز ایک چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے اس شے نامرئی کی رخ کا رخ بمناسب نقاب مقدر ہے اور یہ تقدیر جائز اور بلیغ ہے حجاب کا بیان اوپری یعنی بے محل اور ناملائم ہونا بشرط عقل سلیم وطبع لطیف ظاہر ہے گل خاک با آب آمیختہ کو کہتے ہیں وہ رخ آفتاب تک کہاں پہونچے ہاں گرد وغبار میں آفتاب چھپ جاتا ہے اسکا استعمال از روے مجاز جائز ہے گنج درویرانہ تا کے یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس کیا جاتا ہے اس گنج کے بیکار رہنے کا گنج سے غرض یہی تو نہیں کہ جنگل میں مدفون رہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ مدفن سے نکلے اور صرف ہو اور لوگ اسکے وجود سے تمتع پائیں یہاں ایک اور دقیقہ ہے کہ اس شعر میں گنج مشبہ ہے اور روح انسانی مشبہ ہے یہ سب جانتے ہیں کہ روح کا تعلق جسم سے جاودانی نہیں پس کیا قباحت ہے اگر ایک غم زدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا منتظر اور مشتاق ہو مثلاً ایک میعادی محبوس حسرتمندانہ کہے کہ الٰہی وہ دن کب آئیگا کہ میں قید سے نجات پاؤں کب تک سڑک کاٹوں کب تک رنج اٹھاؤں فاخر مکین ایک شاعر تھا شجاع الدولہ کے عہد میں اسنے سعدی و نظامی و حزین کے اشعار کو اصلاحیں دی ہیں جب ایک ہندوستانی بے علم تنک مایہ اساتذۂ نامی عجم کے کلام کو اصلاح دے اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کے مطلع میں تصرف کیا تو کیا قباحت لازم آئی خدا کا شکر کہ مجھکو ستر برس کی عمر میں پچاس برس کی مشق کے بعد اوستاد میسر آیا ۱۲

۱۲۲۔ مرزا حاتم علی مہر کے نام

جناب مرزا صاحب دلّی کا حال تو یہ ہے شعر گہر مین تھا کیا جو ترا غم اُسے غارت کرتا ٭ وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو ہے ٭ یہان وصر آگیا ہے جو کوئی لوٹے گا وہ خبر محض غلط ہے اگر کچھ ہے تو یہ بین نمط ہے کہ چند گوروں نے اہل بازار کو ستایا تھا اہل قلم اور اہل فوج نے بالنصاف رائے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ گیا اب امن و امان ہی ۱۲ ناسخ مرحوم جو تمہارے اوستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے مگر یک فنی تھے صرف غزل کہتے تھے قصیدہ اور مثنوی سے انکو کچھ علاقہ نہ تھا سبحان اللہ تمنے قصیدہ مین وہ رنگ دکھایا کہ انشا کو رشک آیا مثنوی کے اشعار جو مین نے دیکھے کیا کہون کیا حظ اوٹھایا بیت

خدا سے مین بھی چاہون از رہ مہر ٭ فروغ میرزا حاتم علی مہر ٭ اگر اسی انداز پر انجام پاوے گی تو یہ مثنوی کارنامہ اُردو کہلاوے گی خدا تمکو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے صاحب مین تم سے پوچھتا ہون کہ معیار الشعرا مین تمنے اپنا خط کیون چھپوایا تمہارے ہاتھ کیا آیا سنو تو سہی اگر سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا رہے ۱۲

۱۲۳۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی کل میرے شفیق مکرم منشی نواب جان کلبہ احزان مین تشریف لائے آپکا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدر الدین صاحب لشکر کے ساتھ گئے ہین اور آپ یہین ہین اس فصل مین کہ ابھی سے رات و دن آگ برستی ہے اچھا ہوا کہ زحمت سفر نہ کھینچی اجی حضرت یہ منشی ممتاز علی خان کیا کر رہے ہین رقعے جمع کیے اور نہ چھپوائے فی الحال پنجاب احاطہ مین اُنکی بڑی خواہش ہے جانتا ہون کہ وہ آپ کو کہان ملین گے جو آپ اُنسے کہین مگر یہ تو حضرت کے اختیار مین ہی کہ جتنے میرے خطوط آپ کو پہونچے ہین وہ سب یا اُن سب کی نقل بطریق پارسل آپ مجکو بھیج دین جی یون چاہتا ہے کہ اس خط کا جواب وہی پارسل ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک

۱۲۴۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضور پہلے خدا کا شکر پھر آپکا شکر بجا لاتا ہون کہ آپنے خط لکھا اور میرا حال پوچھا یہ پرسش حکم نشتر کا رکھتی ہے اب رگ قلم کی خونابہ فشانی دیکھو گورنر اعظم نے میرٹھ مین دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر دہلی نے سات جاگیردارون مین سے جو مین بقیۃ السیف تھے اُنکو حکم دیا دربار عام سے سوا ے میرے کوئی باقی نہ تھا یا چند مہاجن مجکو حکم نہ پہونچا جب مین نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہین ہو سکتا جب یہ سرزمین مخیم خیام گورنری ہوئی مین اپنی عادت قدیم کے موافق خیمہ گاہ مین پہونچا مولوی اظہار حسین خان صاحب بہادر سے ملا چیف سکرٹر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہین مین سمجھا کہ اسوقت فرصت نہین دوسرے دن پھر گیا میری اطلاع کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر مین تم باغیون سے اخلاص رکھتے تھے اب گورنمنٹ سے کیون ملنا چاہتے ہو اُس دن چلا آیا دوسرے دن مین نے انگریزی خط اُنکے نام کا لکھکر اُنکو بھیجا مضمون یہ کہ باغیون سے میرا اخلاص مظنہ محض ہے امیدوار ہون کہ اسکی تحقیقات فرمائی جاے تاکہ میری صفائی اور بیگناہی ثابت ہو یہانکے مقامات پر جواب نہ آیا اب ماہ گذشتہ یعنی فروری مین پنجاب کے ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ ہم تحقیقات نکرینگے پس یہ مقدمہ طے ہوا دربار خلعت پر موقوف پنشن مسدود وجہ لا معلوم لا مؤثر الا اللہ ولا مؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲ ۱۸۵۵ع مین نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور کہ میرے آشناے قدیم ہین اس سال یعنی ۱۸۵۵ع مین میرے شاگرد ہوے ناظم اُنکو تخلص دیا گیا بیس پچیس غزلین اُردو کی بھیجی مین اصلاح دیکر بھیج دیتا گاہ گاہ کچھ روپیہ ادھر سے آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کھلی ہوئی اُنکی عطا یا فتوح گنی جاتی تھی جب وہ دونون تنخواہین جاتی رہین تو زندگی کا مدار اُنکے عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میرے مقدم کے خواہان رہتے تھے اور مین عذر کرتا تھا جب جنوری سنہ ۶۰ع مین گورنمنٹ سے وہ جواب پایا کہ جو اوپر لکھ آیا تو مین آخر جنوری مین رامپور گیا چھ سات ہفتہ وہان رہکر دلی آیا یہان آپکا خط محررہ ۱۸- مارچ پایا استفتا کا جواب بھیجا جاتا ہے ۱۲

۱۳۵ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بیت پایان شب سیہ سپید ست ✤ در نومیدی بسے امید ست ✤ قبلہ آج آپکی

خوشی اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہون تو طیہ سنہ ۱۸۶۰ع مین لارڈ صاحب بہادر
نے میرٹھ مین دربار کیا صاحب کمشنر بہادر دہلی اہالی دہلی کو ساتھ لیگئے مین نے کہا مین بھی چلون فرمایا
کہ نہین جب لشکر میرٹھ سے دلّی آیا مین موافق اپنے دستور کے روز ورود لشکر مخیم مین گیا میر منشی
صاحب سے ملا اُنکے خیمے مین سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر کے پاس بھیجا آیا کہ تم غدر
کے دنون مین بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے تھے اب گورنمنٹ کو تمسے ملنا منظور نہین مین گدائے
مبرم اس حکم پر ممنوع نہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہونچے مین نے قصیدہ حسب معمول قدیم
بھیج دیا مع اس حکم کے واپس آیا کہ اب یہ چیزین ہمارے پاس نہ بھیجا کرو مین مایوس مطلق ہوکر
بیٹھ رہا اور حکام شہر سے ملنا ترک کیا واقع اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری سنہ ۱۸۶۳ع مین نواب لفٹنٹ
گورنر پنجاب دلّی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب کمشنر بہادر کے پاس دوڑے اور اپنے
نام لکھواے مین تو بیگانہ محض اور مطرود حکام تھا جگہہ سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا دربار ہوا ہر ایک
کامگار ہوا شنبہ ۸ فروری کو آزادانہ منشی سے پھول سنگھ صاحب کے خیمہ مین چلا گیا اپنے نام کا
ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر پاس بھیجا بُلا لیا مہربان پاکر نواب صاحب کی ملازمت کی استدعا کی
وہ بھی حاصل ہوئی وہ حاکم جلیل القدر کی وہ عنایتین دیکھین جو میرے تصور مین بھی نہ تھین
جملہ معترضہ میر منشی لفٹنٹ گورنری سے سابقہ معرفت نہ تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہان
ہوے تو مین گیا جب حکام بمجرد استدعا مجھسے بے تکلف ملے تو مین قیاس کر سکتا ہون کہ میر منشی
کی طرف سے حسن ایماے حکام ہوگا وللہ الحمد الطاف خفیہ بقیہ روداد یہ ہے کہ دوشنبہ مارچ کو سواد
شہر مخیم خیام گورنری ہوا آخر روز مین اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خان بہادر
کے پاس گیا اثناے گفتگو مین فرمایا کہ تمہارا دربار اور خلعت بدستور بحال و برقرار ہے مستحیرانہ
مین نے پوچھا کہ حضرت کیونکر حضرت نے کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمہارے علاقہ کے
سب کاغذ انگریزی و فارسی دیکھے اور باجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور نمبر
اور خلعت بدستور بحال و برقرار رہے مین نے پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ

ہمکو کچھہ معلوم نہین بس اتنا جانتے ہین کہ یہ حکم دفتر مین لکھوا کر ۱۴ دن یا ۱۵ دن ادہر کو روانہ ہوئے ہین مین نے کہا سبحان اللہ شعر کارساز ما بفکر کار ما ٭ فکر ما در کار ما آزار ما ٭ سہ شنبہ ۳ - مارچ کو ۱۲ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لارڈ صاحب بہادر کے یہان کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے انبالے جاؤ گے تو دربار اور خلعت پاؤ گے عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا مین نہال ہوگیا اب انبالے کہان جاؤن جیتا رہا تو اور دربارین کامیاب ہو رہونگا شعر کار دنیا کسے تمام نکرد ٭ ہرچہ گیرید مختصر گیرید ٭

۱۲۶ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضرت پیر و مرشد اس سے آگے آپکو لکھہ چکا ہون کہ منشی ممتاز علی خان صاحب سے میری ملاقات ہے اور وہ میرے دوست ہین یہ بھی لکھہ چکا ہون کہ مین صاحب فراش ہون اُٹھنا بیٹھنا نا ممکن ہے خطوط لیٹے لیٹے لکھتا ہون اس حال مین دیباچہ کیا لکھون یہ بھی لکھہ چکا ہون کہ تفتہ کو مین نے خط نہین لکھا اشعار اُنکے آئے اصلاح دیدی نشار اصلاح جا بجا حاشیہ پر لکھہ دیا کل جو عنایت نامہ آیا اُسمین بھی دیباچہ کا اشارہ اور تفتہ کے خطوط کا حکم مندرج پایا ناچار تحریر سابق کا اعادہ کرکے حکم بجالایا ناظر بن قاطع برہان پر روشن ہوگا کہ نامراد اور بے مراد کا ذکر مبنی اسپر ہے کہ عبد الواسع ہانسوی بے مراد کو صحیح اور نامراد کو غلط لکہتا ہے مین لکھتا ہون کہ ترکیبین دونون صحیح لیکن بے مراد غنی کو کہتے ہین اور نامراد محتاج کو اب آپکے نزدیک اگر ان دونون کا محل استعمال ایک ہی ہو تو میرا مدعا ے اصلی یعنی نامراد کی ترکیب کا علی الرغم عبد الواسع کے صحیح ہونا فوت نہین شعر میرزا صائب شعر نامرادی زندگی بر خویش آسان کردن ست ترک جمعیت دل خود را بسامان کردن ست ٭ یہان نامرادی بے مرادی کے معنی کیونکر دیگی اغنیا خواہ اہل تمول خواہ اہل توکل جو ہین انکو کبھی کام آسان نہین ہوتا بلکہ مفلسون سے زیادہ اُنپر مشکلین ہین رہے اہل توکل انکی صفتین اور ہین وہ اہل اللہ ہین مقربان بارگاہ کبریا ہین دنیا پرشت پا

مارے ہوئے ہین کام اُنکے بشکل تھا کہ انھون نے اسکو آسان کردیا نامراد صیغہ مفرد ہے مساکین کا اصناف مساکین کی شرح ضرور نہین سختی کشی و بینوائی تہیدستی و گدائی یہ اوصاف ہین مساکین کے ان صفات مین سے ایک صفت جسمین پائی جاوے وہ مسکین وہ نامراد البتہ مساکین پر نہ ایک کام بلکہ سب کام آسان ہین نہ پاس ناموس و عزت نہ حب جاہ و مکنت نہ کسی کے مدعی نہ کسی کے مدعا علیہ دن رات مین وہ بار روٹی ملی بہت خوش ایک بار ملی بہرحال خوش خدا کے واسطے مولانا صاحب کے شعر مین سے نامراد بمعنی کسے کہ ہیچ مراد نداشتہ باشد کیونکر ثابت ہوتا ہے مساکین کی زندگی جیساکہ مین اوپر لکھہ آیا ہون آسان گذرتی ہے یا اغنیا کی رہا مولوی معنوی علیہ الرحمتہ کا یہ شعر بیت عاقلان از بیمرادیہاے خویش * باخبر گشتند از مولاے خویش * مین نے مثنوی کے ایک نسخہ مین عاقلان کی جگہہ عاشقان دیکھا ہے بہر صورت معنی یہ ہین کہ عشاق یا عقلا بعد ریاضت شاقہ ماسوے اللہ سے اعراض کرکے بے مراد اور بے مدعا ہوگئے یہ پایہ تسلیم و رضا ہے البتہ اس رتبہ کے آدمی کو خدا سے لگاؤ پیدا ہوگا مصرعہ با خبر گشتند از مولاے خویش * یہان بھی بے مرادی سے نامرادی کے معنی نہین لئے جاتے مگر ہان مصرعہ بے مرادی مومنان از نیک و بد * دوسرا مصرع مصرعہ در بلکی بے مرادت داشتی * ان دونون مصرعون مین نامراد اور بے مرادی کے معنی مین خلط واقع ہوگیا ہے خیر بے مراد اور نامراد ایک سہی ہرچند دوسرے مصرع مولوی مین بے مراد کے معنی بے حاجت کے درست ہوتے ہین مگر مصرعہ من کہ رندم شیوۂ من نیست بحث * زیادہ تکرار کیون کرون معہذا مصرعہ اول کی کچھہ توجیہ بھی نہین کرسکتا نامراد کی ترکیب کی صحت علی الرغم عبدالواسع ثابت ہوگئی فثبت المدعا کمال یہ کہ مانند ناچار و بیچارہ و نا انصاف و بے انصاف کے نامراد اور بے مراد کا بھی مورد استعمال مشترک رہا والسلام ۱۲

۱۲۷ - خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد سہل ممتنع مین کسرۂ لام توصیفی ہے سہل موصوف اور ممتنع صفت اگرچہ

بحسب ضرورت وزن کسرۂ لام مشبع ہوسکتا ہے لیکن مخل فصاحت ہے اور لام موقوف تو خود
سراسر قباحت ہے سہل ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہین کہ دیکھنے مین آسان نظر آئے اور اُسکا
جواب نہو سکے بالجملہ سہل ممتنع کمال حسن کلام ہے اور بلاغت کی نہایت ہے ممتنع درحقیقت
ممتنع النظیر ہے شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اس صفت پر مشتمل ہین اور رشید وطواط وغیرہ شعرائے
سلف نظم مین اس شیوہ کی رعایت منظور رکھتے ہین خودستائی ہوتی ہے سخن فہم اگر غور کریگا تو
فقیر کی نظم و نثر مین سہل ممتنع اکثر پائیگا ﮦ ہے سہل ممتنع یہ کلام ادق مرا ؎ برسون پڑھے تو یاد
نہووے سبق مرا ؎ یہ مصرعہ حیرت آور ہے کلام ادق سہل ممتنع کے منافی ہے پھر یاد نہونا اور
حافظہ پر نہ چڑھ جانا ہرگز سہل ممتنع کی صفت نہین ہوسکتی کلام ادق جس کا حفظ دشوار ہو شاید کوئی
قسم اقسام کلام مین ہو ہان کلام ادق کلام مغلق کو کہتی ہین سو کلام مغلق اور کلام سہل ممتنع ضد یکدیگر
ہے مغلق اور ادق سہل ممتنع اور سہل ممتنع مغلق اور ادق کیونکر ہوسکیگا اور حافظہ مین محفوظ
رہنا کلام مغلق اور ادق کی صفت کیونکر پڑے گی ہان مغلق عسیر الفہم ہوگا پڑھا نہ جائیگا معنی سمجھ
مین نہ آئین گے سہل ممتنع کی صفت وہ تھی جو فقیر اوپر لکھ آیا اس شعر سے مجکو کچھ علاقہ نہین
فتمم - آب در بنا رسیدن یعنی خراب بنیاد قیاسی ہے اساتذہ کے کلام مین مین نے نہین دیکھا اگر
آیا ہو تو درست ہے ہان بآب رسانیدن بنا کہ بظاہر آب در بنا رسیدن کا متعدی ہے بلغا کے
کلام مین آیا ہے لیکن اضداد مین سے ہے ہم بمعنی ویرانی بنا مستعمل اور ہم بمعنی استحکام بنا اگر اسکا
لازمی ڈھونڈھیے تو رسیدن بنا بآب ہے نہ رسیدن آب در بنا جیسا کہ نعمت خان عالی کہتا ہے
ﮦ نیست ہیچ گر رسد بنیاد دنیا تا بآب ؎ چون حباب انجا نہ بے بنیاد رسیدانیم ما ؎ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ رسیدن بنا تا بآب موجب استحکام ہے اور شاعر باوجود دلیل استحکام بنا کو نا استوار جانتا
ہے صائب کہتا ہے بیت چگونہ شمع تجلی زرشک نگدازد ؎ رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند ؎
حاجی محمد جان قدسی بیت بگوش عطائش رساند این خطاب ؎ کہ بنیاد کان را رساند بآب
یہ دونون شعر مفید معنی ویرانی ہین قصہ مختصر بآب رسیدن بنا خرابی خانہ و بآب رساندن متعدی آن رسیدن

آپ دربنانا ممنوع میں ابھی بیمار ہوں اور بیمار کے واسطے انجام غسل صحت ہی یا غسل میت والسلام ۱۲

۱۲۸ – مردان علی خان رعنا کے نام

۹ صہ ۳

خان صاحب عالیشان مردان علی خان صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھ کر دل بہت خوش ہوا آج اس فن میں تم یکتا ہو خدا تمکو سلامت رکھے بھائی جفا کے مونث ہونے میں اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا کیا ہاں بنگالہ میں جہاں بولتے ہیں کہ ہتھنی آیا اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں ورنہ ستم و ظلم و بیداد اور جفا مونث ہے بے شبہ و شک والسلام والاکرام ۱۲

۱۲۹ – مردان علی خان رعنا کے نام

خان صاحب مشفق عالیشان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہنچا رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا اکا غذ اشعار میں نے دیکھ لیا کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی نالہ ورانح شعر رعنا گذرا ہے مرا نالہ در چرخ کہن سے جو تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے نالہ دل بنا دیا نواب صاحب اردو کا تذکرہ لکھتے ہیں فارسی غزل تمنے بیفائدہ لکھی دیکھو صاحب تمنے اپنے مسکن کا پتا لکھا سو میں نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نولکشور صاحب یہاں آئے تھے مجھسے ملے بہت خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہیں تمہارے وہ مداح اور میں انکا ثناخوان خدا تمکو اور انکو سلامت رکھے ۱۲

۱۳۰ – مرزا رحیم بیگ مصنف ساطع برہان کے نام

بخدمت مشفقی مکرمی مرزا رحیم بیگ صاحب انور اللہ قلبہ بالاسرار و عینہ بالانوار سخنے چند گفتنی است و بیت نہ در منطق پارسی و دری ہے نہیں ہندی سادہ و سرسری ہے جس طرح توحید میں نفی ماسوی اللہ دستور ہے مجھکو تحریر میں حذف زوائد منظور ہے عزم مقابلہ نہیں قصد مجادلہ نہیں سرتاسر دوستانہ حکایت ہے خاتمہ میں ایک شکایت ہے شکوہ دردمندانہ منافی شیوۂ ادب نہیں مقصد اظہار درد دل مراد ہے جو کوئی بات جواب طلب نہیں احسان مند ہوں

آپکا کہ آپ نے منشی سعادت علی کی طرح آدھا تام میرا نہ لکھا اُنکے حسن ظن کے مطابق مجھکو
معشوق میرے اوستاد کا نہ لکھا اور اگر ایک جگہہ یہ الفاظ کہ بقول غالب ارباکہ ام خرس درجوال شدہ ام
بہم کیے یا اور دو چار جگہہ کلمہ توہین رقم کیئے ہین مَین نے اپنے لطف طبع اور حُسن عقیدت سے پہلے
فقرے کا مفہوم یون اپنے دلنشین کیا کہ حضرت نے محمد حسین دکنی جامع برہان کو موافق میرے
قول کے خرس یقین کیا یا خرس درجوال شدن عبارت ہے صحبت سے خواہی مدافعت کیواسطے
ہو خواہی صحبت سے مجکو اُسکا قرب بسبیل آویزش ہے تمکو اُسکا قرب از روے آمیزش ہے دوسرے
فقرے کے معنی یہ ٹھہرائے بلکہ بے تکلف میرے ضمیر مین آئے کہ خرس کی مدد دینے سے کوفت
حاصل ہوئی اور وہ کوفت باعث درد دل ہوئی شدت درد مین آدمی چیختا ہے چلاتا ہے ہاے
واے کرتا ہے غل مچاتا ہے جیسا کہ سعدی بوستان کی اُس حکایت مین جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے
مصرعہ شبے زیت فکرت ہمی سوختم ؛ فرماتا ہے مصرعہ کہ ناچار فریاد خیزد ز درد ؛ جناب مرزا
صاحب کیا تم نہین جانتے کیونکر نہین جانتے بے شبہ جانتے ہوگے کہ اکابر امت کو امور دینی مین
کیا کیا منازعتین باہم واقع ہوئی ہین کہ نوبت بہ تکفیر یکدیگر پہونچی ہے اگر فن لغت مین ایک شخص
دوسرے شخص کا معتقد نہوا یہان تک کہ اُسکی تحمیق بھی کی تو اور مدعیان علم و عقل اس مسکین
کے جگر تشنہ خون کیون ہو جائین اور جب تک اُسکا نقش ہستی صفحۂ دہر سے نہ مٹائین آرام نہ
پائین ظلم تو یہ ہے کہ جو کچھ مین نے قاطع برہان مین لکھا ہے نہ اسکو سمجھتے ہین اور نہ کچھہ آپ لکھتے ہین
نہ اسکے معنی سمجھتے ہین سوال دیگر جواب دیگر پرپدار ہے خارج از بحث اقوال کی تکرار ہے برہان
قاطع والے کی محبت سے دل بیقرار ہے فرط غیظ و غضب سے بدن رعشہ دار ہے منشی سعادت علی
نہ ناظم ہے نہ نثار ہے بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ مقتضاے طبیعتش اینست ؛ ناچار تمکو معرض
تحریر مین تحمل اور تامل چاہیئے سخن پروری و جانب داری مین توغل چاہیئے بحسب اختلاف
اختلاف طبائع مانو نہ مانو مگر پہلے یہ تو جانو کہ غالب سوختہ اختر کا فرہنگ نویسون کے باب
مین عقیدہ کیا ہے اگرچہ قاطع برہان مین جا بجا لکھتا آیا ہون مگر اب ہندی کی چندی کرکے

لکھتا ہون کہ یہ عقیدہ میرا ہے کہ فرہنگ لکھنے والے جتنے گذرے ہین سب ہندی نژاد ہین ہان علم صرف و نحو عربی بہت بقدر تحصیل مسلم اور اوستاد ہین علم صرف و نحو کی کتب درسی موجود ہین جس نے چاہا ہے اُسنے اوستاد سے اُن کتب کو پڑھ لیا ہے۔ فارسی کی جو فرہنگین حضرت نے لکھی ہین مطالب مندرجہ کس اصول پر منضبط کیے ہین اور اُسکا علم کس اوستاد سے حاصل کیا ہے آخر مقاصد صرف و نحو عربی بہی تو صرف مطالعۂ کتب سے نہین نکالے ہین پہلے تعلیم ہے پہر کتب قواعد کے جابجا حوالے ہین قواعد فارسی کا رسالہ اہل زبان مین سے کس نے لکھا ہے اور ان ہوس پیشہ فرہنگ لکھنے والون نے وہ رسالہ کس فاضل عجم سے پڑھا ہے شیداے ہندی سیکروی نے حاجی محمد جان قدسی علیہ الرحمۃ کے ایک شعر پر اعتراض کیا ہے مرزا جلالاے طبا طباے علیہ الرحمۃ نے شیدا کو خط لکھا ہے سر آغاز خط کا ایک قطعہ جسمین صحرا و دریا قافیہ اور برساند ردیف شعر آخر کا مصرع ثانی یاد رہگیا ہے مصرعہ یعنی بہا دیو مقوی برساند ٭ خلاصہ مضمون خط یہ کہ تو صاحب زبان نہین ہے زبان دان ہے یعنی مقلد اور کاسہ لیس اہل ایران ہے حاجی محمد جان کے کلام کو سند پکڑنا تجھے کس نے کہا ہے کہ اُس سے لڑا کیا تو نے سنا نہین جو عرفی و فیضی مین گفتگو ہوئی ہے اور موتمن الدولہ شیخ ابو الفضل کے روبرو ہوئی ہے لغات فارسی اور ترکیب الفاظ مین کلام تہا مولانا جمال الدین عرفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مین نے جبسے ہوش سنبھالا ہے اور نطق آشنا ہوگیا ہون اپنے گہر کی بڑہیون سے لغات فارسی اور یہی ترکیبین سنتا رہا ہون فیضی بولا کہ جو کچہ تمنے اپنے گہر کی بڑہیون سے سیکہا ہے وہ ہمنے خاقانی و انوری سے اخذ کیا ہے حضرت عرفی نے فرمایا کہ تقصیر معاف خاقانی و انوری کا ماخذ بہی تو منطق گہر کی پیرزالون کا ہی ہاے تیسر کہان سے لاؤن جو دیکہے کہ یہ حال قلمرو سند کے صاحب کمالون کا ہے قیاس مع الفارق کی بہار دیکہو جبر و تقادم زمانے کا اعتبار دیکہو مانا کہ عرفی تحصیل علوم عربیہ مین اُسنے کمتر ہے صاحب زبان اور ایرانی ہونے مین برابر ہے کیا عرفی کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی ایک خاوری ایک شروانی اگر تجھے کوئی کہے کہ غالب تیرا بہی مولد ہندوستان ہے میری طرف سے

جواب یہ ہے کہ بندہ ہندی مولد و پارسی زبان ہے ؎ ہرچہ از دستگہ پارس بہ یغما بردند تا
بنالم ہم ازان جملہ زبانم دادند ✽ زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور یہ عطیۂ خاص منجانب اللہ
ہے فارسی زبان کا ملکہ مجکو خدا نے دیا ہے مشق کا کمال مین نے اوستاد سے حاصل کیا ہے
ہند کے شاعرون مین اچھے اچھے خوشگو اور معنی یاب ہین لیکن یہ کون احمق کہیگا کہ یہ لوگ
دعوی زبان دانی کے باب مین رہے فرہنگ لکھنے والے خدا انکے بیچ سے انکا لے اشعار قدما
آگے دہرلئے اور اپنے قیاس کے مطابق چلدئے وہ بہی نہ کوئی ہمقدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سو بسو
پراگندہ و تباہ رہنما ہو تو راہ بتائے اوستاد ہو تو شعر کے معنی سمجہائے نہ آپ شیرازی نہ اوستاد
رمضانی رہے رگ گردن وغیرہ دعوی زبان دانی میرا یہ قول خاص ہے نہ عام ہے مجموع
فرہنگ نگارون کے محقق ہونے مین کلام ہے یہ کیا بات ہے کہ جامع برہان کا ماخذ فرہنگ
رشیدی و جہانگیری ہے عبدالرشید کی کیا شیخی اور میان انجو مین کیا ہیری ہے قطب شاہ و جہانگیر کے
عہد مین ہونا اگر منشاے برتری ہے تو بیچارہ جعفر زٹلی بہی فرخ سیری ہے ایک لطیفہ لکھتا ہون
اگر خفا ہو جاؤ گے تو خفا اٹھاؤ گے جتنی فرہنگین اور جتنے فرہنگ طراز ہین یہ سب کتابین اور یہ
سب جامع مانند پیاز ہین تو بتو اور لباس در لباس وہم در وہم اور قیاس در قیاس پیاز کے چھلکے
جسقدر اتارے جاؤ گے چھلکون کا ڈہیر لگ جائیگا مغز نہ پاؤ گے فرہنگ لکھنے والون کے
پردے کہولتے چلے جاؤ لباس ہی لباس دیکہو گے شخص معدوم فرہنگون کی ورق گردانی کرتے
رہو ورق ہی نظر آئینگے معنی موہوم ظرافت بر طرف تحقیق نہین ہے آپ کے خاطر نشین کرتا ہون
جو میرے دلنشین ہے فرہنگ نویسون کا قیاس معنی لغات فارسی مین نہ سراسر غلط ہے الا نہ کمتر
صحیح اور بیشتر غلط ہے خصوصًا دکنی تو عجیب جانا نہ ہی لغو ہے پوچ ہے پاگل ہے دیوانہ ہے وہ
تو یہ بہی نہین جانتا کہ باے اصلی کیا ہے اور باے زائدہ کیا ہے حیران ہون کہ اسکی جانب داری
مین فائدہ کیا ہے خدا جانتا ہے کہ مین یکرنگ ہون مگر دکنی کے جانب دارون کا چور نگ ہون جسکے جو
چاہو سو کہو اورون سے تم کیون لڑتے ہو کہین جامع لطائف غیبی کو برا کہتے ہو کہین نگار ندہ

دافع ہذیان جھگڑتے ہو جانتا ہون کہ دکنی کی عبارت کی خامی اُسکی راے کی کجی اُسکے قیاس
کی غلطی اگر سب جگہہ بلکہ بعض جگہہ بیچ جانتے ہو مگر یہ مین نہین جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور
اُسکے رفع تخطیہ کے واسطے توجیہات باردہ ڈھونڈھنی کس واسطے ایسا اُسکو کیا مانتے ہو مجہپر جیسا
سنہ آتے ہو مولوی نجف علی اور میان دادخان سے جدا بگڑتے ہو بھائی صاحب سغلیہ پن پر آگئے
گو ہار لڑتے ہو سچ ہے غالب آگندہ گوش ہے کسی کی نہین سنتا اسی آپ کے مقرر کیئے ہوئے
قاعدہ کے موافق بیباکانہ کہتا ہون کہ تمنے قاطع برہان و دافع ہذیان و لطائف غیبی کو ہرگز نہین
دیکھا آویزہ و افسوس کے بیان مین مجہسے وہ سہو ہوا ہے کہ مجہے اُس کا اقرار اور میرا دوست
میان دادخان شرمسار ہے جو کچہہ اُس مصنف نے اس باب مین لکھا وہ قول فیصل اور
کافی ہے مانین یا نہ مانین ناظرین کو اختیار ہے گکھری بکاف فارسی مکسور بوزن اکھری لغت
ہندی الاصل اُسکی شرح مین جداگانہ ایک فصل کاف فارسی مکسور کی جگہہ کاف عربی بمفتوح اعراب
کا بوزن ثشتری موضوع مجہے اور میرے دوست سیف الحق کو دو سہو طبعی پر استعناد ہوا خواہان
بوہرہ دکنی کو اغلاط مشہوراتہ کے جواز پر اصرار فاعتبروا یا اولی الابصار خرد بے واو بمعنی لوز اور خورہ
مع الواو بمعنی جذام ایک ویزہ بمعنی پاک اور آویزہ بمعنی ناپاک ایک یہ اور ہزار ایسے اغلاط سند
اور مقبول اور منظور گویا یہ مصرع جو حمد مین ہے مصرعہ کند ہر چہ خواہد بروحکم نیست ٭ اسکی شان
مین صادق سمجہہ لیا ہے چشم بد دور اب چاہیئے کہ اُسکے پوچھنے والے اُسکے نام کے بعد جل جلالہ
لکھین اور اگر جرأت نکرین تو نظر بافادہ و استفادہ عم نوالہ لکھین ستر برس کی عمر کانون سے بہرا جمعیت
کم تفرقہ زیادہ بہر خودداری اور کسر نفس اور استغنا خداداد بیہودہ بکنے مین اوقات کیون صرف
کرون پاسخ نگاری کیسی لفظاً بلفظاً و حرفاً بحرف کرون آپ کو اپنی خود اور شہرت منظور
ہے خردہ گیریہا سے بیزاری سے بہ نفرت ہے اور حیا آتی ہے زیادہ گوئی سے آپ کے حسن
کلمات طیبات سے قطع نظر کر کے ناظرین منصف کے وجدان پر چھوڑ دیتا ہون اور شکایت
موجودہ سے پہلے تیرہ اور تیرہ وری نکالتا ہون (صیحہ بمعنی آواز اسپ زنہار نیست) اسکے سچ ہونے مین

کیا کلام ہے جو صہیل سے آواز اسپ مراد رکھے وہ ناقص ہے اور بنام ہے کیا عرفی کا شعر عرفی کے
خط سے لکھا ہوا کسی کو نظر پڑا کہ ناظر سے سنکر تمہارا ذہن وقاد نقاد وہان جا لڑا الغنت کسی
باطن کے اندھے کے ہاتھ سے لکھا جائے اور پھر عرفی جیسا شاعر دیدہ درباز پرس مین پکڑا
جائے تمہارا محبوب بوہرہ دکنی شین منقوطہ مع التحتانی کے بیان مین شیہہ کو گھوڑے کے
ہنہنانے کی فارسی بتاتا ہے عربی مین گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بوزن دلیل کہتے ہین
صیحہ بوزن بیضہ عموماً بمعنی ہر صداے ہولناک و مہیب آتا ہے مین کیونکر فرہنگ نگارون کے
اور انکے مددگارون کے قیاس کو وحی سمجھون اور کیونکر کاتبون کے املا کو مصحف مجید کی طرح سر پہ
دھر لون یہ تو جب ہوسکتا ہے کہ مین اپنے کو جماد اور نبات فرض کر لون جرم و خطاے بلوغ بر گردن
بندگان جناب است مین آپکو مخاطب بالفتح ٹھہرا کر یہی فقرہ پڑھ کر چپ رہتا ہون بعد اسکے
تبدل جیم بہ تحتانی کو نامسموع کہتا ہون یعقوب کو بتغیر لہجہ انگریزی زبان مین جاکب کہتے ہین کہان
مبدل منہ کہان تغیر لہجہ حضرت آپ جو کہتے ہین خوب کہتے ہین کو وہ ترجیہ طفل نہین مانتے اور
پھر خاتمہ مین بندگان بصیغہ جمع لکھواتے ہو واقعی یون ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے پیر و مرید سے بصیغۂ
بلکہ از روے سہو لکھواتے ہو خط تمام ہوا اب مستغیث کی عرضی کی سماعت ہو لیکن سماعت از روے
انصاف بالاے طاعت ہو عرضی گذرانے سے پہلے مستغیث پوچھتا ہے کہ آپکے محکمۂ عالیہ کا
سر رشتہ دار دیانت دار ہے یا نہین سخن فہم و ہوشیار ہے یا نہین مین تو گمان کرتا ہون کہ اسین نہو
دلیل سن لیجیے اگر یقین نہو (صیحہ بمعنی آواز اسپ زہنا نیست) اس کے اقبل اور یہی عبارت
ہے سنانے والے نے نہ پڑھی ہو کتنا بعید ہے کس واسطے کہ اس عبارت کے مفہوم کو ملحوظ رکھنا
اور محمد اکرم پنجابی کا شعر تو قابل التفات نہین مگر مولانا جمال الدین عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا
شعر بہ تتبع کاتب غلط لکھوا دینا کتنے لیسا بعید ہے انشا مین تاتیون کی تحریف کو مانتے ہو
املا مین کاتبون کی غلطی کے کیون نہ قائل ہو انشا و املا و لفظ و معنی مین تقلید چھوڑ کر
تحقیق کے کیون نہ قائل ہو تقصیر معاف یہ نا استنادیکلام عرفی عالی مراتب ہے بلکہ پیروی خامہ

گرفتار کا نپ رہے کہہ چکا ہون کہ نہ مجکو مناظرہ کا دماغ نہ ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے فراغ ہے گے جو ہمت نہین ہاری تہی اور غیب سے توقع مددگاری تھی تو اپنا یہ شعر اُردو میرے وردزبان اور اس ہنجار سے مین زمزمہ سنج فغان رہتا تہا شعر رات دن گردش مین ہین سات آسمان ۞ ہورہے گا کچہہ نہ کچہہ گہبرائین کیا ۞ اب جو اصلاح حال و حصول مطلب سے دل مایوس ہے تو طبیعت اسی غزل کی اس بیت کے ترنم سے مانوس ہے شعر عمر بہر دیکہا کئے مرنے کی راہ ۞ مرگئے پر دیکہیے دکہلائین کیا ۞ کوئی یہ نہ سمجہے کہ جہگڑا رونا رزق کا ہے جب معاش مقرر ہو تو پہر غم کیا ہے نہ صاحب یہ باتین جانورون کی ہین کہ کچہہ کہا لیا پانی پی لیا اور چین سے سو رہے آدمی عموماً اور صاحبان ننگ و ناموس خصوصاً با وجود فراغ معاش ایسی جانگداز بلاؤن مین مبتلا ہین کہ کوئی کیا ہے یہ حال تو یا صاحب واقعہ جانے یا خدا جانے دوسرے سے یہ کار افتادہ کیون کہے اور بغیر کہے دوسرا کیا جانے مناظرہ کا تو ہرگز ارادہ نہین اگر وہ دل سوتا تو باتین کتا زیادہ نہین وہ بہی نہ از روے بحث و تکرار نہ بانداز استفسار اظہار سے مقصود نفس اظہار یہ جو آپ نے مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب دیا ہے کتنے محققین نے آپکو اپنا امام مان لیا ہے جب تک نہ اجماع محققین کا ہوگا یہ خطاب باجماع اہل عقل ناجائز و نا روا ہوگا وہ فرمانروا ہے عہد شاہنشاہ کہلائیگا کہی بادشاہ جس کے فرمان پذیر ہوجائینگے ایک سیدنے اپنے لڑکے کا نام میر شہنشاہ رکہہ لیا یہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہجہان جہانگیر ہوجائین گے اگر حضرت بفتحہ قاف ثانی بصیغہ تثنیہ امام المحققین کہتے تو ایک ماموم آپ ہوتے اور نراین داس تنبولی دوسرا ہوتا ساطع برہان کے تیرہوین صفحہ کی نوین سطر مین آپ لکہتے ہین (وہمچنین بر افراط و تفریط توضیح را کار بند نشدہ اند کہ بدان حرف گیری تواند کرد) تواند توانستن کے مضارع کی بحث مین سے صیغہ واحد غائب ہے فاعل چاہتا ہے خواہی معرفہ جیسے احمد محمود خواہی نکرہ جیسے بہمان کسے یا شخصے مردے یا زنے اور اگر فاعل مذکور نہو تو اُس صورت مین توان کرد چاہیے کہ توان بالمعنی فاعلہ ہے کرامت ہو تو مجہے حاصل نہین ہان از روی حسن

عقیدت کہتا ہوں کریا آپ نے یوں لکھا ہے کہ (کسے بدان حروف گیری تواند کرد) یا تواند کی جگہ
توان رقم فرمایا ہے دیکھیے آپ نے بیل کے جوئے کا بوجھ میری گردن پر رکھ دیا اور میں نے
ایک بیل کا بوجھ پشت مبارک سے اٹھا لیا اور اسد اللہ داد خواہ جلد آ اور اپنی عرضی لا حضرت
آیا اور عرضی لایا پہلے پانچ کاغذوں کی نقلیں علی الترتیب پڑھی جاویں پھر سررشتہ دار صاحب
بکمال امانت و دیانت عرضی سناویں **نقل عبارت برہان قاطع** آب دہ دست بکسر دال
ابجد و ہاے ہوز اشارہ بحضرت رسول صلوات اللہ علیہ است خصوصاً و شخصے را نیز گویند کہ
بزرگ مجلس بود و آرایش صدر و زینت از و باشد عموماً **نقل عبارت قاطع برہان**
از خامی عبارت چشم میپوشم و می خروشم کہ آب دہ دست مرکب از آب دہ کہ صیغہ امر ست از دادن
و دست کہ باوجود معانی دیگر مسند را نیز گویند معنی ترکیبی رونق دہندہ مسند ہر آئینہ تا مسند را بطرف
نبوت یا رسالت یا ہدایت مضاف نگردانند بمقام لغت فرونیارند بلکہ در ہیچ اکابر و صدور نیز
بے اضافہ لفظ امارت و شوکت و امثال اینہا نگارند کہ تنہا آب دہ دست افادہ بمعنی شویانندہ
دست میکند و آن خود اہانتی ست قبیح بیچارہ در نظم و نثر لغت آب دہ دست رسالت دیدہ است
و تتمہ مضمون را لغت اندیشیدہ است **نقل عبارت ساطع برہان** آب دہ دست خدا
نکند کہ این اعتراض از جانب مرزاے من باشد کور سوادے ہیچمدان گفتہ باشد بخاطر داشتن آن
در ہیچ کتاب کرد و ورنہ این کنایہ قابل اعتراض نیست چہ آب دہ دست جملہ ترکیبی است دست کہ
در عربی و فارسی بمعنی مسند ست مضاف و مضاف الیہ کہ معنی محدود ف را باید دانست بلکہ کلامی ست
مستقل بتراوت بالا دست مضاف و مضاف الیہ کہ معنی صدر و مسند بزرگ قوم باشد صاحب
موید الفضلا در لغت فارسی این لغت را بسند دو کتاب کہ آداب الفقیہ باشد ہمین صورت
و صحت بہمین معنی نگاشتہ و در مدار نیز و صاحب رشیدی آوردہ کہ آب دہ دست بمعنی بزرگ
مجلس و معنی ترکیبی آن رونق دہ صدر و مسند **قولہ** بیچارہ در نظم و نثر لغت آب دہ دست رسالت
دیدہ و تتمہ مضمون را لغت اندیشیدہ است انتہی **قول جامع** این کنایہ را در نظم و

نثر بے اضافہ رسالت دیدہ است وہمچنان در رشتہ تحریر کشیدہ است خاقانی گوید شعر
دست آب دہ مجاور انش ❁ ارزن دہ برج کوتر انش ❁ تبصرہ بس گردان جناب اگر فراموش
نکند در شرح کنایہ ماہی چشمہ خضر در باب المیم جویند کہ میگویند کہ آب دہ دست استعارہ برائے
آنحضرت از خاقانی از رکاکت نیست وائے برین عقیدت کہ او را بہ پیمبرے برداشتند و باز بہ نسبت
رکاکت سرنگون انداختند **نقل عبارت برہان قاطع** ماہوچی چشمہ خضر کنایہ از زبان و دہان
معشوق ست **قاطع برہان** یارب ماہوچی چشمہ خضر کدام لغت ست من در کتاب منطبعہ بدین
صورت دیدہ ام **مصرعہ** قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید ❁ در ضمیر میگذرد کہ ماہی چشمہ خضر خواہد بود
و آن خود مضمونی ست بطریق استعارہ بالکنایہ کہ سخنور بسا خون جگر خوردہ باشد تا در نظم و نثر
خویش آوردہ باشد پس ہر کہ این را در گفتار خویش آرد سرقہ خواہد بود از لغات مستقلہ و کنایہای
مشہورہ نیست کہ بکار دیگران روزگار آید شیر خدا کہ ترجمہ اسد اللہ است گوئی یکے از نامہای
جناب ولایت پناہ است صد ہزار کس در کلام خویش آوردہ باشد و سرقہ نیست و کہنی در بحث
شین مع الیاء شیر شرزہ غاب اسم حضرت امیر علیہ السلام نوشتہ و آن مضمونیست کہ خاقانی در
قصیدہ قسیمہ ہم سانہ شیر شرزہ خود صفتی ست عام کہ بر ہر مرد شجاع و سرہنگ جنگ جو اطلاق توان
کرد و غاب بمعنی بیشہ نیستان است ہر آئینہ این صفت نہ سزاوار شان اسد اللہی باشد خاقانی
خود بطریق تنزل گفتہ ست اینچنین صفت اسم کسیکہ بعد از خدا و رسول او را بہ بزرگی توان ستود
چگونہ روا توان بود ہمچنین آب دہ دست در باب الف ممدودہ اسم حضرت ختم المرسلین صلوات
اللہ علیہ قرار دادہ است و این لفظی ست در غایت رکاکت صفت لفظا پس غالب منع کرتا
ہے برہان و کہنی کو کہ لفظ رکیک آن حضرت کے حق میں صرف نکر چنانکہ ہمدران فصل مفصل نوشتہ
ایم مقصود ما ہنیست کہ اینچنین مضامین لغت مستقل و کنایہ مقبول چرا قرار یابد و چرا در شرح اشعاری
کہ حاوی این کلمات باشد چرا نگارش پذیرد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم آب ترجمہ ما کا
ہندی جس کی پانی اور بمعنی رونق و لطف بھی آتا ہے اور اسلحہ کی تیزی اور جواہر کی صفائی

کو بھی کہتے ہیں دست ترجمہ یہ ہے جسکی ہندی ہاتھ اور بمعنی قسم و نوع اور بمعنی مسند بھی مستعمل ہے ہمکو اس مقام میں آب بمعنی پانی اور دست بمعنی ہاتھ اور اس کی ترکیب یعنی آب دست اور اسکی مقلوب یعنی دست آب کے باب میں کلام ہے آب دست بحرکت و سکون سین مہملہ عموماً ترجمہ غسالہ یہ ہے اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں الجیم کی سند اوستاد کا شعر ؎ بہ نظافت رو بساقی کن اگر دل خستۂ ٭ کاب دست او سفا بخش ہر بیمار ہاست ٭ تخصیص کی سند ناصر حق کی بیت ؎ آبدست و نماز باید کرد ٭ دل مقام گداز باید کرد ٭ عرف میں آبدست کس عضو کے غسالے کو کہتے ہیں ہم تو اتنا پوچھکر چپ ہو رہتے ہیں پس آب دہ دست اور دست آب دہ کے معنی وضو کرنے والا اور ہاتھ دہلانے والا آب بمعنی رونق اور دست بمعنی مسند کا یہان احتمال محض جہل اور صرف اہمال ہے تو میرا قول ہے کہ آب دہ دست رسالت رسول کو کہ سکتے ہیں ایک بے ادب فقط آب دہ دست کہتا ہے اور ہم منہ تکتے ہیں منشی سعادت علی کو نہ ملامت فہم اُسنے قباحت کو نہ جانا مرزا رحیم بیگ صاحب افسوس کی بات ہے کہ تمنے اس بیان خاص مین قاطع برہان والے کے قول کو کیونکر مانا ہے سراسر بے پردہ اشرف الانبیا علیہ و آلہ السلام کی تذلیل اور توہین ہے اور جو پیمبر کو ایسا کہے وہ مجموع اہل اسلام کے نزدیک مرتد اور مردود و بے دین ہے بلکہ مخالفین بھی جو مسلمان اپنے پیمبر کو بُرا کہے اسکو بُرا جانینگے یقین ہے پس پیمبر کا آب دہ دست نام رکھنے والا مورد لعنت اللہ و ملائکۃ والناس اجمعین ہے خاقانی کے شعر کے لکھنے سے آپکی کیا مراد ہے یہ شعر قطعہ بند اور اس کا پچھلا شعر مجکو یاد ہے پہلے پوچھتا ہوں کہ دست آبدہ کا فاعل اور شین کا مرجع تمنے کسکو ٹھہرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اسمین بطریق مذکور یا مقدر کہان پایا جب اس مصرع کی رو سے مصرعہ دست آبدہ تھا اور نقش دست آب دہ پیمبر کا نام قرار پایا تو دوسرے مصرع کے سیاق مصرعہ ارزن دہ پیچ کو تراشا ارزن دہ کا خطاب بھی حضرت پر صادق آیا سبحان اللہ جہان مصطفی اور مجتبی رحمۃ للعالمین و خاتم المرسلین آپکے القاب ہیں وہان آب دہ دست بھی آپکا لقب ٹھہرایا مرزا جی بیت

ترک جاہل ہون جا بجا ۔ اگر مجکو گالیان از رو عتاب دوگے خدا کیواسطے پیمبر کو کیا جواب دوگے بندہ پرور خاقانی کا شعر قطعہ بند ہے اور اس شعر کا پہلا شعر یہ ہے اشعار روح از پے آبروے خودرا ✤ خلد از پے رنگ وبوے خودرا ✤ دست آب دہ مجاورانش ✤ ارزن دہ برج کبوترانش ✤ اوپر کے دونون مصرعون مین را کا لفظ زاید ہے پہلا مصرع تیسرے مصرع سے اور دوسرا مصرع چوتھے مصرع سے متعلق نثر اسکی فارسی مین یون ہوتی ہے (روح از پی آبروے خود دست آب دہ مجاوران اوست و خلد از پی رنگ وبوے خود ارزن دہ کبوتران اوست) یہ دونون شعر کعبہ معظمہ کی تعریف مین اور دونون شینون کی ضمیر بطرف کعبہ راجع اس اظہار کی تصدیق تحفۃ العراقین سے کیجیے اور ہندی کی چندی غالب سے سن لیجیے روح اپنی افزایش آبرو کے واسطے وضو کا پانی دیتی ہے کعبہ کے مجاورون کو اور خلد اخذ رنگ وبو کے واسطے دانہ کھلاتا ہے کعبہ کے کبوترون کو وضو کا پانی دینا اور کبوترون کو دانہ کھلانا ادنی خدمت ہے خدا کیواسطے مخدوم لونین کو خادم کہنا مدح ہے یا مذمت ہے معہذا خاقانی کے اس مصرع سے دست آب دہ پیمبر کو سمجھنا بے اعتنائی اور غفلت ہے خاقانی نے روح کو آب دست دہ کا فاعل مانا تمنے پیمبر کو معًا اس فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل سے متعلق ہونا کیونکر جایز جانا قافلہ شد یعنی قافلہ رفت یعنی قافلہ سالار رفت یعنی رسول مقبول رحلت کر دیہ قاف مع الالف مین کلام اُسی مستھن رسول کا ہے دست آب دہ کی شرح مین تحقیر اور قافلہ شد مین استہزا ہے برہان قاطع والا اگر یہ قباحتین نہین سمجھا ہے تو احمق ہے اور اگر سمجھ کر لکھتا ہے تو کافر مطلق ہے اب سیہرے خونابۂ زخم دل کی روانی اور قلم کی خونابہ فشانی دیکھیے تبصرہ مندرجہ حاشیہ ساطع برہان کے حق مین کیا فرماتے ہیو اور اس فقرہ اخیر کو (بازو رنشیب رکاکت سر اند اختند) کس کا لکھا تھا ہوستو فخر الفضلا و ختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد وہابیہ مین بزبان فارسی ایک رسالہ لکھا ہے اور اس عہد کے علما کی اُسپر مہرین ہین اُس رسالہ مین جناب مولوی صاحب مرحوم لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت کو قوت مجامعت بہت

تھی حالانکہ یہ امر واقعی ہے یا یہ کہے کہ آپ کی ردا میلی تھی اگرچہ اُسوقت مین ہو لیکن چونکہ
ایک گونہ سوءِ ادب اور اہانت ہے حاکم اہل اسلام کو چاہیئے کہ اِس قول کے قائل کو سزا دے
اور اگر حاکم سزا نہ دے تو اہل شہر پر عزل حاکم واجب ہے اور اگر اہل شہر ایسا نہ کرین تو وہ شہر
دار الحرب ہے پس بموجب فتواے علماے اسلام فقرۂ مذکور کا لکھنے والا کفر مین شداد سے
اشد اور کذب مین مسیلمۂ کذاب سے سواے خیبۂ عقبیٰ مین وہ خالق کا مقہور اور دنیا مین
خلق کا مطعون ہوگا مجکو کیا مجھے تم پر ہنسی آتی ہے لعضی بات سمجھی نہین جاتی ہے خاقانی روح
کو آبدست وہ مجاوران حرم کہتا ہے تم کہتے ہو کہ خاقانی دست آب وہ اسم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کہتا ہے مولوی امام بخش نے تمکو بہت کچھ پڑھایا مگر طریقۂ استنباط معنی نہ بتایا میرے حق مین جو کچھ
خود بھی نہین سمجھتے کہ کیا کہتے ہو مین نے اِس کے سوا (کہ خاقانی بطریق تنزل گفتہ است) اور
کیا کہا ہے جو مجھے برا کہتے ہو وہ بھی ذکر شیر شرزہ غاب مین نہ دستاب وہ کے باب مین اُسنے جناب
امیر المومنین کے واسطے ایک لفظ سہل سرسری لکہا مین نے قبول نہ کیا اور اُسکے قول کا تنزل
ظاہر کردیا آنحضرت کو اُسنے آبدہ دست یا دستیاب وہ کہان لکھا اور کیون لکھتا نہ احمق تھا نہ
بے ادب جب اُسنے نہین لکھا تو مین اُس سے کیون اُلجھون اور کب اُلجھا نہ کج فہم ہون — نہ
مغلوب الغضب آبدہ دست کے پردے کُھل گئے بے اضافۂ لفظ آخر دست بمعنی مسند نہ آئیگا
آبدہ دست ہاتھ دھلانے والا کہلا ئیگا ہان ایک طور ہے تمنے اُسکو اور سے لکھا ہے مین لبطریق
ابلغ و احسن لکھتا ہون یعنی تخت اورنگ سلاطین کے جلوس کیواسطے اور وسادہ و مسند امرا کے
جلوس کیواسطے موضوع ہے نظر اس اصل پر سلطان کو زیب افزاے اورنگ بے اضافہ لفظ سلطنت
اور امیر زینت بخش مسند بے افزایش لفظ امارت لکھو انبیا خصوصًا سید الانبیا مسند پر کب بیٹھے تھے
اُن کے غلامون کو امارت ننگ ہے اور زمزمۂ الفقر فخری بلند آہنگ ہے میرے خداوند کا فرش
حصیر تا گلیم رداے صحابہ بسطح خاک مین ہوسن مجرم اپنے اُس خداوند کو جسکی شان مین یہ مصرع اگرچہ ہیچ
مجمل ہے مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن قول فیصل ہے آبدہ دست و زینت بخش مسند

کیونکر سمجھون بلکہ مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح و طبع سلیم گوارا نہ کرینگے کہ وہ صفت عام جو دنیا دارون کیواسطے ہے قبلہ دین و دنیا پر صادق آئے دکنی اور اُسکے فضلہ خوار قابل خطاب نہین ایہا الاخ المکرم فضلہ خوار جواب ہی پس گردان جناب کا یہ کلمہ مستوجب عتاب نہین یقین کہ آپنے اب تو اَز روے دلالت لفظ و معنی جان لیا ہوگا اور اس فقیر حقیر کو نظر بہ قومیت ترک و پیشہ آبائی سپاہ گری عس المحققین خطاب دیا ہوگا جاننا اس امر کا کہ آبدہ دست مین اگر آب سے پانی اور دست سے ہاتھ مراد لیں تو اُسکو اسم پیمبر سمجھنا کتنی بے ادبی ہے اور اگر آب کو بمعنی رونق اور دست کو بمعنی مسند مانین تو بے الحاق لفظ نبوت و ہدایت حضرت کو اس ترکیب کا مشار الیہ سمجھنا کیسی بوالعجبی ہے آبدہ دست رونق بخش مسند صفت ہے عموماً منعمان مالدار کی یہانتک کہ اس اصلاح سے تعریف کر سکتے ہین صرافان و ساہوکاران بلا دو امصار کی ہین اب قطع کلام کرتا ہون اور آپ کو بکمال تعظیم سلام کرتا ہون ہمیر کی تحقیر کو مسلم رکھتے ہو تم جانو اور سعید ابرار خاقانی پر بہتان کرتے ہو تم جانو اور وہ میدان معنی کا شہسوار مجکو جسقدر تمنے لکھا ہے یا کوئی اور لکھ رہا ہے اگرچہ وہ سب لغو اور جھوٹ ہے معقول اور راست نہین لیکن واللہ مجکو عرصۂ محشر مین اُسکی بازخواست نہین شعر زمین عشق بکو نین صلح کل کردیم ٭ تو خصم باش و ز ما دوستی تماشا کن

۱۳۱ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب مولوی صاحب اشرف الوکلا درویش گوشہ نشین غالب حزین کا سلام آپکے عنایت نامہ کے ورود سے مین آپکا احسان مند ہوا اور دل سے آپکو دعائین دین کیون حضرت آپ حیران ہوئے ہونگے کہ یہ شخص اتنا فضول اور لغو کیون ہے خط کے پہونچنے سے اظہار منت پذیری اگر گزاشت نہین کیا ہے اب اس خوشی اور دعائین دینے کی وجہ سنیے یعنی آپ کے سبب سے مین نے اپنے والا برادر ازجان عزیز تر بدل نزدیک و از دیدہ دور تا مہربان بخود مغرور میر قاسم علی خان کا رقعہ اپنے نام کا پایا اللہ اللہ اگر آپ باعث نہوتے تو بھائی صاحب کا ہے کو مجکو خط لکھتے انہین سے پوچھیے کہ کبھی تمنے اسد کو خط لکھا ہے پس بعد

اس توضیح کے آپکی تحریر کا جواب لکھتا ہون آپکا واسطے اصلاح کلام کے رجوع کرنا میری طرف
موجب نازش کا ہے میرا طریق اس فن خاص مین یہ ہے کہ جو شعر بے عیب ہوتا ہے اُسکو بدستور
رہنے دیتا ہون اور جہان لفظ کے بدلے لفظ لکھتا ہون اُسکی وجہ خاطر نشان کر سکتا ہون تاکہ
آیندہ صاحب کلام اُس قسم کے کلام مین خود اپنے کلام کا مصلح رہے مطلع کا یہ مصرع مصرعہ
سرخوش و سرشار و مستم یلیلی ٭ لسان فارسی مین سرشار صفت ہے پیالے کی معنی لفظی اسکے
لبریز پس شارب کو لبریز کیونکر کہینگے اور یہ جو اُردو مست و سرشار مترادف المعنی استعمال مین
آتے ہین امر جداگانہ ہے فارسی مین تتبع اُردو کا ناجائز رند عالم سوز شعرائے عجم مین بمعنی زندیے نام
و ننگ آیا ہے جیساکہ اوستاد کہتا ہے مصرعہ رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار ٭ حسن مطلع
سست تھا میر سد بر بادہ الخ بر شیشہ بیان انسب ہے از لحد چون خاک جسم خاک کو جستن سے کیا
علاقہ ٭ نقد جان را مہر ستم یلیلی ٭ تعقید معنوی ہے طالب عہد الستم طالب عہد الست یعنی عہد الست
کس سے مانگتا ہے ہان سرخوش عہد الست مجمل و موقع ۱۲ امتوقع ہون کہ میرا یہ رقعہ جو آپکے نام کا
ہے جناب میر قاسم علیخان صاحب کو پڑھا دیجیے گا اور اب جو آپ مجھے خط لکھین تو یہ بھی لکھیے گا
کہ ہنوز وہ صدر امین ہین یا ترقی کی اور صدر الصدور ہوگئے اور اگر ترقی نہین کی تو کیا وجہ ۱۲

۱۳۲ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی محمد عبد الرزاق صاحب شاکر کی خدمت مین بعد سلام
یہ التماس ہے کہ مولوی صاحب عالیشان مولوی مفتی اسد اللہ خان بہادر کی خدمت مین فقیر کا سلام
پہونچانے مین آپ سے عرض کرتا ہون مگر آپ مفتی صاحب سے کہیے کہ مجھکو باوجود
شدت نسیان آپکا تشریف لانا یاد ہے چھاپے کے اجزا اُٹھا کر مین نے آپکے سامنے
ایک غزل اپنی پڑھی تھی جس کے دو شعر قطعہ بند ہین قطعہ ارزندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست
خود را بخاک رہگذر حیدر افگنم ٭ منصور فرقہ علی اللّٰہیان منم ٭ آوازہ انا اسد اللہ در افگنم ٭
خدا کرے حضرت کو بھی یہ واقعہ یاد ہو اتحاد اسمی دلیل مودت روحانی ہے اخی مکرمی میر قاسم علیخان

کو سلام پہونچے سال گذشتہ کی تعطیل کی طرح دلی آکر مجھسے بے ملے نہ چلے جایئے گا پہر حضرت
مکتوب الیہ سے کلام ہے اشعار بعد حک و اصلاح کے پہونچتے ہین یہ رتبہ میری ارزش کے
فوق ہے کہ مین آپ کے کلام مین دخل و تصرف کرون بندہ نواز زبان فارسی مین خطون کا لکھنا
پہلے سے متروک ہے پیرانہ سری و ضعف کے صدمون سے محنت پژوہی و جگر کاوی کی قوت
مجھہ مین نہین رہی حرارت غریزی کو زوال ہے اور یہ حال ہے شعر مضمحل ہوگئے قوے غالب ۱۲
وہ عناصر مین اعتدال کہان ۔ کچھہ آپ ہی تخصیص نہین سب دوستون کو جنسے کتابت رہتی ہے
اردو ہی مین نیاز نامے لکہا کرتا ہون جن جن صاحبون کی خدمت مین آگے مینے فارسی زبان
مین خطوط و مکاتب لکھے اور بھیجے تھے انمین جو صاحب الی الآن ذی حیات موجود ہین انسے
کبھی عند الضرورت اسی زبان مروج مین مکاتبت و مراسلت کا اتفاق ہوا کرتا ہے پارسی مکتوبون
و رسالون و نسخون و کتابون کے مجموع شیرازہ بستہ و چھاپا ہوکر اطراف و اقصاے عجم مین پھیل گئے
حال کی نثرون کو کون فراہم کرنے جائے جان کنی کے خیالات نے مجکو انکی تحریر و
تعلق و بار سے دست بردار آزاد و سبکدوش کر دیا جو نثرین کہ مجموع و یکجا ہوکر چھپکر جہان جہان
منتشر ہو گئی ہین اور آیندہ ہون انہین کو جناب احدیت جلت عظمتہ مقبول قلوب
اہل سخن و مطبوع طبایع ارباب فن فرمائے اور مین اب انتہاے عمر ناپایدار کو پہونچکر آفتاب
لب بام اور ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے زندہ درگور ہون کچھہ یاد خدا ہی چاہیئے نظم
و نثر کی قلمرو کا انتظام ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت سے خوب ہو چکا اگر اُسنے چاہا تو دنیا
تک میرا نام و نشان باقی و قایم رہیگا پس امیدوار ہون کہ آپ انھین نذور محقرہ یعنی
تحریرات روزمرہ اردوے سادہ و سرسری کو تا امکان غنیمت جانکر قبول فرماتے رہین اور
درویش دلریش و فرو ماندہ کشاکش معاصی کے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا مانگین اللہ بس
ماسوے ہوس ۱۲ التعقید معنوی کو حضور خود جانتے ہونگے اسکی توضیح و تفصیل مین تحصیل
حاصل و تطویل لاطائل کی صورت نظر آتی ہے لہذا خامہ فرسائی بروے کار نہین آتی ؟!

۱۳۳ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت تین دو ستون سنہ موافق محرق پرچہ کا نام صاحب نسب محرق رکھا گیا ہے جوتی بیزار کی ہے ایک رسالہ جو موجود تھا بھیجا جاتا ہے وہ دو نسخے نہی اگر بہم پہونچ گئے تو بھیجوا دونگا غزل بعد اصلاح کے جاتی ہے طرز فقیر مبارک ہو

۱۳۴ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت مطالب علمی و شرعی کا لکھنا موقوف سوال پر ہے جب حضور کی طرف سے کوئی سوال آوے گا بقدر اپنے معلوم کے جواب لکھا جائیگا شعر ہین اپنے گنہ غزل امید ؎ ایمان کہان ہے ایک ڈر ہے ؎ اس شعر مین قصد اچھا ہے مگر بیان ناقص ہے مطلب تو یہ ہے کہ صرف خوف اہل ایمان نہین رجا کا بھی شمول چاہیے اور یہ بات اس تقریر سے نکلتی نہین ۔

۱۳۵ - مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

پیر و مرشد مصرعہ اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے ؎ یہ خبر ہے پہلا مصرع مصرعہ ظلمتکدے مین میرے شب غم کا جوش ہے ؎ یہ مبتدا ہے شب غم کا جوش یعنی اندھیرا ہی اندھیرا ظلمت غلیظ سحر ناپیدا گویا خلق ہی نہین ہوئی ہان دلیل صبح کی بود پر ہے یعنی بجھی ہوئی شمع اس راہ سے کہ شمع و چراغ صبح کو بجھ جایا کرتے ہین لطف اس مضمون کا یہ ہے کہ جس شے کو دلیل صبح ٹھہرایا وہ خود ایک سبب ہے منجملہ اسباب تاریکی کے پس دیکھا چاہیئے جس گھر مین علامت صبح موجب ظلمت ہوگی وہ گھر کتنا تاریک ہوگا شعر متقابل ہے مقابل میرا ؎ رک گیا دیکھ روانی میری ؎ تقابل و تضاد کو کون نہ جانیگا نور و ظلمت شادی و غم و راحت و رنج و وجود و عدم لفظ مقابل اس مصرع مین بمعنی مرجح ہے جیسے حریف کہ بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے مفہوم شعر یہ کہ ہم اور دوست از روے خو سے و عادت ضد ہمدگر ہین وہ میری طبع کی روانی دیکھ کر رک گیا غزل بعد اصلاح کے پہونچتی ہے آپ اپنی طرف سے اسکو مستفصلح سمجھتے ہین اور مین اسکو اپنی جانب سے استفادہ جانتا ہون والسلام ۱۲

۱۳۳ | ۱۳۳ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

فقیر اسد اللہ نے اس کاغذ کے لفافے پر مرسلہ محمد عبدالرزاق جعفری الحیدری اور ملکٹ پر شاکر دیکھ کر دیر تک غور کی کہ یہ دو صاحب ہین بعد تامل یاد آیا کہ مولوی عبدالرزاق صاحب اسم شریف اور شاکر تخلص ہے غور کیجیے کہ نسیان کا کیا عالم ہے واللہ اگر مجکو یاد ہو کہ سابق مین کوئی غزل آپ کی آئی ہو یہ لفافہ لکہا ہوا بیکم اگست سال حال کا کل مین نے ڈاک سے پایا آج غزل کو دیکھا کل یہ لفافہ روانہ کرونگا شعر کوئی رہ آتا نہین آگے ترے ہمتا ہو کر ✤ آئنہ جب نظر آیا ہے تو اندہا ہو کر ✤ یہ مطلع دلنشین ہے مگر اتنا تامل ہے کہ آئینہ کو اندہا کہا چاہیے یا نہین شعر مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہے ترا ✤ بیٹہہ جاتا ہے مرے دل مین سویدا ہو کر ✤ مردم آنکھ کی پتلی مذکر نہین معشوق کی قید کیا ضرور دعوی حسن پرستی رہے عموماً یہ خوب ہے شعر نظر آتی ہے جہان مردمک چشم سیاہ ✤ بیٹہہ جاتی ہے مرے دل مین سویدا ہو کر شعر حسرت مے کے لئے پیر مغان کا ہے یہ حکم ✤ ریش قاضی کی رہے پنبۂ مینا ہو کر ✤ یہ شعر بے لطف ہو گیا کسواسطے کہ جب قاضی کی ریش کہی تو وہ ایہام ریش قاضی کہان رہا ۱۲ کارگاہ ہستی مین الخ داغ سامان مثل انجم انجمن وہ شخص کہ داغ جس کا سرمایہ و سامان ہو موجودیت لالہ کی منحصر نمایش داغ پر ہے ورنہ رنگ بو اور پہولون کا بہی لال ہوتا ہے ۱۲ بعد اسکے یہ سمجہہ لیجیے کہ پہول کے درخت یا غلہ جو کچہہ بویا جاتا ہے دہقان کو جوتنے بونے پانی دینے مین مشقت کرنی پڑتی ہے اور ریاضت مین لہو گرم ہو جاتا ہے مقصود شاعر کا یہ ہے کہ وجود محض رنج و عنا ہے مزارع کا وہ لہو جو کشت و کار مین گرم ہوا ہے وہی لالہ کی راحت کے خرمن کا برق ہے حاصل موجودیت داغ اور داغ مخالف راحت اور صورت رنج غنچہ تا الخ کلی جب نئی نکلے بصورت قالب صنوبری نظر آئے اور جب تک پہول بنے برگ عافیت معلوم یہان معلوم بمعنی معدوم ہے اور برگ عافیت بمعنی مایۂ آرام مصرعہ برگ عیشی بگور خویش فرست ✤ برگ اور سر و برگ بمعنی ساز و سامان ہی خواب گل شخصیت گل باعتبار خموشی و برجا ماندگی پریشانی ظاہر ہے یعنی شگفتگی وہی پہول کی پنکہڑیون کا

بکھرا ہوا ہونا غنچہ بصورت دل جمع ہے باوصف جمعیت دل گل کو خواب پریشان نصیب ہے
ہمہ رنج زنخ پشت دست صورت عجز۔ اور خس بدندان وکاہ بدندان گرفتن بھی اظہار عجز ہے
پس جس عالم میں کہ داغ نے پشت دست زمین پر رکھ دی ہو اور شعلہ نے تنکا دانتوں میں لیا ہو
ہمہ رنج و اضطراب کا تحمل کس طرح ہو قبلہ ابتدائے فکر سخن میں بیدل و اسیر و شوکت کے
طرز پر ریختہ لکھتا تھا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا ؎ طرز بیدل میں ریختہ لکھنا ✤ اسد اللہ
خان قیامت ہے ✤ ۱۵ برس کی عمر سے ۲۵ برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا
دس برس میں بڑا دیوان جمع ہو گیا آخر جب تمیز آئی تو اس دیوان کو دور کیا اوراق یک قلم
چاک کیے دس پندرہ شعر واسطے نمونہ کے دیوان حال میں رہنے دیے ۱۲ بندہ پرور اصلاح
نثر کی ضرورت نہیں آپکی انشا کی یہ روش خاص دلچسپ اور بے عیب ہے اس وضع کو نہ چھوڑیو
اور جو میرا تتبع اور مجھ پر توجہ منظور ہو تو پنج آہنگ وغیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و صرف
ہمت ملاحظہ فرمایئے اور مشق بڑھایئے چشم بد دور طبیعت حضور کی نہایت عالی اور مناسب
اس فن کے ہے میں آپ کی رسائی ذہن اور قوت تعلم سے امید قوی رکھتا ہوں کہ عنقریب بہت
خوب لکھیے گا میرے اور تمام دوستوں کے فخر اور دشمنوں کے رشک ہو جایئے گا ان ہذا من
برکۃ العلم یا مولانا و بالفضل والکمال مولانا ۱۲

۱۲۷۶	۱۳۷ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام	

قبلہ و کعبہ فقیر پا در رکاب ہے سہ شنبہ چہار شنبہ ان دونوں دنوں میں سے ایک
دن عازم رام پور ہوں گا تقریب وہاں کے جانے کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال
کی تہنیت دو چار مہینے وہاں رہنا ہوگا اب جو کوئی خط آپ بھیجیں تو رام پور بھیجیں مکان کا
پتا لکھنا ضرور نہیں شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح بھیجتا ہے حق تو یہ ہے کہ
شعر آپ کہتے ہیں اور حظ میں اٹھاتا ہوں حسن اتفاق سے اصلاح خمسہ کے وقت دوست
غمگسار یار وفا شعار علامہ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خان صاحب بہادر

صدر الصدور سابق دہلی المتخلص بہ آزردہ دام بقاءہ وزاد علاءہ کہ مجھسے ملنے کو غریبخانے پر تشریف لائے ہوئے موجود تھے خمسہ کو دیکھ کر پسند فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین کی عربی مصرعوں کے میرے ساتھ شریک غالب ہو کر مزے لوٹے اور آپکی شیرینی گفتار کے وصف میں تا دیر عذب البیان اور رطب اللسان رہے اور مجھسے بقدر میرے معلوم و بیان کے آپکی صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہو کر بہت شاد و خرسند ہوئے مبارک ہونا دیدہ و غائبانہ یعنی محض مشتاقانہ بہ تمنائے ملاقات عجز و نیاز لکھنے کو ارشاد کر گئے ہیں لہذا میں لکھتا ہوں قبول فرمائیگا ۱۲

	۱۳۸- مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام	۷ ۱

قبلہ پہلے معنی ابیات بے معنی سنیے نقش فریادی الخ ایران میں رسم ہے کہ داد خواہ کاغذ کے کپڑے پہنکر حاکم کے سامنے جاتا ہے جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا بس شاعر خیال کرتا ہے کہ نقش کسکی شوخی تحریر کا فریادی ہے کہ جو صورت تصویر ہے اس کا پیرہن کاغذی ہے یعنی ہستی اگرچہ مثل تصاویر اعتبار محض ہو موجب رنج و ملال و آزار ہے شوق ہر رنگ الخ رقیب بمعنی مخالف یعنی شوق سر و سامان کا دشمن ہے دلیل یہ ہے کہ قیس جو زندگی میں ننگا پڑا پھرتا تھا تصویر کے پردے میں بھی ننگا ہی رہا لطف یہ ہے کہ مجنوں کی تصویر بات عریان ہی کھنچتی ہے جہاں کھنچتی ہے زخم بے داد الخ یہ ایک بات میں نے اپنی طبیعت سے نئی نکالی ہے جیسا کہ اس شعر میں شعر نہیں ذریعہ راحت جراحت پیکان ✥ وہ زخم تیغ ہے جسکو کہ دل کشا کہیے ✥ یعنی زخم تیر کی توہین بسبب ایک رخنہ ہونے کے اور تلوار کے زخم کی تحسین بسبب ایک طاق سا کھل جانے کے زخم نے داد نہ دی تنگی دل کی یعنی زائل نہ کیا تنگی کو پرفشان بمعنی بیتاب اور یہ لفظ تیر کے مناسب حال معنی یہ کہ تیر تنگی دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام سے گھبرا کر پرفشان اور سراسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ رحیم بیگ نامی میرٹھ کا رہنے والا ہے دس برس سے اندھا ہو گیا ہے کتاب پڑھ نہیں سکتا سن لیتا ہے عبارت لکھ نہیں سکتا لکھوا دیتا ہے بلکہ اسکے ہموطن ایسا کہتے ہیں کہ وہ قوت علمی

بھی نہین رکھتا اور ون سے مدد لیتا ہے اہل دہلی کہتے ہین کہ مولوی امام بخش صہبائی سے اسکو
تلمذ نہین ہے اپنا اعتبار بڑھانے کو اپنے کو انکا شاگرد بتاتا ہے مین کہتا ہون کہ وا سے
اُس ہیچ و پوچ پر جسکو صہبائی کا تلمذ موجب عز و وقار ہو رسالہ اُسکا ساطع برہان دلّی پہونچکر ڈھونڈھا نگا
اگر مل گیا تو خدمت مین پہونچے گا جناب مستطاب میر قاسم علی خان صاحب
صادق القول ہین میرے گھر آئے ہونگے دروازہ بند پایا ہوگا مگر ایک خدشہ ہے کہ حضرت مین
اور میرے بھائی مرزا علی بخش خان مین بہت ربط و اتحاد تھا اور وہ مرحوم خارالپشت بیا مرزا و کذب
گزاف مین ضرب المثل تھا اس تصور سے اگر مین اس جملے کے ہیچ جاننے مین تامل کرون تو میرا
تامل بیجا نہوگا بہر حال اُنکو میرا اسلام کہیے گا ۱۲ سیلاب چین ایک لفظ ہے ہندیان فارسی دان کا
اصل لغت چلبچی اور یہ لغت ترکی ہے معہذا حباب آسمان جب تک کہ آسمان کو بحر یا دریا نہ کہین
حباب آسمان نہ مقبول نہ مسموع و نات مسموع ہے اگر فتحہ الف کا اشباع جائز ہو ورنہ و نات پروری
کی جگہہ ادن پروری بہتر ہے بلکہ ذنات یا ذنا رنت بہر حال صفت ہے پرورش موصوف کی چاہیے
نہ صفت کی والسلام ۱۲

	۱۳۹ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام	۸ مئی

قبلہ آپکو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۸ - جنوری کو فقیر دلّی پہونچا تکدکا ماندہ خستہ رنجور ہنوز
افاقت کلی نہین پائی آج صبحدم ہوا بند ہے دہوپ تیز ہے پشت بآفتاب تکیہ کے
سہارے سے بیٹھا ہوا یہ سطرین لکھ رہا ہون غزل پہونچتی ہے گو ند مین لتھڑا ایک ٹکڑا کاغذ
کا الگ ہو گیا ہے حضرت باحتیاط اُسکو لفافے سے نکالین بیت ہے تمہارا آفتابہ آفتاب آسمان
دیکھ لو اپنی چلپچی مین حباب آسمان ❊ اگر پسند آئے تو اس مطلع کو یون رہنے دیجیے مولوی نظام
گنجوی علیہ الرحمتہ کا ایک شعر طالب علمون کے ہاتھ پڑا اُنھون نے از روے قواعد نحو اُسمین
کلام کرنا شروع کیا مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہونچے تو فرمایا کہ یاران شعر مرا بمدرسہ کہ
برد جو صاحب یہ فرماتے ہین کہ مجموع پہلا مصرع مبتدا نہین ہو سکتا اُنسے پوچھا چاہیے کہ کیا

آپ اُسی پہلے مصرعہ مین سے (ظلمتکدے مین میرے) اسکو مبتدا اور (سب غم کا جوش ہے) اسکو
خبر ٹھہراتے ہین پس اگر یون ہے تو بھی مدعا حاصل ہے دوسرا مصرع دوسری خبر سہی آخر یہ بھی
تو مسلمات فن نحو مین سے ہے کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبر ہو سکتی ہین ہان ایک قاعدہ
اور ہے یعنی جملہ فعلیہ کے ماقبل جو عبارت ہوتی ہے اُسکو مبتدا نہین کہتے اِس مطلع کا مصرعہ
ثانی جملہ اسمیہ ہے اپنے ماقبل مبتدا کو قبول کرتا ہے اگر ہمنے نظر اِس دستور پر مصرعہ اول کو
مبتدا کہا تو بھی قباحت لازم نہین آتی بہر حال جو وہ صاحب اسی پہلے مصرع کو قرار دین وہ
مجھے قبول ہے مگر شعر میرا مہمل نہین زیادہ اس سے کیا لکھون بھائی میر قاسم علیخان صاحب کو بندگی ۱۲

۱۴۰ - مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبد الجمیل صاحب کی خدمت مین بعد ابلاغ سلام
مسنون الاسلام کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہے دو عنایت نامے
آپکے اوقات مختلف مین پہونچے پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہین سیاہی
اس طرح کی پھیکی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہین جاتے اگرچہ بینائی میری اچھی ہے اور مین عینک
کا محتاج نہین لیکن با اینہمہ اُسکے پڑھنے مین بہت تکلف کرنی پڑتی ہے علاوہ اسکے جگہہ اصلاح
کی باقی نہین چنانچہ اُس خط کو آپ کی خدمت مین واپس بھیجتا ہون تاکہ آپ یہ نہ جانین کہ میرا
خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپکو بھی ہو جائے آپ خود دیکھ لین کہ اسمین اصلاح
کہان دیجائے واسطے اصلاح کے جو غزل بھیجے اسمین بین الافراد و بین مصرعہا فاصلہ زیادہ چھوڑیے
اب کے خط مین جو کاغذ اشعار کا ہے حروف اُسکے روشن ہین مگر بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہہ
معدوم آپکی خاطر سے رنج کتابت اُٹھاتا ہون اور ان دونون غزلون کو بعد اصلاح لکھتا جاتا ہون مسودہ
تو آپکے پاس ہوگا اس سے مقابلہ کر کر معلوم کر لیجیے گا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح
ہوئی اور کون سی بیت موقوف ہوئی مشاعرہ یہان شہر مین کہین نہین ہوتا قلعہ مین شہزادگان تیموریہ جمع
ہو کر کچھہ غزلخوانی کر لیتے ہین وہان کے مصرعہ طرحی کو کیا کیجیے گا اور اسپر غزل لکھکر کہان پڑھیے گا مین کبھی

اُس محفل جاتا ہون اور کبھی نہین جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے اسکو دوام کہان کیا معلوم ہی
ابھی نہو اب کی ہو تو آیندہ نہو والسلام مع الاکرام ١٢

١٤١ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ آپ کو خط کے بھیجنے مین تردد کیون ہوتا ہے ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے
آتے ہین گاہ گاہ انگریزی بھی اور ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہین پوسٹماسٹر میرا آشنا ہے
مجکو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہین آپ ہی
انصاف کرین کہ آپ لال کنوان لکھتے رہے اور مجکو بلی مارون مین خط پہونچتا رہا یہ آپ کے
آپ نے حکیم کالے کا نام کیسا لکھا ہے اس غریب کو تو شہر مین کوئی جانتا ہی نہین خلاصہ یہ کہ خط
آپکا کوئی تلف نہین ہوا جو آپ نے بھیجا وہ مجکو پہونچا بات یہ ہے کہ شوقیہ خطون کا جواب کہان تک
لکھون مین نے آیین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکہا ہے جب مطلب ضروری التحریر
نہو تو کیا لکھون اب کے آپکے خط مین تین مطلب جواب لکھنے کے قابل تھے ایک تو وہ رباعی
جو آپ نے اس ننگ آفرینش کی مدح مین لکھی ہے اُسکا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب
دوسرا مدعا خط کے نہ پہونچنے کا وسوسہ سو اُس کا جواب لکھ چکا تیسرا امر جناب مولوی امتیاز خان
صاحب کا میرے یہان آنا اور میرا اُسوقت مکان پر موجود نہونا واللہ مجکو بڑا رنج ہوا اگر آپ سے
ملین تو میرا سلام کہیے گا اور میرا ملال اُن سے بیان کیجیے گا صبح کو مین ہر روز قلعہ کو جاتا ہون ظاہرا
مولوی صاحب اول روز آئے ہونگے جب سوار ہو جاتا ہون تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے
ہین مولوی صاحب بیٹھتے حقہ پیتے اگر قلعہ جاتا ہون تو پہر دن چڑہے آتا ہون زیادہ اسسے کیا لکھون ١٢

١٤٢ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

آداب بجا لاتا ہون آپکا نوازشنامہ پہونچا غزلین دیکھی گئین فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر
کلام مین اسقام و اغلاط دیکھتا ہون تو رفع کر دیتا ہون اور اگر سقم سے خالی پاتا ہون تو
تصرف نہین کرتا پس قسم کہا کر کہتا ہون کہ ان غزلون مین کہین اصلاح کی جگہ نہین

۱۴۳ - مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

سبحان اللہ سر آغاز فصل مین ایسے ثمرہاے بیش رس کا بھیجنا نوید ہزار گونہ ہمینت اور شادمانی ہے یہ ثمر رب النوع اثمار ہے اسکی تعریف کیا کرون کلام اس بات مین کیا چاہتا ہون کہ مین یاد رہا اور اہدا کا آپکو خیال آیا پروردگار آپ کو باانیہمہ روان پروری و کرم گستری و یاد آوری سلامت رکھے جمعہ کے دن جون دوپہر کے وقت کہار پہونچا اسی وقت خط کا جواب لیکر اور آم کے دو ٹوکرے دیکر روانہ ہوگیا یہان سے اسکو حسب الحکم کچہہ نہین دیا گیا خاطر جمع رہے ۱۲

۱۴۴ - مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

حضرت کیا ارشاد ہوتا ہے آگے اس سے جو آپ کے اشعار آئے تھے وہ دو دن کے بعد اصلاح دے کر بھیج دئے خط ڈاک مین تلف ہوجاے تو میرا کیا گناہ آج آپ کا یہ خط صبح کو آیا مین نے آج ہی دوپہر کو دیکھ کر لفافہ کر کے ڈاک مین بھجوا دیا اب پہونچے یا نہ پہونچے دو باتین سنئے طرح بسکون راے قرشت بمعنی قریب ہے لیکن اردو مین یہ لفظ مستعمل نہین وہ دوسرا لفظ ہے طرح بحرکت راے قرشت بروزن فرح اس کو بسکون راے مہملہ بولنا عوام کا منطق ہے ہان غزل طرح کی زمین طرح کی یہ بسکون اور بمعنی روش و طرز و طرح ہے بفتحتین جناب مولوی احمد حسن صاحب کو میرا سلام پہونچے ۱۲

۱۴۵ - مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

صاحب وہ خط جسمین اشعار سید مظلوم کے تھے مجکو پہونچا اور مین نے اس خط کا جواب تمکو بھیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکھون بیان ترکی تمام ہے اخوان و احباب یا مقتول یا مفقود الخبر ہزار آدمی کا ماتم دار ہون آپ غمزدہ اور آپ غمگسار ہون اس سے قطع نظر کہ تباہ اور خراب ہون مرنا سر پر کھڑا ہے پا بر رکاب ہون طرح بالفتح بمعنی نمونہ اور بمعنی قریب صحیح لیکن طرح بفتحتین اور چیز ہے غیاث الدین رامپور مین ایک ملا ہے مکتبی تھا اُس

جس کا ماخذ اور سند علیہ قتیل کا کلام ہو گا اُس کا فن لغت میں کیا فرجام ہو گا مصرعہ
کیستم من کہ ابد بریم ⁂ لاحول ولا قوۃ یہ مصرع میرا نہیں تا ابد بریم یہ فارسی لالہ قتیل کی ہے
میرا قطعہ یہ ہے قطعہ کیستم من کہ جاودان باشم ⁂ چون نظیری نماند و طالب مرد ⁂ ور بگویند
در کدامین سال ⁂ مرد غالب بگو کہ غالب مرد ⁂ یہ مادہ تاریخ از روے نجوم نہیں بلکہ از روے
کشف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

۱۴۶ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپکی خدمتگزاری میں حاضر اور غیر حاضر رہا ہے جو حکم آپ کا ہوتا ہے
اُس کو بجا لاتا ہوں مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسع قدرت سے باہر ہے اس زمین میں کہ جس کا
آپ نے قافیہ در و دل لکھا ہے میں نے کبھی غزل نہیں لکھی خدا جانے مولوی درویش
حسن صاحب نے کس سے اُس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے ہر چند میں نے خیال
کیا اس زمین میں میری کوئی غزل نہیں دیوان ریختہ چھاپے کا یہاں کہیں ہے اپنے حافظہ پر
اعتماد نہ کر کر اسکو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سُننے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر
لوگ پڑھ دیتے ہیں چنانچہ انہیں دنوں میں ایک صاحب نے مجھے آگرہ سے لکھا کہ یہ غزل
بھیج دیجیے مصرعہ اسد اور لینے کے دینے پڑے ہیں ⁂ میں نے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یہ میرا
کلام ہو تو مجھپر لعنت اسی طرح زمانہ سابق میں ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا
شعر اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی ⁂ مرے شیر شاباش رحمت خدا کی ⁂ میں نے سنکر عرض
کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اُسپر بقول اُسکے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھپر لعنت
اسد اور شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہیں ہے بھلا ان دونوں شعروں میں
تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیونکر سمجھا گیا واللہ وہ شعر خدنگ زنگ کے قافیہ کا میرا نہیں ۱۲

۱۴۷ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

حضرت بہت دنوں میں آپ نے مجکو یاد کیا سال گذشتہ ان دنوں میں میں امید رکھتا

مارچ ۱۸۶۰ع مین یہان آگیا ہون اب یہین ہون اور یہین مین نے آپکا خط پایا ہے آپنے
سرنامہ پر رامپور کا نام ناحق لکھا حق تعالیٰ والی رامپور کو صد وسی سال سلامت رکھے انکا
عطیہ ماہ بماہ مجھکو پہونچتا ہے کرم گستری و اُستاد پروری کر رہے ہین میرے رنج سفر اُٹھانے کی
اور رامپور جانے کی حاجت نہین خلیفہ حسین علی صاحب رامپور مین مجھسے ملے ہونگے
مگر واللہ مجھکو یاد نہین نسیان کا عرض لاحق ہے حافظ کو نذر کرد شامہ ضعیف سامعہ باطل
باصرہ مین نقصان نہین البتہ حدت کچھہ کم ہوگئی ہے مصرعہ پیری و صد عیب چنین گفتہ اند
بہرحال چونکہ مین دلّی مین ہون اور وہ رامپور گئے ہین تو البتہ وہ آپکے پیام جو اُنکی زبان کے
محوّل تھے بدستور اُنکی تحویل مین رہے اور مجھہ تک نہ پہونچے یہ شہر بہت غارت زدہ ہے
نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشون سے کہدونگا اگر میری نظم و نثر کے رسالون مین سے
کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت مین بھیج دیا جائیگا مصرعہ دل ہی تو ہے نہ سنگ
وخشت ؏ ایک دوست کے پاس بقیۃ النہب والغارت کچھہ میرا کلام موجود ہے اس سے یہ غزل لکھوا کر بھیجدونگا

۱۰۱ | ۱۴۸۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو بندگی پہونچے عنایت نامہ کے ورود نے شادمان کیا مگر یہہ
جو نگارش پذیر تھے اُنہون نے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق
ہون آمون کے باب مین جو کچھہ لکھا ہے کیون لکھا اہل کو دوام کیا ضرور ہے خصوصاً جبکہ بذات
خود حادث ہو حضرت اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے اور جو کچھہ ہے وہ خشک اور بے مزہ ہے آم
کہان سے ہو نہ ہوا وسط نہ برسات دریا پایاب ہوگئے کنوئین سوکھہ گئے اثمار مین طراوت کہان
سے ہو جناب اس کا خیال نہ فرماوین اپنے کشف کو غلط کردونگا برشگال آیندہ تک جیونگا
اب کے سون بھی آم کھاؤنگا۔

۱۰۲ | ۱۴۹۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مولوی صاحب آپکے دونون خط پہونچے مین زندہ ہون لیکن نیم مردہ

آٹھ پہر پڑا رہتا ہون صاحب فراش ہون بیس دن سے پانون پر ورم ہو گیا ہے
کف پا و پشت پا سے نوبت گذر کر پنڈلی تک آماس ہے جوتے مین پانون سماتا نہین بول و براز
کے واسطے اٹھنا دشوار یہ سب باتین ایک طرف درد محلل روح ہے ۱۲۷۷ ہجری مین میرا نہ مرنا
صرف میری تکذیب کے واسطے تھا مگر اس تین برس مین ہر روز زہر مرگ نو کا مزہ چکھتا رہا ہون
حیران ہون کہ کوئی صورت زیست کی نہین پھر مین کیون جیتا رہون روح میری اب جسم مین اسطرح
گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس مین کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہین کتاب
سے نفرت شعر سے نفرت جسم سے نفرت روح سے نفرت یہ جو کچھ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے مصرعہ
خرم آن روز کزین منزل ویران بروم ۔ ایسے مخمصہ مین اگر تحریر جواب مین قاصر ہون تو معاف ہون

۱۵۰- مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

قبلہ مجھے کیون شرمندہ کیا میں اس ثنا اور دعا کے قابل نہین مگر اچھون کا شیوہ
ہے بُرون کو اچھا کہنا اس ہیچ گستری کے عوض مین آداب بجا لاتا ہون ۱۲

۱۵۱- مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہونچے مکرمی مولوی غلام غوث خان صاحب بہادر
میر منشی کا قول سچ ہے اب مین تندرست ہون پھوڑہ پھنسی کہین نہین مگر ضعف کی وہ شدت
ہے کہ خدا کی پناہ ضعف کیونکر نہ ہو برس دن صاحب فراش رہا ہون ستر برس کی عمر جتنا خون بدن
مین تھا بے مبالغہ آدھا اُسمین سے پیپ ہو کر نکل گیا سن کہان جو اب پھر تولید دم صالح ہو
بہرحال زندہ ہون اور ناتوان اور آپکی پرسشہاے دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۵۲- مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی تفقد نامہ مرقومہ ۲۱ ستمبر مین نے پایا حضرت
کے سلامت حال پر خدا کا شکر بجا لایا کوئی محکمہ تخفیف مین آئے کوئی گانون مثلاً لٹ جائے
آپکا عہدہ آپکو مبارک رہے آپکا دولتخانہ سلامت ہان وہ جو آپ نے ابن الخال کا

اس محکمہ مین وکیل ہونے کا آپ کو کھٹکا ہے البتہ بجا ہے جب آپ ظاہر کر چکے ہین تو اب اُسکا اندیشہ کیا ہے حاکم سمجھیگا کہ وہ وکیل ہین محکمہ منصفی مین نہ رہین گے محکمہ صدرامین وسشن جج مین کام کرینگے مین نہ تندرست ہون نہ رنجور ہون زندہ بدستور ہون دیکھیے کب بلاتے ہین اور جب تک جیتا ہون اور کیا دکھاتے ہین والسلام بالوف الاحترام ۱۲

۱۵۳ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف مین ایک قطعہ اور حضرت کی مدح مین ایک قصیدہ لکھتا بات یہ ہے کہ جو آئین شایستہ مدح مین ہین اب رنجور نہین تندرست ہون مگر بوڑھا ہون جو کچھ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا مین زائل ہو گئی اب ایک جسم بے روح متحرک ہون مصرعہ

یکے مردہ شخص بمردی رواں +

اس مہینے یعنی رجب ۱۲۸۵ھ سے ستروان برس شروع اور اسقام و آلام کا آغاز ہے لاموجود الا اللہ و لامؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲

۱۵۴ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

قبلہ ایک سو بیس آم پہونچے خدا حضرت کو سلامت رکھے دس قلمین اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالہ کر دی ہے خدا کرے بحفاظت آپکے پاس پہونچے مین مریض نہین ہون بوڑھا ہون اور ناتوان گویا نیم جان رہ گیا ہون ایک کم ستر برس دنیا مین رہا کوئی کام دین کا نہین کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲

۱۵۵ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب عالی وہ غزل جو کہار لایا تھا وہان پہونچی جہان مین جانے والا ہون یعنی عالم مدعا یہ کہ گم ہو گئی ۱۲

۱۵۶ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

پیر و مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار ہون مسند نشینی کی تہنیت

کے واسطے رامپور آیا ہین کہان اور بریلی کہان ۱۲ - اکتوبر کو یہان پہونچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤن گا نمائش گاہ بریلی کی سیر کہسان اور مین کہان خود اس نمائش گاہ کی سیر مین جسکو دنیا کہتے ہین دل بھر گیا اب عالم بے رنگی کا مشتاق ہون لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ -

۱۵۷ - مولوی عزیز الدین کے نام ۲۴۱

صاحب کیسی صاحبزادون کی سی باتین کرتے ہو دلّی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی آگے تھی قاسم خان کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خان کے پھاٹک تک بے چراغ ہے ہان اگر آبادی ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خان کی حویلی اسپتال ہے اور ضیاء الدین خان کے کرے مین ڈاکٹر صاحب رہتے ہین اور کالے صاحب کے مکانون مین ایک اور صاحب عالیشان انگلستان تشریف رکھتے ہین ضیاء الدین خان اور اُنکے بھائی مع قبائل وعشایر لوہارو مین لال کنوین کے محلہ مین خاک اُڑتی ہے آدمی کا نام نہین تمہارے مکان مین جو چھوٹی بیگم تہی تھی اوسکے پاس اور لکھمی کی دوکان پر اس اشتہار کو بھیجا بیگم لاہور گئی ہوئی ہے لکھمی کی دکان مین کتے لوٹتے ہین مولوی صدر الدین صاحب لاہور ہین الٰہی بخش تراب علی ان لوگون سے میری ملاقات نہین ہین نے آپ مُہر کردی حکیم احسن اللہ خان اور میان غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خان ساکن دریبہ اُن کی مُہرین ہوگئین محضر آپکے پاس بھیجتا ہون خط از رو ے احتیاط بیرنگ بھیجا ہے پوسٹ پیڈ خط اکثر تلف ہو جاتے ہین چنانچہ قاضی عبد الجمیل صاحب کا خط جس کا آپ نے ذکر لکھا ہے آنکھین پھوٹ جائین اگر مین نے دیکھا ہو آپ اُنسے میرا سلام بنیاز کہیئے اور خط کے پہونچنے کی اُنکو خبر پہونچائیے ۱۲

۱۵۸ - مفتی سید محمد عباس کے نام ۲۴۲

قبلہ حضرت کا نوازشنامہ آیا مین نے اُسکو حرز بازو بنایا آپ کی تحسین میرے واسطے سرمایۂ عز و افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ دفتر بے معنی نہ سرسری بلکہ سراسر دیکھا جاے نہ بپیش نظر

دھرا رہے بلکہ اکثر دیکھا جاوے مین نے جو نسخہ وہان بھیجوایا ہے گویا کسوٹی پر سونا چڑھایا ہے
نہ ہٹا دھرم ہون نہ مجھے اپنی بات کا پچھ ہے دیباچہ و خاتمہ مین جو کچھ لکھہ آیا ہون سب سچ ہی
کلام کی حقیقت کی داد جدا چاہتا ہون طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہون نگارش لطافت سے
خالی نہو گی گزارش لطافت سے خالی نہو گی علم و ہنر سے عاری ہون لیکن پچپن برس سے محو
سخن گزاری ہون مبدء فیاض کا مجھپر احسان عظیم ہے ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے
فارسی کے ساتھ ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہون مطابق اہل پارس کے منطق کا بھی
مزہ ابدی لایا ہون مناسبت خداداد تربیت اوستاد حسن و قبح ترکیب پہچاننے لگا فارسی کے
غوامض جاننے لگا بعد اپنی تکمیل کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکھنا کیا ہے
گویا باسی کڑھی مین اُبال آیا لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہے ہے یہ تنگ مایہ معارض
اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتے ہین کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہے عرض کرتا ہون
کہ حضرت برہان قاطع و قاطع برہان ایک نمط ہے برہان قاطع نے کیا لٹھا نیونین سکھہ
قطع کیا ہے جو آپنے اُسکو قاطع لقب دیا ہے برہان جب تک غیر کی کسی برہان کو قطع نکریگی
کیونکر برہان قاطع نام پائیگی برہان قاطع کی صحت مین جتنی تقریر کیجیے گا وہ قاطع برہان کی صحت
کی ثبوت کے کام آئیگی قطعہ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطعہ اُس کا گہنا ہے جناب
نواب صاحب کا نیاز مند اور بندہ کا فرمانبردار ہون بعد عرض سلام شعر کے پسند آنے کا
شکر گزار ہون آپکے علم و فضل و فہم و ادراک کی جو تعریف کیجاے وہ حق ہے لیکن میرے شعر کی تعریف
صرف خریداری دکان بے رونق ہے ۱۲

۱۵۹ - خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ کا خط پہلا آیا اور مین اُس کا جواب لکھنا بھول گیا کل دوسرا خط آیا مگر شام کو
اُسی وقت پڑھ لیا آدمی کے حوالہ کیا اُسنے آج صبح رقم مجکو دیا مین جواب لکھہ رہا ہون بعد
اختتام تحریر معنون کرکے ڈاک مین بھجوا دون گا والی رامپور کو خدا سلامت رکھے اپریل مئی

ان دونون مہینون کا روپیہ موافق دستور قدیم آیا جون ماہ گذشتہ کا روپیہ خدا چاہے تو آجائے
آج جمعہ ۷ جولائی ہے معمول یہ ہے کہ دسوین بارہوین کو رئیس کا خط مع ہنڈوی
آیا کرتا ہے مین نے قصیدہ تہنیت جلوس بھیجا اُس کا جواب آگیا اب مین نظم ونثر کا مسودہ
نہین رکھتا دل اس فن سے نفور ہو دو ایک دوستون کے پاس اُسکی نقل ہے اُن کو اسوقت
کہلا بھیجا ہی اگر آج وہ آگیا کل اور اگر کل آیا پرسون بھیج دون گا بھائی امین الدین خان صاحب کے
اصرار سے خسرو کی غزل پر ایک غزل لکھی ہے علاء الدین خان نے اُسکی نقل اُن کو
بھیج دی ہین دیوان پر نہین چڑھاتا مسودہ بھیجتا ہون تقدیم و تاخیر ہندسون کے مطابق ملحوظ
رہے گرمی کی شدت سے حواس بجا نہین معہذا امراض و آلام روحانی ۔

قصیدہ

تجلیی کہ ز موسی ربود ہوش بطور ۔ بہ شکل کاسب علی خان دگر نمود ظہور
خجستہ سرور سلطان شکوہ رانا زم ۔ کہ رشک بر کلہش دارد افسر فغفور
ہوائے لطف وی از جہان خوزیز ہ سوزش ۔ نگاہ قہر وے از روے مہر یابد نور
دمم نگارش وصف کلام شیرینش ۔ چو چنیں بورد و بر ورق حروف سطور
فضائے رزمگہش شاہراہ قہر و غضب ۔ بساط بزمگہش کارگاہ سور و سرور
بجوان شرع ببین ہم نوالۂ شبلی ۔ بہ بزم عشق ببین ہم پیالۂ منصور
زروے رابطۂ حسن ماہتاب جمال ۔ بحسب ضابطۂ جاہ آفتاب ظہور
بحکم مرتبہ او حاکم و فلک محکوم ۔ زراہ قاعدۂ شرع آمرست و مامور
بآب سیل روانے کہ ایستہ بمغاک ۔ بود ہمیشہ بہ فنجان وی شراب طہور
زہے وزیر وحیدے شہریار دانا دل ۔ تو شاہ کشور حسن خرد ترا دستور
بنائے منظر جاہ ترا زحل معمار ۔ تو ابت کرہ چرخ ہشتمی مزدور
ثنا گر تو سکندر بہ بارگاہ جلال ۔ قفا خور تو ارسطو بدرسگاہ شعور

براے بزم نشاط تو شمع چون ریزند | ق | نہ پیہ گاؤ بکار آورند ونی کافور
زفیض نسبت خلق تو عنبر سارا | بجاے موم بر آید ز خانۂ زنبور
بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار | ق | ز بہر فاتحہ آئی اگر بسوے قبور
جہان جانی و جان جہان عجب نبود | کہ از درود تو ہر مردہ رقصد اندر گور
بہ پیشگاہ تو زانو ہمے زند انصاف | کہ اے برحم و کرم در جہانیان مشہور
ور انتقام کشے شیوۂ کرم مگذار | برآر کام دل بدسگال از ساطور
توئی بفضل فرازندہ عروج علوم | توئی بعلم کشایندہ عقود صدور
صریر خامۂ من بین کہ بہر بالیدہ دل | چنانکہ از لب داود استماع زبور
سواد صفحۂ من بین و تابش معنی | عیان چو شمع فروزندہ در شب دیجور
اسیر زندہ دل آن والی ولایت نظم | بہ گنج خانۂ گنجینہ نظامیش گنجور
غروب مہر و طلوع مہ دو ہفتہ بود | رسیدن تو بدین اوج بعد آن مغفور
چو او بزیر زمین رفت آن ولایت یافت | تو باش والی روی زمین قرین دہور
بانجمن نرسیدم ز ناتوانائی | دمے بعرض ثنا و دعائیم معذور
بخاک پاے تو گر دستگاہ داشتمی | نبودمے بغم دوری در تو صبور
من آن کسم کہ ز افراط ورزش اخلاص | بغیبت ست مرا دعوی دوام حضور
توئی رحیم دل و من سقیم دوری بہ | مبادا رنجہ شوی از نظارہ رنجور
کنی بدست تہی پر ز کیسۂ دلاک | دمے بہ نسیہ بسے تنگ زندہ مور
کمی زیاد کرم از شمار ملا تشبیہ | ز کردگار بود روز و شب زبندہ قصور
نظر بہ خستگی و پیری و تہیدستی | قبول کردن تسلیم من خوش ست از دور
شعار غالب آزادہ جز دعا نبود | کہ با دستی دعا گوے در دعا مشکور
بدہر تا بود آئین کہ در نوا آرند | رباب و بربط و قانون و نی بمحفل سور

بہ بزم عیش تو ناہید با وزمزمہ سنج | نسیم عطر فروش از شمیم طرۂ حور

محب ز لطف تو بالندہ چون نوا از ساز
عدو ز بیم تو نالندہ چون خس طنبور

غزل

ہم انا اللہ خوان درختی را بگفتار آورد
ہم انا الحق گوی مروی را بسر دار آورد

اینکہ پنداری کہ ناچارست گردون در روش
نیست ناچار آنکہ گردون را برفتار آورد

نکتہ داریم و با یاران نمیگوئیم فاش
طالب دیدار باید تاب دیدار آورد

آہن کند قطع بیابان این شگافد مغز کوہ
عشق ہر یک را بطرز خاص در کار آورد

جذب شوقش بین کہ در ہنگام برگشتن ز دیر
در قفای خویشتن بت را برفتار آورد

دانہا چون ریزد از تسبیح تاری بیش نیست
این شعبدہ وہرگاہ از سبحہ زنار آورد

آہ ما را بین کہ نارد از دل سختش خبر
باد را نازم کہ ابر از سوی کہسار آورد

نزد ما حیف ست او نزد زلیخا ہیں باش
جذبہ کز چاہ یوسف را ببازار آورد

ہر نا رسے را کہ افشاریم از وے خون چکد
ہر نہالے را کہ بنشانیم دل بار آورد

نیست چون در منطقش جز ذکر شاید حرف و صوت
شاہدی باید کہ غالب را بگفتار آورد

۱۶۰- خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ بے شک ولی صاحب کرامت ہین کم و بیش ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ایک امر جدید مقتضی اس کا ہوا کہ آپ کو اسکی اطلاع دون خانہ کا ہلی خراب آج لکھون کل لکھون اب کون لکھے کل صبح کو لکھون گا صبح ہوئی غالب اسوقت نہ لکھہ سہ پہر کو لکھیو آج دوشنبہ ۲۳ جولائی کی بارہ پر دو بجے ہرکارہ نے آپکا خط دیا پلنگ پر پڑے پڑے خط پڑھا اور اسی طرح جواب لکھا اگرچہ ڈاک کا وقت نہ رہا تھا مگر بھجوا دیا کل روانہ ہو رہیگا آپ کو معلوم رہے کہ

منشی حبیب اللہ ذکا اور نواب مصطفیٰ خان حسرتی کو کبھی اُردو خط نہین لکھا ہان ذکا کو غزل اصلاحی کے ہر شعر کے تحت مین منشاء اصلاح سے آگہی دیجاتی ہے نواب صاحب کو یون لکھا جاتا ہے کہ ار آیا خط لایا آم پہونچے کچھہ بانٹے کچھہ کھائے بچون کو دعا بچون کی بندگی مولوی الطاف حسین صاحب کو سلام یہ تحریرین ہفتے مین گئی ہے غرض کہ عامیانہ لکھنا اختیار کیا ہے اب یہ عبارت جو تمکو لکھہ رہا ہون یہ لائق شمول مجموعۂ نثر اُردو کہان ہے یقین جانتا ہون کہ ایسی نثرون کو آپ خود نہ درج کرینگے کتاب کے باب مین سرمد کی رباعی کا شعر اخیر لکھہ دینا کافی ہے **شعر** عالم ہمہ مرآت جمال ازلی ست ❊ می باید دید و دم نمی باید زد ❊ بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض طبع مین ہے اگر آپ یا آپ کا کوئی دوست خریدار ہو تو جتنی مجلد فرمایئے اُسقدر بھیجو اور ان چھہ روپے مع محصول ڈاک قیمت ہے اسی مطبع مین حسین حدائق الانظار کا انطباع ہوا ہے اخبار بھی چھاپا جاتا ہے اب کے ہفتہ کا دو ورقہ بھیج دونگا بشرط پسند آپ توقیع خریداری لکھہ بھیجئے گا جناب کیمسن صاحب بہادر افسر مدارس غرب وشمال کا باوجود عدم تعارف خط مجکو آیا کچھہ اُردو زبان کے ظہور کا حال پوچھا تھا اُس کا جواب لکھہ بھیجا نظم ونثر اُردو طلب کی تھی مجموعۂ نظم بھیج دیا نثر کے باب مین تمہارا نام نہین لکھا مگر یہ لکھا کہ مطبع الہ آباد مین وہ مجموعہ چھاپا جاتا ہے بعد انطباع وحصول اطلاع وہان سے منگاکر بھیج دونگا زیادہ حد ادب نامہ جواب طلب۔

۱۶۱ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

بندۂ گناہگار شرمسار عرض کرتا ہے کہ پرسون غازی آباد کا اُٹھا ہوا گیارہ بجے اپنے گھر پہونچا مثل بلاے ناگہانی نازل ہوا ہون **شعر** بایہ کہ کنم ہزار نفرین بر خویش ❊ اما بزبان جادۂ راہ وطن ❊ خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب قرابت آپکو اور باندازہ مہر ومحبت مجکو وہ مغفور میرا قدر دان اور مجہپر مہربان تھا حق تعالیٰ اوسکو اعلیٰ علیین مین بسبیل دوام قیام دے رامپور ہی مین تھا کہ اودہ اخبار مین حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی کیا کہنا ہے

کیا کہنا ہے ابداع اسکو کہتے ہین جدت طرز اسکا نام ہے جو ڈھنگ تازہ نوایان ایران کے خیال مین نہ گذرا تھا وہ تم بروے کار لائے خدا تمکو سلامت رکھے اور میرے اور دکھنی جامع برہان قاطع کے جھگڑے مین بخلاف اور فارسی دانون کے توفیق انصاف عطا کرے تو اب اس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہوجاے ۔۔ ۱۲

غزل

چشم کہ باز شد ز خواب فتنہ ازو بچار سوست
پردہ ز رخ کہ بر کشاد مہر ز شرم زرد روست

رخت خرد بآب رفت عارض شرمگین کہ شست
غرقۂ آب حیرت آئنہ باکہ روبروست

جامہ کہ کرد زیب تن صبح دریدہ پیرہن
بند قبا کہ بستہ است نکہت گل بہ بند اوست

غازہ برخ کہ کشید رنگ بروے گل شکست
ابرو کہ بست وسمہ تاب گردن خلق تیغ جوست

دست کہ در حنا گرفت لالہ تر بخون نشست
چشم کہ مست سرمہ گشت ناطقہ سرمہ در گلوست

جام صبوحی کہ زد شیشہ بسجدہ میرود
مے ز لب کہ کام یافت جوش نشاط در سبوست

چہرہ ز مے کہ برفروخت تشنہ شوق شد بلند
زلف کہ بوے بر فشاند نار سوح نسیم مشکبوست

تیغ نگہ کہ آب داد گشتہ فگار سینہا
نوک مژہ کہ تیز کرد دامن زخم بے رفوست

غنچہ ز خندہ لب بلب رنگ تبسم کہ دید
در گہر آبرو نما تا ز لعل کہ گرم گفتگوست

طرف کلہ کہ بر شکست شیشۂ دل شکستہ شد
قامت خود کہ راست کرد نخل مراد در نموست

موی کمر کہ تاب داد رشتۂ جان ز ہم گسیخت
دامن ناز را کہ ہشت خاک زمین بآبروست

بر سر زین کہ بر نشست رفت ز کف عنان صبر
سوے چمن کہ سیر کرد باد صبا برفت و روست

بخت کجاست بیخبر تا برکاب او دوم
بر سر رہ نشستہ ام منتظم نگاہ ہم آرزو دست

۱۶۳ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ میری وحدت عجیب سا تون دہاکے کے دیکھنے کن رہا ہون قولنج آگے دوری تھا اب دائمی ہوگیا ہے مہینا بہر مین پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہوجاتے ہین اور یہی نشاء

حیات ہے غذا کم ہوتے ہوتے اگر مفقود نہ کہو تو بمنزلہ مفقود کہو پھر گرمی نے مار ڈالا ایک حرارت غریبہ جگر مین پاتا ہون جسکی شدت سے بھنا جاتا ہون اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہون مگر صبح سے سوتے وقت تک نہین جانتا ہون کہ کتنا پانی پی جاتا ہون ۱۲ میرے ایک رشتہ دار کے بھتیجے نے بوستان خیال کا اُردو مین ترجمہ کیا ہے مین نے اُس کا دیباچہ لکھا ہے ایک دو ورقہ اُسکا نہ بصورت پارسل بلکہ بہیئت خط بھیجتا ہون آپکا مقصود دیباچہ ہے سو نقل کر لیجئے میرا مدعا اس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہے کہ آپکے پسند آئے یا اور اشخاص خرید کرنا چاہین تو چھہ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہے ۱۲

۱۶۳- خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

اس خط کا جواب جو مکتوب الیہ نے لکھا وہ بھی میرے ہاتھ آگیا تھا ناظرین کے حظ کے لیے یہان لکھے دیتا ہون حضرت آج علی الصباح مین گورکھپور کے میدان مین خیمہ کے اندر اکیلا بیٹھا تھا چکین جو چارون طرف کے دروازون مین چھٹی تھین صاف قفس کی صورت تھی ہر سمت کو دیکھتا تھا اور تنہائی سے گھبرا گھبرا کر یہ مصرع پڑھتا تھا مصرعہ

ہاے تنہائی اور کنج قفس ✣ دفعتہ ہٹو بڑھو کا غل ہوا حیرت مین آیا کہ کس کی سواری آتی ہے دیکھا تو دیکھا کہ شوق اور تمنا اور محبت ان سارے حشم و خدم کا آگے آگے اہتمام ہے اور پیچھے اُنکے حضرت توسن ہمت کو کُداتے پھنداتے چلے آتے ہین پھر تاب کسے تھی بے اختیار دوڑا خیمہ سے باہر آیا جھک کر آداب بجا لایا رکاب تھام کر گھوڑے سے اُتارا قدم لیے خیمے مین لیگیا مسند پر بٹھایا صدقے مین اپنے کو اُتارا دوزانو ادب سے سامنے بیٹھا ہاتھ باندھ کر مزاج مقدس پوچھا جواب مین علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سنی جی کڑھا نصیب دشمنان کہکر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ صحیح و سلامت رکھے حضرت کی عمر اتنی بڑھائے کہ خضر کو رشک آئے ادھر اُدھر کا مذکور رہا ارشاد ہوا کہ مین نے دہلی پہونچ کر تجھے ایک خط بھیجا تھا عرض کیا کہ اُسکے ورود سے مشرف ہوا تھا جواب

لکھنے مین رامپور والے عریضہ کی رسید کی راہ دیکھتا تھا اسمین اس سوال کا ذکر آیا جو اُس عریضہ مین ایک شعر کی نسبت لکھا تھا حضرت نے فرمایا اُسی کو دیکھ رہا تھا کہ خاص تراش آگیا اور حارج ہوا یہ سنکر مین نے منہ بنا کر کہا اسوقت مین نہ ہو اور نہ حجام کی خوب حجامت کرتا کہ اُسنے میرا حرج کیا حضرت نے تبسم کرکے فرمایا اُس بیچارے پر کیون دق ہوتے ہو مین اب جاتا ہون اور تیرے عریضہ کو دیکھکر سوال کا جواب لکھتا ہون یہ کہکر حضرت تشریف لیگئے جب تک سواری نظر آیا کی مین دروازہ پر کھڑا حسرت کی نگاہون سے دیکھا کیا پھر غمگین خیمے مین آکر بیٹھا اور یہ اشعار کسی کے جو برمحل یاد آگئے اُنھین کو پڑھ رہا ہون اشعار این قیست کہ ازراہ وفا آمدہ رفتی ✤ شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی ✤ چندان ننشستی کہ شود غنچۂ دل وا ✤ چون بوے گل و باد صبا آمدہ رفتی ✤ چون عمر کہ ہرگز بسر آید برود زود ✤ خود بر سر این بے سروپا آمدہ رفتی ✤

۱۶۴ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

خیر بیداری ہے ۱۲

۱۶۵ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

مولانا بندگی آج صبح کے وقت شوق دیدار مین بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن ہمت پر سوار چلدیا ہون جانتا ہون کہ تم تک پہونچ جاؤنگا مگر یہ نہین جانتا کہ کہان پہونچون گا اور کب پہونچون گا اتنا بیخود ہون کہ جب تک تم اطلاع نہ دوگے مین نہ جانون گا کہ کہان پہونچا اور کب پہونچا آپ کا پہلا خط رامپور سے دلّی آیا مین راہ مین تھا پھر دلّی سے خط رامپور پہونچا مین وہان بھی نہ تھا خط دلّی روانہ ہوا اب کئی دن ہوئے کہ مین نے ڈاک سے پایا اُس حال مین بیمار تھا سعہذا جاڑے کی شدت مہاوٹ کا مینہ دہوپ کا پتا نہین پردے چھٹے ہوئے نشیمن تاریک آج نیراعظم کی صورت نظر آئی دہوپ مین بیٹھا ہون خط لکھ رہا ہون حیران ہون کہ کیا لکھون اس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دل کو مضمحل

کردیا جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمہارے ماموں ہیں مگر اُنکے اور تمہارے معاملات ہر دو لا
جیسے کہ تمہاری تحریر سے اب معلوم ہوئے میرے دلنشین نہ تھے ایسے محب کا فراق اور پھر
بقید دوام کیونکر جانگزا نہو حق تعالیٰ اُنکو بخشے اور تمکو صبر دے حضرت میں بھی اب چراغ سحری
ہوں رجب ۱۲۸۲ھ حال کی آٹھوین تاریخ سے اکہتروان سال شروع ہو گیا طاقت سلب
حواس مفقود امراض مستولی بقول نظامی مصرعہ یکے مردہ شخصم بمردی روان ۔ آج مین اور
بھی باتین کرتا مگر میرا خاص تراش آ گیا مہینا بھر سے حجامت نہین بنوائی خط لپیٹ کر ڈاک
مین بھیجتا ہون اور خط بنواتا ہون ۔

۱۶۶ - مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ اُس عنایت نامے کا جو مارچ گذشتہ مین پایا ہے آج یکم اپریل کو جواب لکھتا ہون
گویا نماز صبح قضا پڑھتا ہون جناب مولوی غلام غوث خان بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب
و شمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضائل اربعہ ملکہ عدالت
و حکمت حاصل ہوتا ہے اس دانا دل بیدار مغز کو فطرت وحیا ہے حسن صورت وہ کہ جو دیکھے
پہلی نظر مین حسن خلق لطف طبع اسکو نظر آئے فقیر ہمیشہ مورد اعتراضات رہا ہے لیکن اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بعد دو چار دن کے معترض صاحب کا خط آیا ہے لغت و ترکیب معترض فیہ
کی سند کے اشعار حضرت نے اُس خط مین درج کئے ہین الحمد للہ جو کلکتہ مین شور نشور اُٹھا
تھا میرا شعر شعر جزوے از عالم و از ہمہ عالم بیشم ۔ ہمچو موئے کہ بتان را ز میان برخیزد
خستہ جراحتہائے اعتراض ہوا ہے منشاء اعتراض یہ کہ عالم مفرد ہے اُس کا ربط ہمہ کے ساتھ
بحسب اجتہاد قتیل ممنوع ہے قضارا اس زمانے مین شاہزادہ کامران درّانی کا سفیر گورنمنٹ
مین آیا تھا کفایت خان اُسکا نام تھا اُس تک یہ قصہ پہونچا اُسنے اساتذہ کے اشعار
پان سات ایسے پڑھے جنمین ہمہ عالم و ہمہ روز و ہمہ جا مرقوم تھا اور وہ اشعار قاطع برہان مین مندرج
ہین ہان صاحب قاطع برہان مین اور مطالب بڑھائے اور ایک دیباچہ دوسرا لکھا ہے اور درفش

کادیبانی اُس کا نام رکہا اور اُسکو چھپوایا ایک مجلد اُس کا آج اس خط کے ساتھ ڈاک مین بھیجتا ہون بعد پہونچنے کے اُسکو دیکھیے گا اور اکثر وقت فرصت پیش نظر رکھیے گا اور جسدن پہونچے اُسی دن یا اُسکے دوسرے دن رسید لکھیے گا اور اگر اور صاحب اُسکے طالب اور خریدار ہون تو مجکو لکھیے گا دس پانچ دو چار جلد بھیج دونگا یہ نسخہ میری طرف سے اُنکی نذر غزل پہر بھیجونگا ۱۲

۱۶۷ - خاتمہ مرزا حاتم علی مہر کی مثنوی کی تقریظ

اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امور دینی مین سے کسی امر کا شہود اور مصالح دنیوی مین سے کسی مصلحت کا وجود بلکہ اگر بمثل اسم اعظم فرض کیجیے تو اُسکی بھی نمود جب تک اس لطیفۂ غیبی کا شمول نہو عالم امکان مین ممکن نہین مسائل حکیمانہ کی ہستی ترہات نارِیانہ کی ستی درد و درمان کے مدارج کا اظہار افسانہ و افسون کے مقاصد کا مدار شکر و شکایت کا عنوان نفرین و آفرین کا بیان رد و قبول کی حکایت فتح و شکست کی روایت صرف و نحو کی رازدانی نثر و نظم کی گلفشانی جو کچھ اگلون نے کہا ہے جو کچھ اب کوئی کہہ رہا ہے جو کچھ آگے کہین گے اور قیامت تک کہتے رہین گے جو کچھ متعلق بناء و بہ و بود کہن سے ہے و الینہ النطق دشمن سے ہے اب سمجھیے کہ سخن از روے مثل کیا ہے چشمہ ہے ندی ہے نہر ہے سیل ہے دریا ہے کیسی روانی کس زور کا پانی اسکا چڑھاؤ اسکی رفتار اسپر کس کا زور کسکا اختیار جدہر منہ کیا ادہر ایک نالہ بہادیا دریا کی لہر کیا گھوڑے کی باگ ہو کہ کسی کے ہاتھ مین ہو ہان اہل خرد کو اُٹھا لینا چاہیے جو لطف جس بات مین ہو یہ مثنوی کہ مجموعۂ دانش و آگہی ہو اگرچہ اُسکو سفینہ کہہ سکتے ہین لیکن فی الحقیقت ایک نہر ہے کہ بحر سخن سے ادہر کو بہی ہے سخن ایک معشوقہ پری پیکر ہے تقطیع شعر اُسکا لباس اور مضامین اُسکا زیور ہے دیدہ ورون نے شاہد سخن کو اس لباس اور اس زیور مین بروِش ماہ تمام پایا ہے اسی رو سے اس مثنوی نے شعاع مہر نام پایا ہے کہین یہ نہ سمجھنا کہ یہان مہر سے مراد آفتاب ہے یہ شعاع اُس مہر کی ہے کہ جو ذرۂ خاک راہ بوتراب ہے سچ تو یون ہے کہ سخنور روشن ضمیر مہر سپہر مرزا حاتم علی مہر کو سخن طرازی مین ید بیضا ہے اور از روے

انصاف اس طرح سے کہ نہ اُدھر سے لاف نہ ادھر سے گزاف ہیچ ہیچ صاف صاف یہ مُہر اپنے ہم نام مہر سپہر کا ہم چشم اور ہمتا ہے سب جانتے ہین کہ غالب کا شیوہ درویشی و آزادہ روی ہے مہر کے حُسن گفتار اور میرے صدق اظہار پر برہان قاطع یہ مثنوی ہے ہان فن تاریخ معما سے بیگانہ ہون صرف حسن خداداد معنی کا دیوانہ ہون مثنوی کی طرز تحریر دلپسند تر ہوئی اس سے یہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چاہیے یون کہ کوئی کاتب کسی وقت مین اس تقریظ کو مثنوی سے جدا نہ کرے ہان گنجایش اس کی ہے کہ کسی زمانہ مین سہو و غفلت سے یہ امر واقع ہو یہان ہم سے کہتے ہین کہ خدا نہ کرے ۱۲

۱۶۸- گلزار سرور تصنیف مرزا رجب علی بیگ سرور کی تقریظ

سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فروز صنعتین ہین تعالی اللہ کیا حیرت اور قدرتین ہین یہ جو حدیقۃ العشاق کا فارسی زبان سے اُردو عبارت مین نگارش پاتا ہے بعینہ ارم کا زمین دنیا سے اُٹھ کر بہارستان قدس کا ایک باغ بنجاتا ہے وہان حضرت رضوان نخلبند و آبیار ہوئے یہان مرزا رجب علی بیگ سرور حدیقۃ العشاق کے صحیفہ نگار ہوئے کس سے کہون کہ اس بزرگوار کا اُردو کی نثر مین کیا پایہ ہے- اور اس سحر بیان کا کلام شاہد معنی کے واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہے نظم رزم کی داستان گر سینیے ٭ ہے زبان ایک تیغ جوہر دار ٭ بزم کا التزام گر کیجیے ٭ ہے قلم ایک ابر گوہر بار ٭ مجکو دعوی تھا کہ انداز بیان کی خوبی مین فسانہ عجائب بے نظیر ہے جس نے میرے دعوی کو اور فسانہ عجائب کی عجایب یکتائی کو مٹا یا وہ یہ تحریر ہے کیا ہوا کہ ایکطرح اور ایک قماش کے ہین یہ دونون دلفریب نقش ایک ہی نقاش کے ہین مانا کہ ایک دوسرے کا ثانی ہے یہ تو ہم کہہ سکتے ہین کہ نقاش لاثانی ہے مانی نقاش بے معنی صورتین بنا کر دعوی پیمبری کا کرے کیا عقل کی کمی ہے یہ بندہ خدا معنی کی تصویر کھینچ کر دعوی خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہے سچ تو یون ہے کہ جناب مہاراجہ صاحب والا مناقب عالیشان مہاراجہ ایشری پرشاد نارائن سنگھ بہادر جس باغ کی

آرائش کے کار فرما ہون اور پھر اُسپر طرہ یہ کہ چشم بدور مرزا سرور چمن آرا ہون کہئیے وہ باغ
کیسا ہوگا بہشت نہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی نہ کہے کہ یہ درویش گوشہ نشین فضول وہ سبکسر
کیون ہے بے دیکھے بھالے حضور کا ثنا گستر کیون ہے صاحبو حاتم سے ہمنے کیا دولت
پائی ہے کہ اُسکی سخاوت کی ثنا کرتے ہین رستم سے کمان شکست کھائی ہے جو اُسکی شجاعت
کا ذکر کیا کرتے ہین معہذا جناب بابو صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان بابو پرسدہ نراین
بہادر کا مورد عنایت رہا ہون جن دنون وہ دلّی تشریف لائے ہین اکثر شریک صحبت رہا
ہون جب ناشناسائی و بیگانگی درمیان نہو اُن کا نیازمند کیون ثناخوان نہو نہین نہین میرا
کیا منہ ہے ثناخوانی کا مین تو عاشق ہون اُنکی شاعر پروری و سخندانی کا واقعی حضور نے قدردانی
کی ہے سرور نے گہر افشانی کی ہے حضور کا اقبال سرور کا کمال حضور کی عالی ہمتی سرور
کی خوش قسمتی یقین ہے کہ یہ نقش صفحۂ روزگار پر یادگار رہے گا مصنف کا شہرہ رنگین بیانی
مین مہاراجہ کا نام فیض رسانی مین تا روز شمار رہیگا ۱۲ —

۱۶۹ — حدائق الانظار تالیف خواجہ بدر الدین خان کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد زیبائے سخن کا حسن بے مثال مشاہدہ اُسکا نور افزائے نگاہ دل تصویر
اُس کا انجمن افروز خیال از روے لفظ اہل معنی کی نظر مین آئینہ عارض جمال من حیث المعنی
بصورت صنعت قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال اگر نفس ناطقہ کو حق نے بصورت انسان
پیدا کیا ہوتا ہم اُس صورت مین یہ کیونکر کہین کہ کیا ہوتا اس لعبت دلفریب کی نظارگی سے بے بادہ مست
ہوجاتی اور یہ پیکر ہوش ربا دیکھ کر اہل معنی بالکل صورت پرست ہوجاتے نظم مین اور ہی روپ نثر مین
اور ہی ڈھنگ فارسی مین اور ہی زمزمہ اُردو مین اور ہی آہنگ سیر و تواریخ مین دیکھو جو سیکڑون
برس پہلے واقع ہوا ہو افسانہ و داستان مین وہ کچھ سنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو ہر چند خردمند
بیدار مغز تواریخ کی طرف بالطبع مائل ہونگے لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی و نشاط انگیزی کے بھی دل
مین قائل ہونگے کیا تواریخ مین ممتنع الوقوع حکایات نہین ناانصافی کرتے ہو یہ کچھ بات نہین سیام اپنے

فرزند کو پہاڑ پر پھکوا دے سیمرغ اُسکو اپنے گھونسلے مین اُٹھا لائے پرورش کرکے پہلوان
بنائے آداب حرب و ضرب سکھائے پھر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سے گھبرائے زال اس
اسم با مسمّی کو بلائے سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹی کی آواز سنتے ہی چلا آئے اور اپنی بیٹ
کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے رستم کے زخم اچھے کرکے ایک تیر دو شاخہ دیکر تشریف
لیجائے رستم دس برس کی عمر مین مست ہاتھی کو ہلاک کرے جب چشم بد دور جوان ہو دیو سفید
کو تہ خاک کرے فرعون کا دعویٰ خدائی مشہور ہے شداد نمرود کا بھی تواریخ مین ایسا ہی مذکور
ہے اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست حمزہ دیو کش رستم جی سا قرار دین اور ایک
زمرد شاہ گمراہ دعویٰ خدائی کرنے والا مثل نمرود گڑھ لین گویا ایک ڈھکوسلا بنایا ہے مگر
اچھا بنایا ہے اُنہین روایات کا چربا اُٹھایا ہے مگر اچھا اُٹھایا ہے موعظت و پند نہین تاریخ
نہ بیانہ ہے سیر و اخبار نہین جھوٹا افسانہ ہے داستان طرازی منجملہ فنون سخن ہے سچ یہ ہے
کہ دل بہلانے کے لئے اچھا فن ہے عمرو کی عیاریان دیکھو حمزہ کی میدان داریان دیکھو
جامع ان حکایات کا کوئی سخنور ایران کا ہے مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم موتمن الدولہ اسحق خان
کا ہے گویا باغ ارم کو ہندوستان مین اُٹھا لایا اُسنے بوستان خیال مین کچھہ اور تماشا
دکھایا اور قصص مین سے ایک جلد ہے مغز نامہ واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور حسن
و عشق کی گرمی ہنگامہ معز الدین کے طلسم کشائیان اگر سکنن امیر حمزہ کی یہ صورت ہو کہ اپنی
صاحب قرانی کو ڈھونڈھتے پھرین اور کہین پتا نہ پائین ابو الحسن کی عیاریون کے جوہر
اگر دیکھین خواجہ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ سی آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین دریتولا میر ابرار زادہ
سعادت توامان خواجہ بدر الدین خان عرف خواجہ امان کہ وہ ایک جوان شیرین بیان
تیز ہوش ہے اور ہر فن کی تحصیل مین سخن کش و سخت کوش ہے ستار کا جو خیال
ہوا ایسا بجایا کہ میان تان سین کو انگلیون پر نچایا مصوری کی طرف جو طبیعت آئی وہ تصویر
کھینچی کہ اُسکو دیکھہ کر مانی و بہزاد کو حیرت آئی اُس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا مغز نامہ کی فارسی

نثر کے اُردو کرنے پر آمادہ ہوا معز الدین فیروز بخت کی کشور کشائیاں ابو الحسن جوہر کی نیرنگ نمائیاں عجائبات حکیم قسطاس کی حیرت فزائیاں ملکۂ نوبہار کی رنگین ادائیاں جمشید خود پرست کی زور آزمائیاں حصار منکوس منحوس کی بیجا ئیان مسلمین اور کفار کی لڑائیاں مسلمانون کی بھلائیاں کافرون کی برائیاں فارسی سے اُردو مین لے آیا یون تصویر کرو کہ قلمرو اُردو مین ایک قصر دلکشا یا ایک خانہ باغ روح افزا سرتا سر بنایا عبارت آرائی کو ترک کیا ہے گویا تقریر کو پیرایۂ تحریر دیا ہے بعد اختتام نگارش غالب فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی مین نے ہر چند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی بیداد کرنے ایک بات نہ سنی اور ایک عذر نہ مانا بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا بھتیجا اور پیارا بھتیجا ناچار بجز خامہ فرسائی کچھ بن نہ آئی اس دیباچہ کے انجام کا بجز اس کے اور کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرت نظامی سے ایک شعر مانگ لایا اسی شعر شعری شعار کو خاتمہ مین لکھ دیتا ہون بہت تنگ آگیا ہون اب دم لیتا ہون

شعر

شکر کہ این نامہ بعنوان رسید ٭ پیشتر از عمر بپایان رسید ٭ ومن اللہ التوفیق وہو خیر الرفیق

۱۷۔ رسالۂ قواعد تذکیر وتانیث تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ

سیدی سندی نور بصر و لخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر و دوام دولت و بقائے اقبال کی دعا مانگتا ہون جنکو مبدۂ فیاض سے اس رسالہ کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی ہے سبحان اللہ تانیث و تذکیر کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر بھی مشتمل ہے کس لطف سے ادا ہوئی ہے ہر چند اس راہ سے کہ سید صاحب دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہین قواعد تذکیر و تانیث کے منضبط نہونے کے خود معترف ہین لیکن قوت علم و حسن فہم و لطف طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہنچائے ہین کہ اور صاحبون کے دل کی دوسرے کو کیا خبر مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہین دعا یہ ہے اور یقین بھی یہ ہے کہ یہ رسالہ صفحہ دہر پر یادگار اور ہمیشہ منظور نظر اولو الابصار رہے گا جو صاحب اس کو مطالعہ فرمائین گے

نفع بھی پائینگے اور لطف بھی اٹھائینگے مولف صاحب جو کامیاب اپنے ذہن رسا سے ہین رئیس جلیل القدر عظیم آباد و آرا اور حضرت فلک رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہین سید واسطی بلگرامی ہین جہان کے سادات علم و فضل مین نامی اور قدر و منزلت مین گرامی ہین ان حضرات کا مادح گویا اپنا ثناخوان ہے جیسا کہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے شعر مادح خورشید مدّاح خود ست ✤ کہ دو چشمم روشن و نامرمد ست ✤

مرزا کلب حسین خان بہادر نادر کے مجموعۂ قصائد کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد سخن کمال حسن مین لاثانی ہے سچ تو یون ہے کہ یوسف کنعان معانی ہے کنعان ہو کنوان ہو کاروان ہو کوئی جگہہ کوئی مقام کوئی مکان ہو زلف ویسی ہی سبز عارض بدستور تابدار لب کی جان بخشی کا وہی عالم چشم اسی طرح بیمار سعہ دا جو سلطنت مصر کے زمانے کا خیال تصور مین لائیگا وہ آفتاب تابان کو حضرت یوسف کا ادنی ذرہ پائیگا لو ہم ابھی قلمرو سخن سے آئے ہین اور حسن پرستان سخن کے واسطے نوید سراسر امید لائے ہین ہمنے سنا ہی نہین سکتے نہ دیکھ آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے امید ہے کہ دانشمند آدمی باور کرین اور دیدہ ور لوگ نظر کرین کہ یوسف سخن کنعان و چاہ و کاروان و بازار و زندان سے نکل کر تخت فرمانروائی مصر پر جلوہ افروز ہوا ہے زلیخا ے عشق کے گھر عید ہوئی ہے اور یوسف حسن کی سرکار مین نوروز ہوا ہے غالب آشفتہ نوا سن اس ورق کے ناظرین جب تک مرزا جا نینگے تیری بات کبھی نہ مانینگے کیون نہین کہتا کہ خالق نے نواب عالی جناب والا دودمان مرزا کلب حسین خان ڈپٹی کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہے جو انھون نے ان اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار کو نعت و منقبت سے زینت بخشی ہے دیباچہ نگار نے اس مجموعۂ نظم کو مصر فرض کیا اور شاہد معنی کو یوسف قرار دیا ہی جس کتاب مین ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے سوا قصیدے سے زینت اوراق ہون سواد ان اوراق کا کیون نہ سرمۂ چشم اہل دین ہو اور وہ اوراق کیون نہ

حرز بازوے مومنین آفاق ہون اپنے علو رتبت پر ناز کرتا ہون کہ ائمہ اطہار کے مداح کا ستایشگر ہون اور بذریعہ اس ستایش کے غالب پر غالب یعنی آپ سے بہتر ہون۔

۱۷۱ منشی غلام بسم اللہ صاحب کے نام

منشی صاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم منشی غلام بسم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی سفنوح باد صاحب یہ نیا ڈھنگ ہے شکایت کا اگر تمہارے کلام مین اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہے اسکو اوستاد کی سہل انکاری کیون سمجھو آپ کے منصف صاحب کی بھی غزل مین اصلاح کم ہوی ہے پس اُن کو چاہیئے کہ خوش ہون نہ کہ مجھسے گلہ کرین سنئے حضرت خدا مین تداخل بڑا ہے اگر یہان کی ڈاک مین کبھی خط کھل گیا تو مجھسے پچاس روپے لئے جاینگے یا قید کا حکم ہوگا آیندہ آپ خط جداگانہ بھیجا کیجیئے اس باب مین تاکید جانئے کوئی حیلہ جواز کا آپ کی طرف سے مسموع نہوگا غالب ۱۲

تقریظ از فکر سرآمد روزگار خلاصۂ دوار سرمایۂ بلاغت و پیرایۂ فصاحت دروق دقائق ادق حکیم غلام مولا صاحب المتخلص بہ قلق ساکن میرٹھ دام فیضہ

رباعی تا کے بخیال خویش باشی دربند ✤ فرعون زخودی نشد بہ موسی مانند ✤ این نکتہ قلق زمردم چشم آموخت ✤ خود را بپسند و دیگران را بپسند ✤ مشتاق بیتاب جستجو کو مژدہ تاب و فرسا اور منتظران چشم درراہ کو صلاے شکیب ربا یاران معاشر کو پیغام صبوحی اور مہجوران ہم جان کو نوید روحی دل کو ہوش جان کو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کو چستی عقل کو افزایش فہم کو گنجایش مستون کو ترانہ ندیمون کو فسانہ ناتوانون کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی شوق کو انتہا ذوق کو ابتدا بیخبر کو خبر تلاش کو اثر مہیا یعنی ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس رقعات مرقع مرقعات موقع سرجوش فیلسوفی و رندی الموسوم بہ عود ہندی نہایت اہتمام بایستہ اور انتظام شایستہ سے مطبع مجتبائی مین یہ کتاب چھپی اور حضرت جامع کی جانب سے عبارت خاتمہ کے لئے بعد اختتام اس ناتمامی سرانجام سے

فرمایش ہوئی رباعی کیا نامہ نامی ہے مہیاے ظہور ہے ٭ ہے چشمک ہر نقطہ کہ چشم بددور
اللہ ری کیفیت لفظ و معنی ٭ وہ آنکھ بین ہے نور تو یہ دل مین سرور ہے ٭ سبحان اللہ
صل علی صل علی جی چاہتا ہے تا طاقت گفتار اس طلسم دلکش کی تعریف کیا کیجیے مگر فراوانی
اقبال قبول اور طغیانی اتصال وصول گرم نگاہ تحسین حاصل بہتر کہ اپیچ کی نہ لیجیے مصرعہ
حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را ٭ گو مین بھی یک زبان صد بیان طریقہ ستایش سلیقہ
نو آئین تو احنا خاطر پسندیدہ دل دردمند جگر خراش آماجان خروش نوا ذوق خشک ریز شوق
قباحت خیز ادائے ہوش ربا انداز تاب فرسا تمک گداز شیرینی حلاوت پرداز نمکینی رکہتا ہون
اور ایک سحر دلی کے روڑون مین سنگسار رہا ہون بلکہ وہان کی مٹی ہوا ہون ان کا نقش پا ہون
شعر گر بسخن در آورم عشق سخن سرائے را ٭ از بر دوش سر دہی گریہ ہائے ہائے را ٭ مگر تم
ہی کہو کہ ایسا شخص جس کے سایہ پر شمع طور پروانہ اور انکی وارستگی پر فیلسوف دیوانہ
فطرت سے فطرت ناز بردار لیاقت سے لیاقت شرمسار شوخی سادگی شعار چابکی سے
چابکی خود رفتگی شعار طبیعت سے ملکیت بہرہ مند ملکیت سے بشریت ارجمند طریقہ سے طریقہ
خضر آشنا سلیقہ سے سلیقہ برگزیدگی ربا انداز سے انداز ادب آموز ادا سے اور بہرہ اندوز
شیوا بیانی سے شیوا بیانی منت کش سحر زبانی اعجاز روش مرکز ناز و نیاز مدار سوز و ساز
طالب مطلوب مطلوب طالب اعنی اسد اللہ خان **غالب** دام دوامہ اقام مقامہ
کس زبان سے سراہا جاوے اور کیا منہ ہے جو اسکی بات لب تک آوے فی الواقع اسکی ستایش
ناستودگی خود ستائی اور اسکی نمایش بیہودگی خود نمائی ذرہ کو باریابی در خورشید دشوار اور
قطرہ کو تہ نشینی دریا ناہموار سبزہ بیگانہ اور بہار افروز گلستان سنگ ریزہ ویرانہ اور ارزش
اندوز کان بہر کیف وضع ادب خم آموز گردن ابرام اور پاس نگاہ حد دیدہ دوز مقام لزام مثنوی

لکھے کیا کوئی اوج فکر غالب | بیان سے دور حرف ذکر غالب | سخن دانی اگر ہووی کوئی دین
تو ایمان سب کا ہو غالب کا آئین | عجب انداز نکتہ پروری ہے | کہ ہر نقطہ کتاب دلبری ہے

اگر روش بیانی وہ دکھائے
قم عیسیٰ صریر خامہ اُس کی
جز زہر خندہ اُسکے لب پہ جا پائے
تو دریا تک سے عار قطرگی ہو
سخن کا مجملاً ہوا سکے کیا ذکر
فلک دے داد اور مجھسے زبان سے

تو مہر و مہ کو نظروں سے گرائے
طبیعت کا جو پائے اُسکی انداز
تو نیش درد نوش جان بنجائے
نہیں اسکا سخن میں کوئی ہمدوش
ہر اک نقطہ ہے جس کا مخشر فکر

سواد قدس شکل نامہ اُسکی
نزاکت کو ہو کیا کیا ناز پر ناز
اگرچہ خودسری کا مدعی ہو
کرے اک حرف اسکا ورسعی صد آغوش
کھلے جب مرتبہ رتبہ کا اسکے

لیکن شایان تعریف اور سزاوار توصیف مستغنی زبان و بے نگینہ
ران وادل دانش نورنگاہ بینش شان شکوہ ہندی شکوہ شوکت پسندی کمند آسمان تکین
سپند چشم خردہ بین تمغاے خانوادہ شرافت طغراے اصفاے نجابت سر دفتر سخن
آرایان منشی محمد ممتاز علی خان صاحب خاص روساے میرٹھ دام اللہ اجلالہ و زید افضالہ ہے
کہ حضرت کی نیابت قدر و جلالت امتیاز ہر وقت حظوظ بے ربط سے مشکل اقلیم سخن پردازی ہے
خس و خاشاک صحن باغ ان کی تربیت خاص سے دوش صبا پر سوار اور ذرہ ہاے گوشہ راغ
انکی انجلا آموزی محض سے محشر خورشید زار بے استفادہ درستی حال تحرک رشک سنگ
فرہاد شکست شیشہ اور بے استصلاح فساد امتیاز قوت نامیہ نباتات منتج شاخچہ ہندی
دست تیشہ بیکسے قوت ممیزہ صحبت گریہ بے اختیاری شبنم میں مکافات نیش زنبور سے اثر افروز
اور دلیل بیداری نرگس میں رسوائی غفلت انگور سے پرہیز آموز خاک تیرہ سامان سے
جوہر صفا طلبگار اور ہوا سے شکستہ عنان کو تحریک نقاب آموز گار

مثنوی

زہے کارسازی حسن تمیز
کہ حسن نظام اس کا ماہ تمام
ہوا کا سیاب اس سے سیماب کلام
ارم اُس سے ہو بلبل مدعا

عروس جہان سے یہ خود تمیز
کرے جب کہ آراستہ یہ سخن
نظامی ہے ہر نظام کلام
جو خط جبین کو یہ ترتیب دے

ہر روش کہے چہار چمن کا کلام
قدم اُسکے سے ارزش رنگ چمن
یہ جس حرف کو دیوے رنگ ادا
تو روشن سواد ی قدم چوم لے

تمام ہرزہ درائی و آشفتہ نوائی قلق ناسنجیدہ بیان کج مج زبان کا یہ کہ اس ستودہ کیش قدر

اندیش نے کس عمدہ عنوان سے فضلۂ طبیعت میرزا غالب یعنی خطوطہاے پریشان اُردو
زبان کو روح روان اور مغز جان بنادیا اور کس عبارت بے سروپاسے کیساباغستان معنی
کھلادیا حق یہ ہے کہ ایسی سعی مشکور و محنت ورازدود رکون کسی کے لیئے کرتا ہے ہر ایک
اپنی جیب وگریبان کو گلہاے مقصود سے بھرتا ہے یہ آپ ہی کا کام ہے اِس کا نام
رابطۂ خاص اور اخلاق عام ہے جب طالبان زبان اِس تحریر کو ملاحظہ فرمائینگے
تو دلی کا روزمرہ اُردو اور محاورۂ گفتگو گہر بیٹھے سیکھ جائینگے بارک اللہ کیا بے ساختہ عبارت
ہے کہ نثر مین نظم کا مزہ آتا ہے اور ہر جملہ فقرہ معشوق کو شرماتا ہے مگر افسوس اہل مشرق کی
حکمت بندی نے بگاڑا کہ دلّی سے زیادہ اُسکی زبان کو اُجاڑا اب کس کس کو سمجھایئے کا فی
دل ودماغ کہان سواے ازین اُنکو فہم ہمکو فراغ کہان شعر ہاے دہلی کو ہے دشوار بیانِ
دہلی ٭ لٹ گئی ساتھ ہی دہلی کے زبانِ دہلی ٭ اللہ بس باقی ہوس ۔

خاتمہ الطبع

خدا کا شکر ہے کہ مجموعۂ رقعات اُردو زبان یعنی **عود ہندی** جکیدۂ خامۂ سحر نگار
شاہ اقلیم انشاپردازی وسخنوری **حضرت نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر غالب**
دہلوی جو پہلے شائقین کی تلاش سے مدون ہوکر مطبع مجتبائی میرٹھ مین طبع ہوا تھا اور بعد ازان
بار دوم مطبع منشی نولکشور مین طبع ہوکر نظر افروز شائقین ہوچکا ہے اب بار سوم مطبع **مفید عام**
جناب منشی **محمد قادر علی خان صوفی** دام اقبالہ مین بمقام آگرہ بماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ع
مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۸ھ مین طبع ہوا خداوند عالم مقبول خلائق فرماے آمین ثم آمین
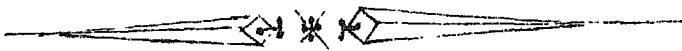
قطعاتِ تاریخ طبع کتاب ہذا ریختۂ قلم جادو رقم سخنور شیریں مقال نازک خیال منشی بھگوان دیال صاحب متخلص بہ عاقل جو ایڈیشن دوم پر تصنیف ہوئے تھے

ز غالب عودِ ہندی طرفہ انشا ہست در اُردو
در آمد مشتری بہرِ خریدارئش از ہر سو

نوشت از جذبۂ شوقِ تمنا خامۂ عاقل
زہی مرغوبِ دل تاریخ سالِ انطباعِ او

سنہ ۱۳۰۴ھ

ولہ

عودِ ہندی است طرفہ انشائی
غالب از بس دُرِ معانی سفت

سال تاریخ طبع او عاقل
چہ عجب رقعاتِ غالب گفت

سنہ ۱۸۸۷ء

تمت بالخیر

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

۱۱۴

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم و ہر زبان کی کتابین اُردو ہندی
فارسی۔ عربی۔ نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح
سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین۔ عدالتون و محکمہ بند و بست اور چنگی وغیرہ کے
جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پینتالیس برس سے اپنے
فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے
اور اسکی شہرت و نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب بہ نسبت
اور مطابع کے بہت خوشخط و صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین جن صاحبون کو کچھ
چھپوانا ہو اُن کو کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہے
نمونہ کے لئے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین فقط

المشتہر

محمد قادر علی خان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ